حضور خطیب البراہین حضرت علامہ مفتی صوفی
محمد نظام الدین صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی
خلیفہ حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ مارہرہ شریف

# برکاتِ روزہ

## قرآن و حدیث میں

دارالقلم
نظامی مارکیٹ اگرولی بازار پوسٹ ہٹوا ضلع سنت کبیر نگر یوپی

سلسلۂ اشاعت نمبر ۲۶

# برکات روزہ

## قرآن وحدیث میں

مصنف

حضور خطیب البراہین حضرت علامہ مفتی وصوفی
**محمد نظام الدین صاحب قبلہ قادری، برکاتی، رضوی**
خلیفۂ حضور احسن العلما علیہ الرحمہ مارہرہ شریف

**ناشر**
دارالقلم نظامی مارکیٹ لہرولی بازار پوسٹ ہٹوا ضلع سنت کبیر نگر (یوپی) پن نمبر 272125





نام کتاب............**برکات روزہ**
مصنف............حضور خطیب البراہین صاحب قبلہ محدث بستوی مدظلۂ العالی
باہتمام............شہزادۂ حضور خطیب البراہین حبیب العلما حضرت علامہ مولانا الحاج محمد حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ رضوی مصباحی (سربراہ اعلیٰ جامعہ برکاتیہ حضرت صوفی نظام الدین لہرولی
ترتیب............مفتی شکیل الرحمٰن نظامی استاذ جامعہ حنفیہ بستی
پروف ریڈنگ............مولانا اقبال احمد صاحب علیمی
کتابت............امتیاز احمد نظامی
ناشر............دارالقلم نظامی مارکیٹ لہرولی بازار ضلع سنت کبیر نگر (یوپی)
کمپوزنگ............برکاتی کمپیوٹر سینٹر، نظامی مارکیٹ لہرولی بازار
سن اشاعت باردوم............۱۴۳۳ھ - ۲۰۱۲ء
صفحات............
قیمت............

**ملنے کے پتے**

(۱) مکتبہ نظامیہ حبیبیہ، لہرولی بازار، سنت کبیر نگر 9919949368
(۲) مکتبہ برکاتیہ نظامیہ، اگیا، ضلع سنت کبیر نگر (یوپی)
(۳) ڈاکٹر محمد شفیق نظامی نور کلینک، شاپ نمبر 1970/1 عائشہ کمپاؤنڈ نئے گاؤں بھیونڈی (مہاراشٹر) 09823999190
(۴) حجۃ العلم اکیڈمی سیسئی خورد پوسٹ بنگوا ضلع سدھارتھ نگر 9451100259

# مشمولات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْم

# دار القلم تعارف سرگرمیاں

مسلم معاشرے کے اصلاح فکر واعتقاد کی خاطر اور نوجوان قلم کاروں کی حوصلہ افزائی کے لیے علما ومشائخ کے مشورے پر شہزادہ خطیب البراہین حضرت علامہ محمد حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ نے ۲۰۰۰ء میں دار القلم قائم کیا۔ اور ایک مکتبہ بنام ''مکتبہ نظامیہ حبیبیہ'' قائم فرمایا جس سے مختلف موضوعات پر درسی وغیر درسی کتابیں حاصل کر کے طالبان علوم اسلامیہ مستفیض ومستنیر ہو رہے ہیں، جس سے دیگر علماء اہل سنت کی تصنیفات کے ساتھ ساتھ حضور خطیب البراہین صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کی کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ **فالحمد للہ علیٰ ذالک** اس کے ذریعہ اب تک تقریباً دو درجن کتابیں شائع ہو کر مقبول انام ہو چکی ہیں۔

**سہ ماہی پیام نظامی:** جنوری **۲۰۰۵ء** سے ایک مستقل رسالہ سہ ماہی پیام نظامی اپنی ظاہری ومعنوی خوبیوں سے آراستہ وپیراستہ ہو کر مسلسل نکل رہا ہے جس کے معیاری مضامین کو پسند کرتے ہوئے ارباب علم ودانش اپنی مخلصانہ دعاؤں سے نوازتے رہتے ہیں۔ امام علم وفن حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین صاحب شیخ الحدیث دار العلوم اہل سنت نور الحق چرہ محمد پور فیض آباد اپنے تاثرات میں فرماتے ہیں۔

''اتفاق سے آج سہ ماہی پیام نظامی جولائی تا ستمبر ۲۰۰۹ء کے شمارے کو پڑھنے کا موقع ملا اور اس کے ٹائیٹل پیج سے لے کر لاسٹ پیج تک میں نے اسے پڑھا ہی نہیں بلکہ چاٹ لیا ہے اور چاٹا ہی نہیں بلکہ اس کے حرف حرف کا ہم مطالعہ کیا اور محسوس کیا کہ شروع سے آخر تک کسی بھی مقام پر کوئی ایسا جملہ نہیں ملا جس کو میرا دل نہ پاس کرے، ہندوستان کا کوئی ایسا رسالہ نہیں ہے جو میرے پاس نہ آتا ہو، آج کل لوگ مضمون سے زیادہ مضمون نگار خود کو پیش کرتے ہیں، مضمون کیا ہے اسے چھوڑیئے دیکھیے کہ ہم کیسے ہیں، اس کے برخلاف ہندوستان کے

دوسرے رسالوں میں یہ خوبی نہیں ہے، یہ خوبی یقیناً مضمون نگار ہی کی نہیں ہے بلکہ جس کی ادارت میں یہ رسالہ نکل رہا ہے یعنی عالی جناب مولانا ضیاء المصطفیٰ نظامی صاحب ان کے قلم کی اصلاح کا بھی اثر رہا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے قلم میں اور آپ کی خدمات میں برکتیں عطا فرمائے۔

**تحریری انعامی مقابلہ: دارالقلم** کے زیر اہتمام ہر سال **"تحریری انعامی مقابلہ برائے طلبہ مدارس"** منعقد کیا جاتا ہے۔ جس کے اغراض ومقاصد مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) طلبہ مدارس میں تحریری بیداری پیدا کرنا (۲) انعامات دے کر ان کی حوصلہ افزائی کرنا تاکہ تحریر کی طرف وہ راغب ہوسکیں (۳) مدارس کے اندر کہنہ مشق قلم کار، ادیب اور صحافی بننے کی ترغیب دینا (۴) طلبہ میں تحریر کی اہمیت وافادیت کو اجاگر کرنا (۵) مستقبل میں ان کے ذریعہ عصری اسلوب میں جدید موضوعات پر مذہبی لٹریچر فراہم کرنے کی تلقین کرنا۔ الحمد للہ ہر سال مدارس عربیہ کے طلبہ کثیر تعداد میں شریک ہوتے ہیں اور پروگرام کے اختتام پر مقابلہ میں شریک سبھی طلبہ کو گراں قدر انعامات سے نوازا جاتا ہے۔

**حضور خطیب البراہین کی وہ تصانیف جو شائع ہوچکی ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔**

(۱) داڑھی کی اہمیت (۲) کھانے پینے کا اسلامی طریقہ (۳) برکات مسواک (۴) اختیارات امام النبیین (۵) فلسفہ قربانی (۶) برکات روزہ (۷) حقوق والدین (۸) فضائل مدینہ (۹) فضائل تلاوت قرآن مبیں (۱۰) فضائل درود (۱۱) خطبات خطیب البراہین

**حضور خطیب البراہین کی شخصیت پر شائع ہونے والی کتابیں مندرجہ ذیل ہیں۔**

(۱) دو عظیم شخصیتیں (۲) خطیب البراہین ایک منفرد المثال شخصیت (۳) آئینہ محدث بستوی (۴) خطیب البراہین اپنے خطبات کے آئینے میں (۵) خطیب البراہین آئینہ اشعار میں (۶) محدث بستوی سنت رسول کے آئینے میں (۷) خطیب البراہین کی محدثانہ بصیرت (۸) محدث بستوی نمبر (نوری نکات بستی) (۹) خطیب البراہین نمبر (روزنامہ راشٹریہ سہارا گورکھپور)

**تصانیف حبیب العلما:** (۱) فاتح امرڈوبھا (۲) تذکرۂ خلیل وذبیح (۳) اوصاف المحبین (۴) قبر نبی سے نورانی ہاتھ کا ظہور (۵) پیغام بیداری (۶) تذکرۂ امام النبین (۷) تاجدار انبیاء کے لیل ونہار ضیائے حبیب سال نامہ میگزین۔ مزید درجنوں کتابیں بہت جلد منظر عام پر آنے والی ہیں۔





# شرف انتساب

رحمت وانوار کی بارش ہو ان مخلص صائمین پر جنھوں نے خوشنودئ رب ذوالجلال والاکرام کے لیے سخت سے سخت تر حالات میں حتی کہ معرکۂ حق وباطل میں بھی روزوں کی برکتوں کو ہاتھ سے نہ جانے دیا بجائے رخصت پہ عمل کرنے کے عزیمت کے درخشندہ پہلو کو خلوص دل کے ساتھ اپنا کر یہ ثابت کر دیا کہ ؎

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

رب کریم ہمیں دارین میں ان مخلص صائمین کے سایۂ کرم میں رکھے۔ آمین

یکے از کیشان عقیدت صائمین

محمد حبیب الرحمٰن رضوی

خادم التدریس دار العلوم اہل سنت تدریس الاسلام بسڈیلہ ضلع سنت کبیر نگر

سربراہ اعلیٰ جامعہ برکاتیہ حضرت صوفی نظام الدین لہرولی بازار ضلع سنت کبیر نگر

# عرض حال ابن خطیب البراہین

نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی حَبِيْبِهِ الْكَرِيْم وعلٰی اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَاَوْلِيَاءِ مِلَّتِهٖ وَعُلَمَاءِ اُمَّتِهٖ اَجْمَعِيْنَ

الحمدللہ رب العلمین زیرنظر رسالہ روزوں کی برکتوں سے متعلق ہے جسے والد بزرگوار نے لگ بھگ ۱۹۵۷ء میں تحریر فرمایا تھا۔ کچھ حذف و اضافے کے ساتھ عزیزم مفتی شکیل الرحمٰن سلمہ المنان نے ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰۰۴ء میں پہلی بار وطن مالوف دارالعلوم اہل سنت غوثیہ رضویہ کے گیٹ پر قائم شدہ ''مکتبہ برکاتیہ نظامیہ'' موضع اگیا چھاتا ضلع سنت کبیر نگر سے شائع کیا تھا۔

ایڈیشن ختم ہوجانے پر اسے ترتیب جدید ونظر ثانی کے بعد دارالقلم جامعہ برکاتیہ حضرت صوفی نظام الدین محلّہ نظام آباد لہرولی بازار ضلع سنت کبیر نگر سے شائع کیا جارہا ہے۔ تاکہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام روزوں کی برکتوں سے مستفیض ومستنیر ہو۔

## رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت

اسلام میں رمضان المبارک نہایت ہی مقدس و بابرکت مہینہ ہے۔ رب کریم نے اس مبارک مہینے کی برکتوں سے ایک بندۂ مومن کو سرفراز فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ''شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانُ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ'' (پ ۲ سورۂ بقرہ ع ۲۳ آیت ۱۸۵)

ترجمہ:۔ رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا لوگوں کے لئے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے۔





# تعریف روزہ

شرع میں اسے کہتے ہیں کہ مسلمان خواہ مرد ہو یا حیض ونفاس سے خالی عورت صبح صادق سے غروب آفتاب تک بہ نیت عبادت خورد ونوش ومجامعت ترک کردے اسی کا نام روزہ ہے۔ (عالمگیری وغیرہ)

روزے کب فرض ہوئے:۔ رمضان المبارک کے روزے ۱۰ رشوال المکرّم ۲ھ میں فرض کئے گئے۔ (درمختار وتفسیر خازن)

## فرض صیام بلندئ درجات کا سبب ہے

مہربان خدا جل جلالہٗ نے اپنے بندوں کے بلندئ درجات کے لئے توحید ورسالت کے اقرار کے بعد جس طرح نماز، زکوۃ، حج کو فرض فرمایا ہے اسی طرح ''روزۂ رمضان'' کو بھی فرض فرمایا کیونکہ روزہ دفع شہوت وکسر نفس، گناہوں سے بچنے کا سبب اور اہل تقویٰ کا شعار ہے۔ جیسا کہ رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔

حدیث پاک:۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَاِنَّهٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَ اَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَ مَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهٗ لَهٗ وِجَاءٌ'' متفق علیه (مشکوۃ المصابیح کتاب النکاح الفصل الاول صفحہ ۲۶۷)

ترجمہ وشرح حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے جوانو کی جماعت! تم میں سے جو نکاح کی طاقت رکھے وہ ضرور نکاح کرے (یعنی جو نکاح کے مصارف کی طاقت رکھے یہ امر نسبت کے لئے ہے یعنی جس میں نکاح کے مصارف برداشت کرنے کی طاقت ہو وہ نکاح کرے یہ حدیث پاک احناف کی دلیل ہے کہ نوافل سے نکاح افضل ہے۔ شوافع کے یہاں نوافل میں مشغول رہنا

نکاح سے افضل ہے ) کیونکہ نگاہ نیچی کرنے والا ہے اور شرمگاہ کا محافظ (یعنی بیوی والا آدمی پاکدامن و نیک ہوتا ہے نہ تو غیر عورتوں کو تکتا ہے اور نہ اس کا دل بدکاری کی طرف مائل ہوتا ہے۔ غرضیکہ نکاح آدمی کے لئے حفاظتی قلعہ ہے اور جو طاقت نہ رکھے وہ روزے لازم کرلے کہ یہ روزے اس کی حفاظت ہیں۔ (وجاء کے معنی ہیں خصیئے کوٹ دینا جس سے نامرد ہوجائے یعنی روزہ انسان کی شہوت کو اس طرح مار دیتا ہے جیسے خصی کردینا۔ کیوں کہ بھوک سے نفس ضعیف ہوتا ہے اور شہوت قوت نفس سے زیادہ ہوتی ہے۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ نفس کو توڑنے کے لئے بھوک سے زیادہ کوئی چیز نہیں اسی لئے تقریباً ہر دین میں روزے کا حکم ہے۔

## روزے کا حکم ہر دین میں

یہی وجہ ہے کہ رب کریم جل جلالہٗ نے از زمانہ سیدنا آدم علیہ الصلوۃ والسلام تا ختم دور نبوت حضور سید المرسلین ﷺ روزے جیسی ''نعمت عظمٰی'' کو تمام شریعتوں پر فرض فرمایا اور پورے اہتمام کے ساتھ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کو بھی پیارے انداز میں یوں مخاطب فرمایا ''یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ'' (پارہ ۲ سورۃ البقر ع ۲۳ آیت ۱۸۳ / ۱۸۴)

ترجمہ:۔اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے کی اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے، گنتی کے دن ہیں۔ (یعنی صرف رمضان کا ایک مہینہ)

## مہربانی کے جلوے

مہربان خدا نے روزے کی برکتوں سے اپنے معذور بندوں (مریض ومسافر) کو بھی فیضیاب فرماتے ہوئے متصلاً ارشاد فرمایا'' فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ '' (پارہ ۲ سورۃ البقرع ۲۲ آیت ۱۸۴)

ترجمہ:۔تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں۔





## مریض ومسافر کو رخصت

اس آیت کریمہ میں رب کریم نے مریض ومسافر کو رخصت دی کہ اگر اس کو رمضان المبارک میں روزہ رکھنے سے مرض کی زیادتی یا ہلاک ہونے کا اندیشہ ہو۔ یا سفر میں (سفر سے وہ مراد ہے جس کی مسافت تین دن سے کم نہ ہو (آدمی اور اونٹ کی درمیانی چال کا اعتبار ہے) تین دن کی راہ کو تیز سواری سے دو دن یا کم میں طے کرلے تو وہ مسافر ہی رہے گا اور تین دن سے کم کے راستے کو زیادہ دنوں میں طے کیا تو مسافر نہیں خشکی میں میل کے حساب سے اس کی مقدار ستاون میل تین فرلانگ (۵۷، ۳/۸ میل) ہے۔ فتاویٰ رضویہ و بہار شریعت۔ اور کلومیٹر سے بانوے کلومیٹر ہے) مریض ومسافر کو سفر میں شدت وتکلیف کا اندیشہ ہو تو وہ مرض وسفر کے ایام میں افطار کرے اور بجائے اس کے ''ایام منہیہ'' کے سوا اور دنوں میں اس کی قضا کرے۔

**ایام منہیہ**:۔ایام منہیہ پانچ دن ہیں۔ جن میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔ دونوں عیدیں اور ذی الحجہ کی گیارہویں، بارہویں، تیرہویں تاریخیں۔

**وہم مریض**:۔ مریض کو محض وہم پر روزے کا افطار جائز نہیں جب تک دلیل یا تجربہ یا غیر ظاہر الفسق طبیب کی خبر سے اس کا غلبۂ ظن حاصل نہ ہو کہ روزہ مرض کے طول یا زیادتی کا سبب ہوگا۔

**مریض کے حکم میں**:۔ جو بالفعل بیمار نہ ہو لیکن مسلمان طبیب یہ کہے کہ وہ روزہ رکھنے سے بیمار ہوجائیگا وہ بھی مریض کے حکم میں ہے۔

**حاملہ و دودھ پلانے والی کا حکم**:۔حاملہ یا دودھ پلانیوالی عورت کو اگر روزہ رکھنے سے اپنی یا بچے کی جان کا یا اس کے بیمار ہوجانے کا اندیشہ ہو تو اس کو بھی افطار جائز ہے۔

**مسافر کا حکم**:۔جس مسافر نے طلوع فجر سے قبل سفر شروع کیا اس کو روزے کا افطار جائز ہے لیکن جس نے بعد طلوع سفر کیا اس کو اس دن کا افطار جائز نہیں۔ رب کریم نے ''شیخ فانی'' کو بھی اپنے دامن کرم میں لیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ''وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ فِدْیَۃٌ طَعَامُ

مِسۡکِیۡنٍ ‘‘ (پارہ۲سورۃ البقرہ ع۲۳ آیت۱۸۴) ترجمہ:۔اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانہ۔

**شیخ فانی:**۔جس بوڑھے مرد یا عورت کو پیرانہ سالی کے ضعف سے روزہ رکھنے کی قدرت نہ رہے اور آئندہ قوت حاصل ہونے کی امید بھی نہ ہو اس کو شیخ فانی کہتے ہیں۔

**فدیہ:**۔شیخ فانی کے لئے جائز ہے کہ افطار کرے اور ہر روزے کے بدلے نصف صاع (ایک سو پچہتر روپیہ اور ایک اٹھنی بھر یعنی دو کلو چھیالیس گرام، گیہوں یا گیہوں کا آٹا یا اس سے دونے جو یا اس کی قیمت بطور فدیہ دے اگر فدیہ دینے کے بعد روزہ رکھنے کی قوت آ گئی تو روزہ واجب ہو گا۔

**نادار شیخ فانی کا حکم:**۔اگر شیخ فانی نادار ہو اور فدیہ دینے کی قوت نہ رکھے تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور اپنے عفو تقصیر کی دعا کرتا رہے۔

## مقدار فدیہ سے زائد دینے کی فضیلت

جو بندہ مقدار فدیہ سے زیادہ دے اسے سراہتے ہوئے رب کریم نے ارشاد فرمایا ’’ فَمَنۡ تَطَوَّعَ خَیۡراً فَھُوَ خَیۡرٌ لَّہٗ‘‘ (پارہ۲سورۃ البقرہ ع۲۳ آیت۱۸۴) ترجمہ:۔پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے تو وہ اس کے لئے بہتر ہے۔کیونکہ اس فانی زندگی میں بندۂ مومن جو بھی عمل خیر خلوص دل سے کرے گا اس کے لئے رب کریم نے واضح انداز میں ارشاد فرمایا’’ وَ مَا تُقَدِّمُوۡا لِاَنۡفُسِکُمۡ مِنۡ خَیۡرٍ تَجِدُوۡہُ عِنۡدَ اللّٰہِ ‘‘(پارہ۱/سورۂ بقرہ ع۱۳ آیت۱۱۰)

ترجمہ:۔اور اپنی جانوں کے لئے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے یہاں پاؤ گے۔

## وقت پر روزہ رکھنا افضل ہے

اگر چہ رب کریم جل جلالہٗ نے مسافر و مریض کو افطار کی اجازت دی ہے تا ہم وقت پر ہی روزہ رکھنا زیادہ بہتر و افضل ہے۔جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے ’’ وَ اَنۡ تَصُوۡمُوۡا خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ





کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ‘‘(پارہ۲سورۂ بقرہ ع۲۳ آیت۱۸۴)

ترجمہ:۔اور روزہ رکھنا تمہارے لئے زیادہ بھلا ہے اگر تم جانو۔

کیوں کہ اپنے وقت پر اوامر کی بجا آوری اس کا کیف و سرور ہی الگ ہے۔

## نماز عشاء کے بعد بھی روزہ

اگلی شریعتوں میں افطار کے بعد کھانا، پینا مجامعت کرنا، نماز عشاء تک حلال تھا۔بعد نماز عشاء یہ سب چیزیں شب میں بھی حرام ہو جاتی تھیں یہ حکم زمانۂ اقدس تک باقی تھا۔بعض صحابہ سے رمضان المبارک کی راتوں میں بعد نماز عشاء مباشرت وقوع میں آئی ان میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بھی تھے۔اس پر وہ حضرات نادم ہوئے اور بارگاہ رسالت میں عرض حال کیا۔اللہ تعالیٰ نے معاف فرمایا اور مندرجہ ذیل آیت مبارکہ نازل فرمائی اور بیان کر دیا گیا کہ آئندہ کے لئے رمضان کی راتوں میں مغرب سے صبح صادق تک مجامعت کرنا حلال کیا گیا۔ارشاد ہوا’’اُحِلَّ لَکُمۡ لَیۡلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَائِکُمۡ ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمۡ وَاَنۡتُمۡ لِبَاسٌ لَّھُنَّ عَلِمَ اللّٰہُ اَنَّکُمۡ کُنۡتُمۡ تَخۡتَانُوۡنَ اَنۡفُسَکُمۡ فَتَابَ عَلَیۡکُمۡ وَعَفَا عَنۡکُمۡ(پارہ۲ سورۃ البقر ع ۲۳) ترجمہ:۔روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لیے حلال ہوا وہ تمہاری لباس ہیں اور تم ان کے لباس، اللہ نے جانا کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے تھے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمھیں معاف فرمایا۔

اس خیانت سے وہ مجامعت مراد ہے جو قبل اباحت رمضان کی راتوں میں مسلمانوں سے سرزد ہوئی تھی اس کی معافی کا بیان فرما کر ان کی تسکین فرما دی گئی۔

## لیالی رمضان میں مباشرت کا حلال ہونا

مندرجہ ذیل آیت کریمہ میں حکم مباشرت اباحت کے لیے ہے اب وہ ممانعت اٹھا دی گئی اور رمضان کی راتوں میں مباشرت مباح کر دی گئی، چنانچہ ارشاد ہوا فَالۡئٰنَ بَاشِرُوۡھُنَّ وَ ابۡتَغُوۡا

مَاكَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ(پارہ ۲ /سورۂ بقرہ ع۲۳)

ترجمہ:۔تو اب ان سے صحبت کرو اور طلب کرو جو اللہ نے تمہارے نصیب میں لکھا ہو۔

اس میں ہدایت ہے کہ جو اللہ نے لکھا اس کو طلب کرنے کے معنیٰ ہیں رمضان کی راتوں میں کثرت عبادت اور بیدار رہ کر شب قدر کی جستجو کرنا۔اس آیت کریمہ میں دیگر اقوال کے ساتھ یہ قول بھی ہے مباشرت نسل واولاد حاصل کرنے کی نیت سے ہونی چاہیے جس سے مسلمان بڑھیں اور دین قوی ہو جیسا کہ سرکار ابد قرار ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے " وَ عَنْ مَعْقَلِ بْنُ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَزَوَّجُوْا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّیْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ " رواہ ابی داؤد ونسائی ،مشکوٰۃ شریف صفحہ۲۶۷)

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ محبت کرنے والی بچے جننے والی عورتوں سے نکاح کرو( کیوں کہ زوجین کی محبت سے گھر کی آبادی ہے اور بچوں کی پیدائش سے مقصود نکاح کا حصول ہے،زوجین کی عداوت گھر تباہ کردیتی ہے۔

خیال رہے کہ بیوہ عورت کے یہ دونوں وصف اس کی گزشتہ زندگی سے معلوم ہوں گے اور کنواری کے یہ اوصاف اس کی خاندانی عورتوں سے پہچانی جاتی ہیں،اشعہ ) کیوں کہ میں تمہاری وجہ سے امتوں پر فخر کروں گا(یعنی کل قیامت میں مجھے اس چیز سے بہت خوشی ہوگی کہ میری امت تمام امتوں سے زیادہ ہو اور انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا اہل جنت کی کل ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے اسی (۸۰) صفیں امت رسول اللہ ﷺ ہوں گی اور چالیس صفیں تمام انبیاء کے امتی ہوں گے۔

## کثرت تعداد ترقی قوم کا ذریعہ ہے

دنیا میں بھی کثرت تعداد ترقی قوم کا ذریعہ ہے آج کثرت رائے سے سلطنت،وزارت وغیرہ بنتی ہیں،صاحب مرقاۃ نے اس حدیث پاک کا یہ مطلب بھی بیان فرمایا کہ محبت والی، بچے جننے





والی عورتوں کو نکاح میں رکھو کہ اگر ایسی عورت میں اور کوئی دوسری شکایات بھی ہوں تو اس کی پرواہ نہ کرو،محبت واولاد اللہ کی بڑی نعمت ہے۔(مرآۃ جلد پنجم صفحہ۹ کتاب النکاح)

## نیند آجانے کے بعد کھانا پینا ممنوع

مندرجہ ذیل آیت کریمہ حضرت صرمعہ بن قیس کے حق میں نازل ہوئی،آپ محنتی آدمی تھے ایک دن بحالت روزہ دن بھر اپنی زمین میں کام کرکے شام کو گھر آئے،بیوی سے کھانا مانگا وہ پکانے میں مصروف ہوئیں،یہ تھکے تھے آنکھ لگ گئی جب کھانا تیار کرکے انھیں بیدار کیا تو انھوں نے کھانے سے انکار کردیا کیوں کہ اس زمانہ میں سوجانے کے بعد روزہ دار پر کھانا پینا ممنوع ہو جاتا تھا اور اسی حالت میں دوسرا روزہ رکھ لیا،ضعف وکمزوری انتہا کو پہنچ گئی،دوپہر کو غشی آگئی،ان کے حق میں آیت پاک کا نزول ہوا اور رمضان کی راتوں میں ان کے سبب سے کھانا پینا مباح فرمایا گیا جیسے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی انابت ورجوع کے باعث قربت حلال ہوئی چنانچہ ارشاد ہوا: وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ" (پارہ ۲ / سورۂ بقرہ ع۲۳)

ترجمہ:۔اور کھاؤ اور پیؤ یہاں تک کہ تمہارے لیے ظاہر ہو جائے سفیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے پوپھٹکر۔

آیت کریمہ میں رات کو سیاہ ڈورے سے اور صبح صادق کو سفید ڈورے سے تشبیہ دی گئی ہے معنیٰ یہ ہیں کہ تمہارے لیے کھانا پینا رمضان کی راتوں میں مغرب سے صبح صادق تک مباح فرمایا گیا۔(تفسیر احمدی)

## جنابت روزے کے منافی نہیں

صبح صادق تک اجازت دینے میں اشارہ ہے کہ جنابت روزے کے منافی نہیں جس شخص کو بحالت جنابت صبح ہوئی وہ غسل کرے اس کا روزہ جائز ہے۔(تفسیر احمدی)

اسی سے علماء نے یہ مسئلہ نکالا کہ رمضان کے روزے کی نیت دن میں جائز ہے۔

## روزے کی آخر حد

رب کریم نے روزے کی آخر حد کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ”ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى اللَّيْلِ “(پارہ ۲ سورۂ بقرہ ع ۲۳)

ترجمہ:۔پھر رات آنے تک روزے پورے کرو۔

اس سے ثابت ہوا کہ بحالت روزہ خوردونوش ومجامعت میں سے ہر ایک کے ارتکاب سے کفارہ لازم ہوجاتا ہے۔(مدارک شریف) اور علماء نے اس آیت کو صوم وصال یعنی تہ کے روزے کے ممنوع ہونے کی دلیل قرار دیا ہے۔

## اعتکاف

مردوں کے اعتکاف کے لیے مسجد ضروری ہے اور معتکف کو مسجد میں کھانا پینا سونا جائز ہے اور عورتوں کا اعتکاف ان کے گھروں میں جائز ہے اور اعتکاف ہر ایسی مسجد میں جائز ہے جس میں جماعت قائم ہو اور اعتکاف میں روزہ شرط ہے اور رمضان کی راتوں میں روزہ دار کے لیے جماع حلال ہے جبکہ وہ معتکف نہ ہو۔

## اعتکاف میں قربت حرام ہے

حالت اعتکاف میں عورتوں سے قربت اور بوس وکنار حرام ہے جیسا کہ ارشاد ہوا ” وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِى الْمَسٰجِدِ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ .(پارہ ۲ سورۂ بقرہ ع ۲۳)

ترجمہ:۔اور عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مسجدوں میں اعتکاف سے ہو یہ اللہ کی حدیں ہیں ان کے پاس نہ جاؤ اللہ یوں ہی بیان کرتا ہے لوگوں سے اپنی آیتیں کہ کہیں انھیں پرہیزگاری ملے



## مزید عنایتوں کے جلوے

چوں کہ رب کریم جل جلالہٗ اپنے بندوں پر ماں باپ سے کہیں زیادہ مہربان ہے اس لیے اپنے بندوں کے بلندئی درجات کے لیے آسانی کا احساس دلایا اور تکمیل مدت کی نعمت پر ہدیۂ تشکر کا حکم دیا اور مزید روزوں کی برکتوں سے فیضیاب کرنے کے لیے مکرر ارشاد فرمایا” وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ“(پارہ ۲ سورۃ البقر ع ۲۳ آیت ۱۸۵)

ترجمہ:۔اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا اور اس لیے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ اس نے تمھیں ہدایت کی اور کہیں تم حق گزار ہو۔

حدیث شریف میں ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے تو چاند دیکھ کر روزے شروع کرو اور چاند دیکھ کر افطار کرو، اگر ۲۹/رمضان کو چاند کی رویت نہ ہو تو ۳۰/دن کی گنتی پوری کرو۔

## فوائد روزہ

مذکورہ بالا شواہد سے معلوم ہوا کہ رمضان المبارک کی بنیادی ومہتم بالشان عبادت ”روزہ“ ہے جو نفس انسانی کو طیب وطاہر کرنے میں خاص اثر رکھتا ہے اور روزہ دار عبادت کی حالت میں رہتا ہے لہٰذا روزہ دار کا چلنا، پھرنا، سونا اور جاگنا سب عبادت ہے۔

اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو معلوم ہوجائے گا کہ رب کریم نے روزوں کو فرض فرما کر روزہ داروں کو فوائد دارین سے مالا مال فرما دیا ہے، ایک رمز شناش بندۂ مومن بغیر رب کریم کا شکریہ ادا کئے نہیں رہ سکتا کیوں کہ روزہ کی برکتیں اخروی زندگی کے علاوہ دنیاوی زندگی کے لئے بھی مفید تر

دکھائی دیتی ہیں، روزے کی برکتوں سے خود نفس انسانی صیقل شدہ ہوکر صاف ستھرا ہوجایا کرتا ہے اور روزوں کی برکتوں سے جسم انسانی بھی صحت مند وتندرست وتوانا ہوجایا کرتا ہے۔

طبی نقطہ نگاہ سے بھی روزہ ہر شخص کے لئے مناسب و بہتر ہے جیسا کہ ’’اطباء گفتہ اند روزہ گرفتن بہ خصوص در موقع سوء ہضم بسیار نافع است‘‘ یعنی اطباء وحکیموں نے فرمایا ہے کہ روزہ رکھنا خاص کر بدہضمی کے موقعہ پر بہت مفید ہے۔ معلوم ہوا کہ اصلاح معدہ و بدہضمی کو دور کرنے کے لیے سال میں کچھ دن ضرور روزہ رکھنا چاہیے کیوں کہ مسلسل کھانے پینے اور انواع واقسام کے کھانوں کی فکر میں مبتلا رہنے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ طرح طرح کے جسمانی اور اخلاقی عوارض پیدا ہو جاتے ہیں جس سے ہر شخص عاجز و پریشان ہو جاتا ہے اور نتیجتاً یہ باور کرنے پر مجبور ہوتا ہے کہ حفظان صحت کے لحاظ سے بھی روزہ رکھنے کے ایسے بے شمار فوائد ہیں جن کے سامنے روزہ رکھنے کی معمولی تکلیفات اور عارضی بھوک پیاس بالکل ہیچ اور ناقابل ذکر ہوجایا کرتی ہیں۔ جیسا کہ رب کریم نے اس حقیقت کا یوں اظہار فرمایا’’ **فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْراً اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْراً**‘‘(**پارہ ۳۰ سورۂ الم نشرح ع ۱**)

ترجمہ:۔ تو بیشک دشواری کے ساتھ آسانی ہے، بیشک دشواری کے ساتھ آسانی ہے۔

چنانچہ خدائے پاک کے اس اعلان کو دیکھ کر وہ ایمان والے جو بطور امتحان و آزمائش، مصائب وشدائد سے دوچار ہوتے ہیں، وہ صبر وضبط سے کام لیتے ہیں، ارشاد الٰہی کی تکمیل میں خلوص دل کے ساتھ لگے رہتے ہیں اور حرف شکایت زبان پر کبھی بھی نہیں لاتے، وہ جانتے ہیں کہ اس میں خوشنودیٔ رحمٰن اور ہمارے درجات کی بلندی ہے اسی لئے ہمارے بزرگوں نے یہی درس دیا ہے کہ؎

**اِذَا شُتَدَّتْ بِکَ الْبَلْوٰی فَفَکِّرْ فِیْ اَلَمْ نَشْرَحْ**
**فَعُسْرٌ بَیْنَ یُسْرَیْنَ اِذَا فَکَّرْتَہٗ فَافْرَحْ**

ترجمہ:۔ جب تم پر کوئی آزمائش آئے تو سورۂ الم نشرح میں غور وفکر کرلیا کرو، تو جب تو یہ معلوم





کرلے گا کہ دو آسانیوں کے درمیان ایک ہی دشواری ہے تو ضرور خوش ہوجائے گا۔

رسالہ ہذا میں آپ،، برکات روزہ،، کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں گے۔ دعا ہے رب کریم اپنے مقبولین بارگاہ کے طفیل ہم مسلمانان عالم کو روزے کی برکتوں سے فیضیاب فرمائے اور ہمارے ہر بھائی کو ذوق وشوق کے ساتھ روزہ رکھنے کی توفیق خیر عطا فرمائے اور ہم جمیع غلامان خیر البشر کو جماعت صائمین میں داخل فرمائے۔ **اٰمِیْن بِحُرْمَةِ اِمَامِ الْمُحِبِّیْنَ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ صَلَوٰاتُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَابْنِہِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِی مُحِیِّ الدِّیْنِ وَاَوْلِیَاءِ مِلَّتِہٖ وَشُھَدَاءِ مُحَبَّتِہٖ وَعُلَمَاءِ اُمَّتِہٖ وَصُلَحَاءِ مِلَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ.**

طالب دعا

محمد حبیب الرحمٰن رضوی

خادم التدریس:۔ دار العلوم اہل سنت تدریس الاسلام بسڈیلہ ضلع سنت کبیر نگر
سربراہ اعلیٰ:۔ جامعہ برکاتیہ حضرت صوفی نظام الدین لہرولی بازار ضلع سنت کبیر نگر
۵؍ربیع الآخر ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۸؍فروری ۲۰۱۲ء بروز منگل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلیٰ حَبِیْبِہِ الْکَرِیْم

# رمضان اوراس کے فضائل ومسائل:۔

رمضان المبارک نہایت بابرکت اور مقدس مہینہ ہے،اس ماہ کا چاند نظر آتے ہی خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے، بچہ ہو یا جوان یا بوڑھا،مرد ہو یا عورت ہر کوئی فرحت وانبساط سے جھومنے لگتا ہے، ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے ہیں، گلے ملتے ہیں،غرضیکہ سب کے دل خوشیوں سے لبریز ہوجاتے ہیں اور ایک نورانی سماں بندھ جاتا ہے،سحر وافطار کے وقت خوشی دوآتشہ ہو جاتی ہے، تسبیح و تہلیل کی صدائیں گونجتی ہیں،قلوب واذہان مسرت وشادمانی سے مچل اٹھتے ہیں،پوری دنیا کے مسلمانوں کو اس ماہ سے قلبی لگاؤ ہے اور شدت سے اس کا انتظار رہتا ہے اور ایسا کیوں نہ ہو؟ جب کہ اس ماہ معظم میں اللہ عزّ وجل کے آخری پیغام یعنی قرآن عظیم کا نزول ہوا جو تمام بھلائیوں کا منبع ومخزن اور سرچشمۂ رشد وہدایت ہے،اسی میں لیلۃ القدر بھی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے،اس ماہ مبارک میں اگر کوئی نفل ادا کرتا ہے تو فرض کا ثواب پاتا ہے اور ادائے فرض سے ستر فرضوں کا ثواب پاتا ہے، جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں،جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں،سرکش شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے،رحم دلی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، بھوکوں کی بھوک کا احساس پیدا ہوتا ہے۔حدیث شریف میں اس ماہ مبارک کی بہت اہمیت و فضیلت آئی ہے۔مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا دَخَلَ رَمْضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَھَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَۃِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ .(مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۳)

**ترجمہ**:۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رمضان آتا ہے،آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں،جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے





جاتے ہیں۔ایک روایت میں ہے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

ترمذی شریف میں ہے:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَاکَانَ اَوَّلُ لَیْلَۃٍ مِنْ شَھْرِ رَمْضَانَ صُفِّدَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَمَرَدَۃُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النِّیْرَانِ فَلَمْ یُفْتَحْ مِنْھَا بَابٌ وَفُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ فَلَمْ یُغْلَقْ مِنْھَا بَابٌ وَیُنَادِیْ مُنَادٍ یَا بَاغِیَ الْخَیْرِ اَقْبِلْ وَیَابَاغِیَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَلِلّٰہِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذٰلِکَ فِیْ کُلِّ لَیْلَۃٍ .

(ترمذی ج ۱ ص ۱۴۷ /ابن ماجہ ص ۱۱۸)

**ترجمہ**:۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کرلیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی دروازہ کھولا نہیں جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں،تو ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا ہے اور منادی ندا دیتا ہے اے خیر! کے طلب کرنے والے متوجہ ہو اور اے شر! کے چاہنے والے باز رہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگ آگ سے آزاد کیے جاتے ہیں اور یہ ہر رات ہوتا ہے۔

نسائی شریف میں ہے:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَتَاکُمْ رَمْضَانُ شَھْرٌ مُبَارَکٌ فَرَضَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ صِیَامَہٗ تُفْتَحُ فِیْہِ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَتُغْلَقُ فِیْہِ اَبْوَابُ الْجَحِیْمِ وَتُغَلُّ فِیْہِ مَرَدَۃُ الشَّیَاطِیْنِ لِلّٰہِ فِیْہِ لَیْلَۃٌ خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ شَھْرٍ مَنْ حُرِمَ خَیْرَھَا فَقَدْ حُرِمَ .

(نسائی اول ص ۳۰۰ /مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۳)

**ترجمہ**:۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رمضان آیا یہ برکت کا مہینہ ہے،اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کیے،اس میں

آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور سرکش شیطانوں کے طوق ڈال دیئے جاتے ہیں اور خدا کی قسم اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو اس کی بھلائی سے محروم رہا وہ بے شک محروم رہا۔

مشکوٰۃ شریف میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

**عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ آخِرِ یَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ یٰاَیُّهَاالنَّاسُ قَدْاَظَلَّكُمْ شَهْرٌعَظِیْمٌ شَهْرٌ مُبَارَكٌ شَهْرٌ فِیْهِ لَیْلَةٌ خَیْرٌ مِنَ اَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِیَامَهٗ فَرِیْضَةً وَقِیَامَ لَیْلَةٍ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِیْهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَیْرِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَةً فِیْهِ فِیْمَا سِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَةً فِیْهِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰی سَبْعِیْنَ فَرِیْضَةً فِیْمَا سِوَاهُ وَهُوَشَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ یُزَادُ فِیْهِ رِزْقُ الْمُوْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِیْهِ صَائِمًا كَانَ لَهٗ مَغْفِرَةٌ لِذُنُوْبِهٖ وَعِتْقُ رَقْبَتِهٖ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ مِنْ غَیْرِاَنْ یَنْتَقِصَ مِنْ اَجْرِهٖ شَیْءٌ قُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَیْسَ كُلُّنَا نَجِدُمَا نُفْطِرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُعْطِی اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰی مَذْقَةِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَةٍ اَوْشُرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ وَمَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِیْ شَرْبَةً لَایَظْمَأُ حَتّٰی یَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَاٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْكِهٖ فِیْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَاَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ . (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۷۳ / ۱۷۴)**

**ترجمہ** :۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے شعبان کی آخری تاریخ میں وعظ فرمایا اے لوگو! تم پر عظمت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے، یہ مہینہ برکت والا مہینہ ہے، اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے اور اس کی رات کے قیام کو تطوع (نفل) قرار دیا جو اس ماہ میں نفلی کام





کرے قرب الٰہی حاصل کرے تو گویا اس نے دوسرے مہینہ میں فرض ادا کیا اور جو اس ماہ میں ایک فرض ادا کرے تو ایسا ہوگا جیسے اس نے دوسرے مہینے میں ستر فرض ادا کیے۔ اے لوگو! یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے، یہ غربا کی غمخواری کا مہینہ ہے، یہ وہ مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے، جو اس مہینہ میں کسی روزہ دار کو افطار کرائے گا تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور اسے جہنم سے آزاد کر دیا جائے گا اور اسے روزے دار کی طرح ثواب ملے گا اور روزہ دار کے ثواب میں کچھ کمی نہ کی جائے گی۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہم میں کا ہر شخص افطار کرانے کی استطاعت نہیں رکھتا، اس پر رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو روزہ دار کو ایک گھونٹ دودھ سے افطار کرائے یا کھجور سے یا ایک گھونٹ پانی سے یہ ثواب اس کو بھی ملے گا، البتہ جو روزہ دار کو شکم سیر کرے اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض سے پانی پلایا جائے گا کہ پھر وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائے، نیز فرمایا کہ یہ وہ مہینہ ہے جس کا پہلا عشرہ رحمت کا ہے، درمیانی عشرہ مغفرت کا ہے اور آخری عشرہ جہنم سے آزادی کا ہے، جو اس ماہ مبارک میں اپنے غلام کے کام میں تخفیف کرے تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا اور آگ سے آزاد کر دے گا۔

رمضان المبارک کا مہینہ آتا تو رسول اللہ ﷺ کا فعل کیا ہوتا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زبانی ملاحظہ کریں۔

**عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَادَخَلَ شَهْرُ رَمْضَانَ اَطْلَقَ كُلَّ اَسِیْرٍ وَاَعْطٰی كُلَّ سَائِلٍ . (مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۴)**

**ترجمہ** :۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ماہ رمضان آتا تو اللہ کے رسول ﷺ ہر قیدی کو چھوڑ دیتے اور ہر سائل کو عطا فرماتے۔

ابن ماجہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

**عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلَ رَمْضَانُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ هٰذَا الشَّهْرَ**

قَدْ حَضَرَكُمْ وَفِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهٗ وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا اِلَّا مَحْرُوْمٌ .(ابن ماجه صفحه ۱۱۹)

**ترجمہ** :۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ مہینہ جو آیا ہے اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو اس سے محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا اور اس کی بھلائی سے وہی شخص محروم ہوگا جو پورا پورا محروم ہو۔

رمضان کی آخری رات میں امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی بخشش ہوتی ہے اور فضل باری تعالیٰ ان کے سروں پہ سایہ فگن ہوتا ہے۔آقائے دوجہاں ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ يُغْفَرُ لِاُمَّتِهٖ فِیْ آخِرِ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمْضَانَ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَهِیَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ قَالَ لَا وَلٰكِنَّ الْعَامِلَ اِنَّمَا يُوَفّٰى اَجْرَهٗ اِذَا قَضٰى عَمَلَهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ.(مشکوٰة شريف ص ۱۷۴)

**ترجمہ** :۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آقائے کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کی آخری رات میں امت کی بخشش ہوتی ہے عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ! کیا وہ شب قدر ہے فرمایا نہیں، البتہ مزدور کو اس وقت مزدوری ملتی ہے جب وہ اپنا کام پورا کرلیتا ہے۔

نزہۃ المجالس میں ہے کہ جو رمضان شریف میں مسلمان کی حاجت برآری کرے گا وہ خیر کثیر سے نوازا جائے گا۔ان کے الفاظ یہ ہیں:

مَنْ قَضٰى حَاجَةَ مُسْلِمٍ فِیْ رَمْضَانَ قَضَى اللّٰهُ لَهٗ اَلْفَ اَلْفِ حَاجَةٍ وَمَنْ تَصَدَّقَ فِيْهِ بِصَدَقَةٍ اِلٰى فَقِيْرٍ ذِیْ عَيَالٍ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَلْفَ اَلْفِ حَسَنَةٍ وَمَحَا عَنْهُ اَلْفَ اَلْفِ سَيِّئَةً وَرَفَعَ لَهٗ اَلْفَ اَلْفِ دَرَجَةً.(نُزْهَةُ الْمَجَالِس جلد اول صفحه ۲۰۰)

**ترجمہ** :۔جو رمضان میں مسلمان کی ضرورت پوری کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی دس لاکھ





ضرورتیں پوری فرمائے گا اور جو شخص رمضان میں عیال دار فقیر پر صدقہ کرے تو وہ دس لاکھ نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھے گا اور دس لاکھ خطائیں اس کے نامۂ اعمال سے مٹادے گا اور اس کے دس لاکھ درجے بلند فرمائے گا۔

فضائل اعمال میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کو رمضان المبارک کی پانچ چیزیں مخصوص طور پر دی گئی ہیں جو پہلی امتوں کو نہیں ملی ہیں۔

(۱) روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔

(۲) روزہ داروں کے حق میں دریا کی مچھلیاں تک دعا کرتی ہیں اور افطار کے وقت تک کرتی رہتی ہیں۔

(۳) جنت کو ہر روز روزہ داروں کے لیے آراستہ کیا جاتا ہے پھر حق تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرماتا ہے قریب ہے کہ میرے نیک بندے دنیا کی مشقتیں اپنے اوپر سے پھینک کر تیری طرف آویں۔

(۴) رمضان المبارک میں سرکش شیاطین کو قید کردیا جاتا ہے کہ وہ رمضان المبارک میں ان برائیوں کی طرف نہیں پہونچ سکتے جن کی طرف غیر رمضان میں پہونچ سکتے ہیں۔

(۵) رمضان المبارک کی آخری شب میں روزداروں کی مغفرت کی جاتی ہے، صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا! یہ شب مغفرت شب قدر ہے، آپ نے ارشاد فرمایا: نہیں بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کو اس کا کام ختم ہونے کے وقت مزدوری دی جاتی ہے۔

مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اَنَّ الْجَنَّةَ تُزَخْرَفُ لِرَمْضَانَ مِنْ رَأْسِ الْحَوْلِ اِلٰى حَوْلٍ قَابِلٍ قَالَ فَاِذَا كَانَ اَوَّلُ يَوْمٍ مِنْ رَمْضَانَ هَبَّتْ رِيْحٌ تَحْتَ الْعَرْشِ مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ عَلَى الْحُوْرِ الْعِيْنِ فَيَقُلْنَ يَارَبِّ اجْعَلْ لَنَا مِنْ عِبَادِكَ اَزْوَاجًا تُقِرُّبِهِمْ اَعْيُنَنَا وَتُقِرُّ اَعْيُنَهُمْ بِنَا.(مشکوٰة شريف ص ۱۷۴)

**ترجمہ:**۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت ابتداء سال سے سال آئندہ رمضان تک کے لیے آراستہ کی جاتی ہے جب رمضان کا پہلا دن آتا ہے تو جنت کے پتوں سے عرش کے نیچے ایک ہوا حور عین پر چلتی ہے وہ کہتی ہیں اے رب! تو اپنے بندوں میں سے ہمارے لیے ان کو شوہر بنا جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ان کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔

مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

**عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ صَامَ یَوْمًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بَعَّدَ اللّٰہُ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا. (مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۹)**

**ترجمہ:**۔حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کے منہ کو دوزخ سے ستر برس کی راہ دور فرمائے گا۔

روزہ مطلقاً امساک یعنی باز رہنے کو کہتے ہیں اور عرف شرع میں اس کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں مثلاً ائمۂ حنفیہ فرماتے ہیں کہ امساک مخصوص یعنی مفطرات ثلٰثہ، کھانے، پینے اور جماع سے صفت مخصوصہ کے ساتھ باز رہنے کا نام روزہ ہے۔ائمۂ شافعیہ فرماتے ہیں کہ علیٰ وجہ المخصوص مفطرات سے باز رہنے کا نام روزہ ہے۔مالکیہ فرماتے ہیں کہ نیت کے ساتھ پیٹ اور فرج کی شہوتوں سے پورے دن باز رہنے کا نام روزہ ہے اور حنابلہ کا کہنا ہے کہ اشیاء مخصوصہ سے باز رہنے کا نام روزہ ہے۔(حاشیہ درمختار ج ۳/ص ۳۲۷)

ان سب کا مفاد یہ ہے کہ مسلمان کا بہ نیت عبادت صبح صادق سے غروب آفتاب تک اپنے کو قصداً کھانے، پینے اور جماع سے باز رہنے کا نام روزہ ہے اور عورت کا حیض ونفاس سے خالی ہونا شرط ہے۔

## فرضیت روزہ:۔

اللہ عزّ وجل کا ارشاد ہے:

**یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ**





**تَتَّقُوْنَ .(پ ۲ سورۂ بقرہ ع ۲۳)**

**ترجمہ:**۔اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔(کنزالایمان)

روزہ ۱۰ ارشوال المکرّم ۲ھ میں فرض ہوا اور چوں کہ روزہ نفس پر دشوار تھا اس لیے اسے آسان کرنے کے لیے فرمایا گیا کہ یہ تم پر ہی فرض نہیں بلکہ اگلی امتوں پر بھی فرض تھا ذرا ہمت سے کام لینا کہیں ان اگلی امتوں کے مقابلہ میں فیل نہ ہو جاؤ۔

خزائن العرفان میں اس آیت کریمہ کے تحت ہے:

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ روزہ عبادت قدیمہ ہے جو زمانۂ حضرت آدم علیہ السلام سے تمام شریعتوں میں فرض ہوتا چلا آیا اگرچہ ایام واحکام مختلف تھے مگر اصل روزے سب امتوں پر لازم تھے۔

تفسیر کبیر واحمدی میں ہے:

حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ہر امت پر روزے فرض تھے، چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام پر ہر قمری مہینہ کی تیرہویں، چودھویں اور پندرہویں کے روزے فرض تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر عاشورہ کا روزہ فرض تھا۔(احمدی ص ۵۱)

تفسیر نعیمی بحوالۂ تفسیر کبیر ہے:

عیسائیوں پر ماہ رمضان کے روزے فرض تھے چوں کہ قمری مہینہ تمام موسموں میں گھومتا رہتا ہے اور گرمی کے روزے میں انھیں تکلیف ہوتی تھی اس لیے انھوں نے شمسی مہینے سے موسم بہار کے روزے لازم کر لیے تاکہ گرمی سے بچے رہیں اور بدلنے کے عوض بیس روزے اور بڑھا کر بجائے تیس کے پچاس بنا دیئے۔ایسے ہی یہودیوں پر بھی رمضان کے روزے فرض تھے انھوں نے یہ چھوڑ کر ایک عاشورہ کا روزہ اختیار کیا کیوں کہ اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات ملی تھی، غرضیکہ تشبیہ یا تو صرف روزے میں ہے یا اس کی مقدار میں بھی اور "اَلَّذِیْنَ" سے

یا تو تمام سابقہ امتیں مراد ہیں یا صرف اہل کتاب۔ (تفسیر نعیمی جلد دوم صفحہ ۲۰۱)

تفسیرات احمدیہ میں بحوالۂ امام زاہد ہے:

مذہب اسلام میں اولاً عاشورہ کا روزہ فرض ہوا، پھر یہ منسوخ ہو کر چاند کی تیرہویں، چودھویں اور پندرھویں کے روزے فرض کیے گیے، پھر یہ منسوخ ہو کر ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے، البتہ لوگوں کو اختیار تھا چاہے روزے رکھیں یا ہر دن کے عوض آدھا صاع (۱۷۵/روپئے اٹھنی بھر) گیہوں یا ایک صاع (۳۵۱ روپئے بھر) جو فدیہ ادا کریں، پھر یہ اختیار منسوخ ہو کر روزے لازم ہوئے مگر یہ پابندی رہی کہ رات کو سونے سے پیشتر جو چاہو کھاؤ، سو کر اٹھنے کے بعد کچھ نہیں کھا سکتے، پھر حضرت صرمہ بن انس الغنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ پیش آنے کے بعد صبح تک کھانے، پینے کا اختیار دیا گیا مگر جماع پھر بھی حرام رہا، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا واقعہ پیش آنے کے بعد رات میں جماع بھی حلال کیا گیا، اس سے واضح ہوتا ہے کہ رمضان کا روزہ یکلخت فرض نہ ہوا بلکہ رفتہ رفتہ بندوں کی تیسیر و تسہیل کی خاطر اور عادت ڈالنے کے طور پر اسے فرض کیا گیا۔ (تفسیرات احمدیہ ص ۵۲/۵۱)

تفسیر روح البیان مترجم میں ہے:

یوں سمجھو کہ اولاً کلمہ پڑھنا فرض ہوا پھر نماز، پھر زکوٰۃ، پھر روزہ، پھر جہاد، پھر حج۔

اس ترتیب کی حکمت پر روشنی ڈالتے ہوئے علامہ شامی نے ردالمحتار میں تحریر کیا ہے کہ روزہ عمدہ خصلتوں سے ہے اور نفس پر بہت ہی دشوار ہے اس لیے باری عزّ اسمہٗ نے تمرین و مشق کی خاطر اولاً اخف یعنی نماز کو فرض کیا پھر وسط یعنی زکوٰۃ کو پھر اسے جو نہایت شاق و دشوار ہے، یہی وجہ ہے کہ مقام مدح میں بھی یہی ترتیب مذکور ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَالْخَاشِعِیْنَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِیْنَ وَالصَّائِمَاتِ" (پ ۲۲/ سورۂ احزاب) اور مبانی اسلام کا تذکرہ کرتے ہوئے بھی اس ترتیب کی رعایت کی گئی ہے ارشاد ہے "اِقَامُ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءُ الزَّکٰوۃِ وَصَوْمُ شَھْرِ رَمْضَانَ" اور اسی وجہ سے ائمہ





شرع نے اپنی تصنیفات میں اسی ترتیب کا لحاظ رکھا کہ اولاً نماز پھر زکوٰۃ پھر روزہ کو بیان کرتے ہیں۔ (ردالمحتار ج/۳ ص ۳۲۹)

اسی طرح تفسیرات احمدیہ میں بھی آیت مذکورہ "یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ" الخ" کے تحت فرمایا کہ اس میں تشبیہ مسلمانوں کو تسلی دینے کی خاطر ہے کیوں کہ روزہ عبادت بدنیہ ہے اور نفس پر بہت دشوار ہے۔ (تفسیرات احمدیہ ص ۵۱)

امم سابقہ میں افطار کے بعد سے عشاء تک کھانا، پینا اور عورتوں سے جماع کرنا حلال تھا بعد نماز عشاء رات میں بھی یہ امور حرام ہو جاتے تھے، ابتداء اسلام میں بھی یہی حکم تھا پھر بعد کو منسوخ ہو گیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَائِکُمْ ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ عَلِمَ اللّٰہُ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَکُمْ فَتَابَ عَلَیْکُمْ وَعَفَا عَنْکُمْ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْھُنَّ وَابْتَغُوْا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَکُمْ وَکُلُوْا وَاشْرِبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوْا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ وَلَاتُبَاشِرُوْھُنَّ وَاَنْتُمْ عَاکِفُوْنَ فِی الْمَسٰجِدِ تِلْکَ حُدُوْدُاللّٰہِ فَلَاتَقْرَبُوْھَا کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ اٰیٰتِہٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَتَّقُوْنَ۔" (پ ۲ آیت ۱۸۶)

**ترجمہ**:۔ روزے کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لیے حلال ہوا وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کے لباس، اللہ نے جانا کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے تھے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف فرمایا تو اب ان سے صحبت کرو اور طلب کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے نصیب میں لکھا ہو اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہارے لیے ظاہر ہو جائے سفیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈور سے پو پھٹ کر پھر رات آنے تک روزے پورے کرو اور عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مسجد میں اعتکاف سے ہو یہ اللہ کی حدیں ہیں ان کے پاس نہ جاؤ اللہ یوں ہی بیان کرتا

ہے لوگوں سے اپنی آیتیں کہ کہیں انھیں پرہیزگاری ملے۔ (کنزالایمان)

**شان نزول**:۔ تفسیر نعیمی میں بحوالۂ تفسیر کبیر، درمنشور، خازن، صاوی وغیرہ میں ہے کہ اگلی شریعتوں میں افطار کے بعد سے عشا تک کھانا، پینا اور عورتوں سے جماع کرنا حلال تھا، بعد نماز عشاء یہ سب چیزیں حرام ہوجاتی تھیں شروع اسلام میں بھی یہی حکم رہا پھر حضرت صرمہ بن انس انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا واقعہ پیش آجانے پر صبح تک کھانا، پینا درست ہوا۔ پھر یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور دیگر صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عشا کی نماز کے بعد اپنی بیویوں سے جماع کرلیا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے جب غسل کیا تو رونے لگے اور اپنے کو ملامت کرنے لگے پھر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگے کہ یارسول اللہ ﷺ! میں اللہ اور آپ کی بارگاہ میں اپنے خطا کار نفس کی معذرت کرتا ہوں، میں نے عشا کے بعد اپنی بیوی سے جماع کرلیا، حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے عمر! تمہارا یہ کام نہ تھا اس پر کچھ دوسرے افراد کھڑے ہوکر معذرت کرنے لگے کہ ہم سے بھی یہ خطا ہوگئی، تب یہ آیت کریمہ اتری جس میں گذشتہ خطا کی معافی اور آئندہ کے لیے صبح تک جماع کی اجازت دی گئی۔ (تفسیر نعیمی ج۲/ص۲۲۹)

ابواؤد شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

**كَانَ النَّاسُ عَلىٰ عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ اِذَا صَلُّوْا الْعَتْمَةَ حَرُمَ عَلَيْهِمُ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ وَالنِّسَاءُ وَصَامُوْا اِلىٰ الْقَابِلَةِ فَاخْتَانَ رَجُلٌ نَفْسَهٗ فَجَامَعَ اِمْرَاتَهٗ وَقَدْ صَلَّى الْعِشَاءَ وَلَمْ يُفْطِرْ فَاَرَادَاللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَنْ يَّجْعَلَ ذَالِكَ يُسْراً لِمَنْ بَقِيَ وَرُخْصَةً مَنْفَعَةً فَقَالَ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَكَانَ هٰذَا مِمَّانَفَعَ اللّٰهُ بِهِ النَّاسَ وَرَخَّصَ لَهُمْ وَيَسَّرَ .** (ابوداؤد ص ۳۱۷)

**ترجمہ**:۔ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں جب لوگ عشا کی نماز پڑھ لیتے تو ان پر کھانا، پینا اور جماع کرنا حرام ہوجاتا اور آنے والے دن کی شام تک روزہ رکھتے ایک شخص نے





اپنے ساتھ خیانت کرلی اور بعد نماز عشا اپنی بیوی سے جماع کرلیا اور افطار نہ کیا تو اللہ کی مشیت ہوئی کہ اسے باقی صحابہ کے لیے آسانی، رخصت اور منفعت کردے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہوا "**عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ**" اور یہ اللہ تعالیٰ کا عطیہ اور اس کی جانب سے رخصت اور آسانی ہے۔

ابوداؤد شریف ہی میں حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے:

**كَانَ الرَّجُلُ اِذَا صَامَ فَنَامَ لَمْ يَاكُلْ اِلىٰ مِثْلِهَا وَأَنَّ صِرْمَةَ بْنَ قَيْسِ الْاَنْصَارِيَّ اَتىٰ اِمْرَأَتَهٗ وَكَانَ صَائِمًا فَقَالَ عِنْدَكِ شَيْءٌ فَقَالَتْ لَا لَعَلِّيْ اَذْهَبُ فَاطْلُبُ لَكَ فَذَهَبَتْ وَغَلَبَتْ عَيْنُهٗ فَجَاءَتْ فَقَالَ خَيْبَةٌ لَكَ فَلَمْ يَنْتَصِفِ النَّهَارُ حَتّٰى غُشِيَ عَلَيْهِ وَكَانَ يَعْمَلُ يَوْمَهٗ فِيْ اَرْضِهٖ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَنَزَلَتْ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلىٰ نِسَائِكُمْ قَرَأَاِلىٰ قَوْلِهٖ مِنَ الْفَجْرِ .** (ابوداؤد شریف ص ۳۱۷)

**ترجمہ**:۔ جب آدمی روزہ رکھتا اور سوجاتا تو شام تک پھر کچھ نہیں کھاتا اور صرمہ بن قیس انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اپنی بیوی کے پاس آئے اور روزے سے تھے پوچھا کچھ کھانے کو ہے عرض کیا نہیں البتہ رکو جارہی ہوں کہیں سے لاؤں گی وہ گئیں اتنے میں وہ سوگیے جب وہ آئیں اور انھیں سوتے ہوئے دیکھا تو کہا خرابی ہو تیرے لیے، چنانچہ دوسرے دن دوپہر ہوتے ہوتے صرمہ پر غشی طاری ہونے لگی کیوں کہ سارا دن وہ اپنی آراضی میں کام کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا گیا اس وقت یہ آیت کریمہ "**اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الخ**" نازل ہوئی۔

## روزے کی فضیلت:۔

روزہ دین کے اعظم ارکان اور شرع متین کے پختہ قوانین سے ہے، بہت سے دینی اور دنیاوی فوائد اس سے متعلق ہیں، نفس امارہ مغلوب ہوتا ہے، بھوک اور پیاس کا احساس ہوتا ہے، جس سے خوراک اور پانی کی قدر و قیمت معلوم ہوتی ہے، فقراء کی حاجتوں کو عملی طور پر سمجھنے کا موقع ملتا ہے، یہی وجہ ہے کہ جب حضرت امام ابویوسف علیہ الرحمہ سے کہا گیا "**لِمَ تَجُوْعُ وَ**

اَنْتَ عَلٰی خَزَائِنِ الْاَرْضِ " کہ آپ کے پاس تو زمین کے خزانوں کی کنجیاں ہیں پھر بھی آپ بھوکے کیوں رہتے ہیں؟ تو آپ نے جواب دیا کہ اس خوف سے کہ اگر شکم سیر ہو جاؤں تو کہیں بھوکوں کو بھول نہ جاؤں، غرضیکہ بھوکوں اور پیاسوں پر مہربانی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے کیوں کہ جب کوئی شخص کسی چیز سے دوچار ہوتا ہے جبھی اس کی وقعت سمجھ پاتا ہے، عربی کا شعر ہے۔

لَایَعْرِفُ الشَّوْقَ اِلَّامَنْ یُّکَابِدُہٗ
وَلَاالصَّبَابَۃَ اِلَّامَنْ یُّعَانِیْھَا

**ترجمہ**: محبت کیا چیز ہے اسے وہی جانتا ہے جس کا محبت سے سابقہ پڑا ہو۔

بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آدمی نکاح کی قدرت نہیں پاتا اور گناہوں میں پڑنے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے، ایسی صورت میں رسول کریم ﷺ نے روزے رکھنے کا حکم دیا کیوں کہ اس سے شہوت کی شدت ختم ہو جاتی ہے۔ ارشاد رسول ہے:

یَامَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمُ الْبَاءَ ۃَ فَلْیَتَزَوَّجْ وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَعَلَیْہِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّہٗ لَہٗ وِجَاءٌ . (رد المحتار ج/۳ ص ۳۲۸)

اے نوجوانو! تم میں سے جو شادی کر سکتا ہو وہ شادی کرے اور اگر شادی کی استطاعت نہ ہو تو روزہ رکھے کیوں کہ یہ اس کے لیے ڈھال ہے۔

## طبی فوائد:۔

روزہ بہت سی بیماریوں کا علاج ہے، اطبا کہتے ہیں روزے سے معدہ کی اصلاح ہوتی ہے، روزہ کی حالت میں ہر وقت انسان عبادت کی حالت میں رہتا ہے اس کا چلنا، پھرنا، بولنا، سونا اور جاگنا سب عبادت ہے۔

## روزہ دار کو بشارتیں:۔

احادیث کریمہ میں روزہ اور روزہ دار کی بہت فضیلتیں وارد ہیں اس کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے





مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ یُضَاعَفُ الْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا اِلٰی سَبْعِ مِائَۃِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَّا الصَّوْمُ فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ یَدَعُ شَھْوَتَہٗ وَطَعَامَہٗ مِنْ اَجْلِیْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَۃٌ عِنْدَ فِطْرِہٖ وَ فَرْحَۃٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّہٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ وَالصِّیَامُ جُنَّۃٌ وَاِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّہٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَہٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ اِمْرُءٌ صَائِمٌ . (مشکوٰۃ ص ۱۷۳/ ترمذی ج/۱ ص ۱۵۹/ میں اسی مضمون کی ایک اور روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ الفاظ کے تغیر کے ساتھ ہے)

رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کے ہر نیک عمل کا بدلہ دس سے سات سو گنا تک دیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا مگر روزے میرے لیے ہیں میں خود اس کا بدلہ دوں گا بندے نے اپنی خواہشات اور کھانے کو میرے لیے ترک کیا ہے، روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں، ایک افطار کے وقت اور ایک اپنے رب سے ملاقات کے وقت، روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ پاکیزہ اور بہتر ہے اور روزہ ڈھال ہے اور جس دن تم میں سے کوئی روزہ رکھے تو نہ فحش بکے اور نہ شور مچائے اور اگر کوئی گالی دے یا جھگڑا کرے تو چاہیے کہ وہ کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔

حاشیۂ ردالمحتار میں ہے کہ روزہ چوں کہ کف و ترک کا نام ہے اور وہ فی نفسہٖ مخفی ہے، اس میں کوئی عمل دکھتا نہیں اور اس کے ماسوا تمام اعمال مخلوق کی نگاہوں کے سامنے ہوتے ہیں اور روزہ تو اسے صرف اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے، اس وجہ سے اسے باری عزّ اسمہٗ کی نسبت کا شرف حاصل ہے اور اس نسبت سے وہ ایسے ہی مشرف ہے جس طرح کہ خانۂ کعبہ کو اس کی نسبت کا شرف حاصل ہے گو کہ پوری روئے زمین اسی کی ہے۔ (حاشیۂ ردالمحتار ص ۳۲۸)

بخاری شریف میں ہے:

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابٍ مِنْهَا بَابٌ تُسَمَّى الرَّيَّانُ لَايَدْخُلُهُ اِلَّاالصَّائِمُوْنَ. (بخاری ج/۱ ص ۲۵۴/مسلم ج/۱ ص ۳۶۴)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک کا نام ریان ہے اس میں وہی لوگ جائیں گے جو روزہ رکھنے والے ہوں گے۔

ترمذی شریف میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے الفاظ کی کچھ زیادتی کے ساتھ یوں مروی ہے:

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍعَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِی الْجَنَّةِ بَابٌ يُدْعىٰ الرَّيَّانُ يُدْعىٰ لَهُ الصَّائِمُوْنَ فَمَنْ كَانَ مِنَ الصَّائِمِيْنَ دَخَلَهُ وَمَنْ دَخَلَهُ لَمْ يَظْمَأْ اَبَداً . (ترمذی جلد اوّل /صفحہ ۱۵۹)

مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَامَ يَوْمًا اِبْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ بَعَّدَهُ اللّٰهُ مِنْ جَهَنَّمَ كَبُعْدِ غُرَابٍ طَائِرٍ وَهُوَفَرْخٌ حَتّٰى مَاتَ هَرِمًا .رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالْبَيْهَقِی فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ قَيْسٍ . (مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اللہ کی رضا کے لیے ایک دن کا روزہ رکھا اس کو اللہ تعالیٰ جہنم سے اتنا دور کردے گا جیسے کوّا کہ جب بچہ تھا اس وقت سے اڑتا رہا یہاں تک بوڑھا ہوکر مرا۔ احمد اور بیہقی نے اسے شعب الایمان میں مسلم بن قیس کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

مرقاۃ میں ہے:

قِيْلَ يَعِيْشُ الْغُرَابُ اَلْفَ عَامٍ . (مرقاۃ جلددوم صفحہ ۵۵۳)

**ترجمہ**:۔ کہا گیا ہے کہ کوّے کی طبعی عمر ایک ہزار سال ہوتی ہے۔





نسائی شریف میں ہے:

عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلىٰ عُثْمَانَ بْنِ اَبِی الْعَاصِ فَدَعَا بِلَبَنٍ فَقُلْتُ اِنِّیْ صَائِمٌ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ كَجُنَّةِ اَحَدِكُمْ مِنَ الْقِتَالِ . (نسائی جلداوّل صفحہ ۲۴۱)

مطرف کا بیان ہے کہ میں عثمان بن ابی العاص کے پاس گیا تو انھوں نے دودھ منگایا تو میں نے کہا کہ میں روزہ سے ہوں اس پر عثمان نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ روزہ جہنم کی آگ کے لیے ڈھال ہے جس طرح کہ جنگ کے موقع پر تم میں سے کسی کی ڈھال اس کا بچاؤ کرتی ہے۔

نزہۃ المجالس میں ہے کہ روزہ دار کے لیے ہرشئ دعا کرتی ہے الفاظ یوں ہیں۔

جَاءَ فِی الْحَدِيْثِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اِذَااسْتَيْقَظَ الْمُؤمِنُ فِیْ شَهْرِ رَمْضَانَ وَتَقَلَّبَ مِنْ جَنْبٍ اِلىٰ جَنْبٍ وَذَكَرَ اللّٰهَ تَعَالىٰ يَقُوْلُ لَهُ الْمَلَكُ قُمْ رَحِمَكَ اللّٰهُ فَاِذَا قَامَ يَدْعُوْلَهُ الْفِرَاشُ اَللّٰهُمَّ اَعْطِهِ الْفِرَاشَ الْمَرْفُوْعَةَ فِی الْجَنَّةِ وَاِذَالَبِسَ ثَوْبَهُ يَدْعُوْلَهُ اَللّٰهُمَّ اَعْطِهِ حُلَلَ الْجَنَّةِ وَاِذَا نَعَلَهُ يَدْعُوْلَهُ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمَهُ عَلىٰ صِرَاطٍ وَاِذَاتَنَاوَلَ الْاِنَاءَ يَدْعُوْلَهُ اَللّٰهُمَّ اَعْطِهِ اَكْوَابَ الْجَنَّةِ وَاِذَاتَوَضَّأَ يَدْعُوْلَهُ الْمَاءُ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْهُ مِنَ الذُّنُوْبِ وَالْخَطَايَا وَاِنْ قَامَ بَيْنَ يَدَیِ اللّٰهِ تَعَالىٰ يَدْعُوْ لَهُ الْبَيْتُ اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ لَحْدَهُ وَوَسِّعْ عَلَيْهِ قَبْرَهُ وَيَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَيَقُوْلُ عَبْدِیْ مِنْكَ الدُّعَاءُ وَمِنَّا الْاِجَابَةُ. (نزھۃ المجالس جلددوم صفحہ ۲۰۴)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مومن ماہ رمضان میں سوکر بیدار ہوتا ہے، کروٹ بدلتا ہے اور ذکر الٰہی کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے کہ کھڑا ہوجا اللہ عزّ وجلّ تجھ پر رحم فرمائے اور جب کھڑا ہوتا ہے تو بستر اس کے لیے دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! اس کو جنت میں بلند بستر عطا فرما اور جب کپڑا پہنتا ہے تو وہ دعا کرتا ہے اے اللہ! اس کو بہشتی پوشاک

مرحمت فرما اور جب جوتا پہنتا ہے تو وہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! اس کو پل صراط پر ثابت قدم رکھ اور جب وضو کا برتن لیتا ہے تو وہ دعا کرتا ہے اے اللہ! اس کو جنتی کوزے عطا فرما اور جب وضو کرتا ہے تو پانی دعا کرتا ہے کہ اللہ! اس کو گناہوں اور خطاؤں سے پاک کردے اور جب اپنے مولیٰ کے سامنے نماز کی نیت باندھ کر کھڑا ہوتا ہے تو جانماز دعا کرتی ہے کہ اے اللہ! اس کی قبر کو کشادہ اور لحد کو منور فرمادے اور پروردگار عالم اس کی طرف نظر رحمت فرماتا ہے یوں کہ فرماتا ہے کہ اے بندے! دعا کر اور میں قبول کروں۔

مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

**عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الصِّيَامُ وَالْقُرْاٰنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَقُوْلُ الصِّيَامُ اَیْ رَبِّیْ اِنِّیْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهْوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِيْهِ وَيَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُهُ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِيْهِ فَيُشَفَّعَانِ رواه البيهقی فی شعب الايمان . (مشکوٰة شريف صفحه ۱۷۳)**

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ روزہ اور قرآن بندے کے لیے سفارش کریں گے، روزہ یوں کہے گا کہ پروردگار میں نے اسے دن میں کھانا اور شہوات سے باز رکھا لہٰذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما اور قرآن یوں عرض کرے گا اے پروردگار! میں نے رات کو اسے نیند سے باز رکھا لہٰذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما، تو ان دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔

**عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اُعْطِيَتْ اُمَّتِیْ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ نَبِیٌّ قَبْلِیْ اَمَّا وَاحِدَةٌ فَاِنَّهُ اِذَا كَانَ اَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ نَظَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلَيْهِمْ وَمَنْ نَظَرَ اللّٰهُ اِلَيْهِ لَمْ يُعَذِّبْهُ اَبَداً وَّاَمَّا الثَّانِيَةُ فَاِنَّ خَلُوْفَ اَفْوَاهِهِمْ حِيْنَ يُمْسُوْنَ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ وَاَمَّا الثَّالِثَةُ فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ فِیْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَاَمَّا الرَّابِعَةُ**





**فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَاْمُرُ جَنَّتَهٗ فَيَقُوْلُ لَهَا اسْتَعِدِّیْ وَتَزَيَّنِیْ لِعِبَادِیْ اَوْشَكَ اَنْ يَّسْتَرِيْحُوْا مِنْ تَعَبِ الدُّنْيَا اِلٰی دَارِیْ وَكَرَامَتِیْ وَاَمَّا الْخَامِسَةُ فَاِنَّهٗ اِذَا كَانَ آخِرُ لَيْلَةٍ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُمْ جَمِيْعًا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ :اَهِیَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ؟ فَقَالَ :لَا اَلَمْ تَرَ اِلَی الْعُمَّالِ يَعْمَلُوْنَ فَاِذَا فَرَغُوْا مِنْ اَعْمَالِهِمْ وُفُّوْا اُجُوْرَهُمْ. (الترغيب والترهيب جلد دوم صفحه ۹۲)**

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ میری امت کو ماہ رمضان میں پانچ ایسی چیزیں دی گئیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔

اول یہ کہ جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر فرماتا ہے اور جس کی طرف وہ نظر فرمائے گا اسے کبھی عذاب نہ کرے گا۔ دوسری یہ کہ شام کے وقت ان کے منھ کی بو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ اچھی ہے۔ تیسری یہ کہ ہر دن اور رات میں فرشتے ان کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ چوتھی یہ کہ اللہ عزّ وجل جنت کو حکم فرماتا ہے کہ مستعد ہو جا اور میرے بندوں کے لیے مزیّن ہو جا قریب ہے کہ دنیا کی تعب سے یہاں آ کر آرام کریں۔ پانچویں یہ کہ جب آخر رات ہوتی ہے تو ان سب کی مغفرت فرما دیتا ہے، کسی نے عرض کی کیا وہ شب قدر ہے؟ فرمایا نہیں، کیا تو نہیں دیکھتا کہ کام کرنے والے کام کرتے ہیں جب کام سے فارغ ہوتے ہیں اس وقت مزدوری پاتے ہیں۔

**عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَانَ اَوَّلُ لَيْلَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ نَظَرَ اللّٰهُ اِلٰی خَلْقِهٖ وَاِذَا نَظَرَ اللّٰهُ اِلٰی عَبْدٍ لَمْ يُعَذِّبْهُ اَبَداً وَلِلّٰهِ فِیْ كُلِّ يَوْمٍ اَلْفُ اَلْفِ عَتِيْقٍ مِّنَ النَّارِ فَاِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ تِسْعٍ وَّ عِشْرِيْنَ اَعْتَقَ اللّٰهُ فِيْهَا مِثْلَ جَمِيْعِ مَا اَعْتَقَ فِی الشَّهْرِ كُلِّهٖ فَاِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ الْفِطْرِ ارْتَجَّتِ الْمَلَائِكَةُ وَتَجَلَّی الْجَبَّارُ تَعَالٰی بِنُوْرِهٖ مَعَ اَنَّهٗ لَا يَصِفُهُ الْوَاصِفُوْنَ فَيَقُوْلُ الْمَلٰئِكَةُ :**

وَهُمْ فِيْ عِيْدِهِمْ مِنَ الْغَدِ يَا مَعْشَرَ الْمَلٰئِكَةِ! يُوْحِي اِلَيْهِمْ مَاجَزَاءُ الْاَجِيْرِ اِذَا وَفٰى عَمَلَهٗ؟ تَقُوْلُ الْمَلٰئِكَةُ : يُوَفّٰى اَجْرُهٗ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى : اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ.(الترغيب الترهيب ج/۲/ص/۹۸/باب ماجاء فی العتقاء فی شهر رمضان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے، اللہ عزَّ وجَلَّ اپنی مخلوق کی طرف نظر فرماتا ہے اور جب اللہ کسی بندے کی طرف نظر فرمائے تو اسے کبھی عذاب نہ دے گا اور ہر روز دس لاکھ کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور جب انتیسویں رات ہوتی ہے تو مہینے بھر جتنے آزاد کیے ان کے مجموعے کے برابر اس ایک رات میں آزاد کرتا ہے، پھر جب عید الفطر کی رات آتی ہے ملائکہ خوشی کرتے ہیں اور اللہ عزّ وجلّ اپنے نور کی تجلی فرماتا ہے، فرشتوں سے فرماتا ہے اے گروہ ملائکہ! اس مزدور کا بدلہ کیا ہے جس نے پورا کام کرلیا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اس کو پورا اجر دیا جائے، اللہ عزَّ وجلَّ فرماتا ہے میں تمھیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔

عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدِالْغِفَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ وَاَهَلَّ رَمَضَانُ: لَوْ يَعْلَمُ الْعِبَادُ مَارَمْضَانُ لَتَمَنَّتْ اُمَّتِيْ اَنْ تَكُوْنَ السَّنَةُ كُلُّهَا رَمَضَانَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ خُزَاعَةَ يَانَبِيَّ اللّٰهِ حَدِّثْنَا فَقَالَ :اِنَّ الْجَنَّةَ لَتُزَيَّنُ لِرَمَضَانَ مِنْ رَأْسِ الْحَوْلِ اِلَى الْحَوْلِ فَاِذَا كَانَ اَوَّلُ يَوْمٍ مِّنْ رَمَضَانَ هَبَّتْ رِيْحٌ مِّنْ تَحْتِ الْعَرْشِ فَصَفَّقَتْ وَرَقُ اَشْجَارِ الْجَنَّةِ فَتَنْظُرُ الْحُوْرُ الْعِيْنُ اِلٰى ذَالِكَ فَيَقُلْنَ: يَارَبَّنَا! اِجْعَلْ لَّنَا مِنْ عِبَادِكَ فِيْ هٰذَاالشَّهْرِ اَزْوَاجًا تَقَرُّ اَعْيُنُنَا بِهِمْ وَتَقَرُّ اَعْيُنُهُمْ بِنَا قَالَ: فَمَا مِنْ عَبْدٍ يَّصُوْمُ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ اِلَّا زُوِّجَ زَوْجَةً مِّنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ فِيْ خَيْمَةٍ مِّنْ دُرَّةٍ كَمَا نَعَتَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ "حُوْرٌ مَّقْصُوْرَاتٌ فِي الْخِيَامِ" عَلٰى كُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ سَبْعُوْنَ حُلَّةً لَّيْسَ مِنْهَا حُلَّةٌ عَلٰى لَوْنِ الْاُخْرٰى وَتُعْطٰى سَبْعِيْنَ لَوْنًا مِنَ الطِّيْبِ لَيْسَ مِنْهُ لَوْنٌ عَلٰى رِيْحِ الْاٰخَرِ لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِّنْهُنَّ سَبْعُوْنَ





اَلْفَ وَصِيْفَةٍ لِحَاجَتِهَا وَسَبْعُوْنَ اَلْفَ وَصِيْفٍ مَعَ كُلِّ وَصِيْفٍ صَحْفَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ فِيْهَا لَوْنُ الطَّعَامِ يَجِدُ لِاٰخِرِ لُقْمَةٍ مِّنْهَا لَذَّةً لَمْ يَجِدْهُ لِاَوَّلِهٖ وَلِكُلِّ امْرَأَةٍ مِّنْهُنَّ سَبْعُوْنَ سَرِيْرًا مِّنْ يَاقُوْتَةٍ حَمْرَاءَ عَلٰى كُلِّ سَرِيْرٍ سَبْعُوْنَ فِرَاشًا بَطَائِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ فَوْقَ كُلِّ فِرَاشٍ سَبْعُوْنَ اَرِيْكَةً وَيُعْطٰى زَوْجُهَا مِثْلَ ذٰلِكَ عَلٰى سَرِيْرٍ مِّنْ يَاقُوْتٍ اَحْمَرَ مُوَشَّحًا بِالدُّرِّ عَلَيْهِ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ هٰذَا بِكُلِّ يَوْمٍ صَامَهُ مِنْ رَمَضَانَ سِوٰى مَاعَمِلَ مِنَ الْحَسَنَاتِ.(الترغيب والترهيب ج/۲/ص/۱۰۲)

حضرت ابو مسعود غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مروی ہے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک دن سنا رمضان شریف کا چاند نکل چکا تھا، سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا اگر بندوں کو معلوم ہوتا کہ رمضان کیا چیز ہے؟ تو میری امت تمنا کرتی کہ پورا سال رمضان ہی ہو تو قبیلۂ خزاعہ سے ایک شخص بولا اے اللہ کے نبی! بیان فرمائیں تو سرکار نے فرمایا رمضان کے لیے آغاز سال سے لے کر پورے سال تک جنت سجائی جاتی ہے اور جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے جو جنتی درختوں کے پتوں کو حرکت دیتی ہے اسے حوریں دیکھتی ہیں تو عرض کرتی ہیں اے رب! اس مہینے میں اپنے بندوں میں سے ہمارے لیے شوہر مقرر فرما جن کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں اور ہماری آنکھیں ان سے ٹھنڈی ہوں، سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا تو جو بندہ رمضان کا ایک روزہ رکھتا ہے موتی کے خیمہ تلے ایک حور سے اس کی شادی کی جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حوروں کا وصف بیان فرمایا ہے "حوریں ہیں خیموں میں پردہ نشیں" ان میں ہر ایک کے اوپر ستر کپڑے ہوں گے ہر کپڑے کا رنگ الگ ہوگا اور انھیں ستر رنگ کی خوشبو دی جائے گی ہر ایک کی بو الگ ہوگی ان حوروں میں سے ہر ایک کے لیے ستر ہزار خادمائیں اور ستر ہزار خادم ہوں گے اور ہر خادم کے ساتھ سونے کی تھالی ہوگی جس میں قسم قسم کے کھانے ہوں گے ہر آخری لقمے میں وہ لذت پائے گا جو پہلے نہیں پائی تھی اور ان میں ہر ایک کے لیے سرخ یاقوت کے ستر تخت ہوں گے ہر تخت پر ستر ایسے بستر ہوں گے جن کا استر استبراق کا ہوگا ہر بستر پر ستر

مزین آراستہ تخت ہوں گے ان کے شوہر کو بھی اسی کے مثل دیا جائے گا اور ہر سرخ یاقوت کے تخت پر موتی سے آراستہ سونے کے دو کنگن ہوں گے یہ رمضان کے ہر روز روزہ رکھنے کے بدلے میں ہے دیگر اعمال حسنہ کے علاوہ۔

**عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَنْ اَدْرَکَ شَھْرَ رَمْضَانَ بِمَکَّۃَ فَصَامَہٗ وَقَامَ مِنْہُ مَاتَیَسَّرَ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ مِائَۃَ اَلْفِ شَھْرِ رَمْضَانَ فِیْمَا سِوَاہُ وَکَتَبَ لَہٗ بِکُلِّ یَوْمٍ عِتْقَ رَقَبَۃٍ وَبِکُلِّ لَیْلَۃٍ عِتْقَ رَقَبَۃٍ وَکُلِّ یَوْمٍ حُمْلَانَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَفِیْ کُلِّ لَیْلَۃٍ حَسَنَۃً .رواہ ابن ماجہ (الترغیب والترھیب ج/۲/ص ۹۱/باب الترغیب فی صیام رمضان)**

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جس نے مکہ میں ماہ رمضان پایا اور روزہ رکھا اور رات میں جتنا میسر آیا قیام کیا تو اللہ رب العزت اس کے لیے اور جگہ کے ایک لاکھ رمضان کا ثواب لکھے گا اور ہر دن ایک گردن آزاد کرنے کا ثواب اور ہر رات ایک گردن آزاد کرنے کا ثواب اور ہر روز جہاد میں گھوڑے پر سوار کردینے کا ثواب اور ہر دن میں حسنہ اور رات میں حسنہ لکھے گا۔

**مسئلہ** :۔حیض ونفاس والی پر فرض ہے کہ پاک ہونے کے بعد ان دنوں کی قضا رکھے ، نابالغ پر روزہ فرض نہیں اور مجنون پر بھی فرض نہ ہوگا جب کہ پورا مہینہ رمضان کا جنون کی حالت میں گزر جائے اور اگر کسی دن بھی ایسے وقت میں ہوش آیا کہ وہ وقت روزہ کی نیت کا وقت ہے تو پورے مہینہ کی قضا لازم ہے مثلاً شروع رمضان میں پاگل ہوا اور انتیسویں تاریخ کو صبح صادق سے ضحوۂ کبریٰ (نصف النہار شرعی سے لے کر نصف النہار حقیقی یعنی سورج ڈھلنے تک کو ضحوۂ کبریٰ کہتے ہیں ،نصف النہار شرعی معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آج جس وقت سے صبح صادق شروع ہوئی اس وقت سے لے کر سورج ڈوبنے تک جتنے گھنٹے ہوں ان کے دو حصے کرو پہلے حصے کے ختم پر نصف النہار شرعی شروع ہوجائے گا اور سورج ڈھلتے ہی ختم ہوجائے گا۔قانون شریعت ) تک





کسی وقت میں ہوش آیا پورے رمضان کی قضا لازم ہوئی۔( قانون شریعت حصہ اول صفحہ ۱۹۵)

**مسئلہ** :۔روزے کے تین درجے ہیں،ایک عام لوگوں کا روزہ کہ یہی پیٹ اور شرمگاہ کو کھانے ، پینے ، جماع کرنے سے روکنا۔دوسرے خواص کا روزہ کہ ان کے علاوہ کان، آنکھ اور شرمگاہ اور تمام اعضا کو گناہ سے باز رکھنا۔تیسرا اخاص الخاص کا روزہ کہ جمیع ماسوا اللہ سے اپنے آپ کو بالکلیہ جدا کر کے صرف اسی کی طرف متوجہ رہنا۔(بہار شریعت حصہ پنجم ص ۹۹)

**مسئلہ** :۔روزہ کی پانچ قسمیں ہیں۔فرض، واجب، نفل، مکروہ تنزیہی، مکروہ تحریمی۔فرض واجب کی دو قسمیں ہیں۔معین، غیر معین۔فرض معیّن جیسے ادائے رمضان۔فرض غیر معیّن جیسے قضائے رمضان اور روزۂ کفارہ، واجب معیّن جیسے نذر معین اور واجب غیر معیّن جیسے نذر مطلق۔ نفل دو ہیں۔نفل مسنون۔نفل مستحب جیسے عاشورہ یعنی دسویں محرم کا روزہ اور اس کے نویں کا بھی اور ہر مہینے میں تیرہویں، چودہویں، پندرہویں اور عرفہ کا روزہ، پیر اور جمعرات کا روزہ، شش عید کے روزے،صوم حضرت داؤد علیہ السلام یعنی ایک دن روزہ اور ایک دن افطار۔مکروہ تنزیہی جیسے صرف ہفتہ کے دن روزہ رکھنا نیز مہرگان کے دن روزہ،صوم دہر (ہمیشہ روزہ رکھنا) صوم سکوت (یعنی ایسا روزہ جس میں کچھ بات نہ کرے) صوم وصال کہ روزہ رکھ کر افطار نہ کرے اور دوسرے دن پھر روزہ رکھے یہ سب مکروہ تنزیہی ہیں اور مکروہ تحریمی جیسے عید الفطر، ایام تشریق کے روزے۔(بہار شریعت حصہ پنجم ص ۹۹)

**مسئلہ** :۔ادائے روزۂ رمضان اور نذر معیّن اور نفل کے روزوں کے لیے نیت کا وقت غروب آفتاب سے ضحوۂ کبریٰ تک ہے،اس وقت میں جب نیت کرے یہ روزے ہوجائیں گے لہٰذا آفتاب ڈوبنے سے پہلے نیت کی کہ کل روزہ رکھوں گا پھر بے ہوش ہوگیا اور ضحوۂ کبریٰ کے بعد ہوش آیا تو یہ روزہ نہ ہوا اور آفتاب ڈوبنے کے بعد نیت کی تھی تو ہوگیا۔(درمختار، ردالمحتار بحوالۂ بہار شریعت حصہ پنجم ص ۱۰۰)

**مسئلہ** :۔ضحوۂ کبریٰ نیت کا وقت نہیں ہے بلکہ اس سے پیشتر نیت ہوجانا ضروری ہے

،اگر خاص وقت یعنی جس وقت خط نصف النہار شرعی پر پہونچ گیا نیت کی روزہ نہ ہوا۔(ایضاً)

**مسئلہ** :۔دن میں نیت کرے تو یہ ضرور ہے کہ نیت کرے کہ میں صبح صادق سے روزہ دار ہوں اور اگر یہ نیت کی کہ اب روزہ دار ہوں صبح سے نہیں تو روزہ نہ ہوا۔(ایضاً)

**مسئلہ** :۔یوں نیت کی کہ کل کہیں دعوت ہوئی تو روزہ نہیں اور نہ ہوئی تو روزہ ہے، یہ نیت صحیح نہیں۔(عالمگیری بحوالہ بہار شریعت حصہ پنجم ۱۰۰)

**مسئلہ** :۔سحری کھانا بھی نیت ہے خواہ رمضان کے روزے کے لیے ہو یا کسی اور روزے کے لیے، مگر جب سحری کھاتے وقت یہ ارادہ ہے کہ صبح روزہ نہ ہوگا تو یہ سحری کی نیت نہیں۔(جوہرہ نیرہ، ردالمختار بحوالۂ بہار شریعت حصہ پنجم ص۱۰۰)

**مسئلہ** :۔رمضان کے ہر روزے کے لیے نیت کی ضرورت ہے پہلی یا کسی تاریخ میں پورے رمضان کے روزے کی نیت کر لی تو یہ نیت صرف اسی ایک دن کے حق میں ہے نہ کہ باقی دنوں کے لیے۔(بہار شریعت حصہ پنجم ص۱۰۰)

**مسئلہ** :۔جس طرح نماز میں کلام کی نیت کی مگر نہ کی تو فاسد نہ ہوئی یوں ہی روزہ میں توڑنے کی نیت کی روزہ نہیں ٹوٹے گا جب تک توڑنے والی چیزیں نہ کرے۔(ایضاً)

## روزہ نہ رکھنے پر وعیدیں:۔

جہاں روزہ رکھنے والوں کے فضائل بیان ہوئے ہیں اور انھیں بشارتوں سے شاد کام کیا گیا ہے، وہیں روزہ نہ رکھنے والوں کو خائب وخاسر بتایا گیا ہے اور ان کے لیے سخت قسم کی وعیدیں بھی آئیں ہیں اور انھیں عذاب الٰہی سے ڈرایا گیا ہے، کوئی شقی القلب اور بد قماش ہی ہوگا جو رمضان المبارک کو پائے اور اس کی نعمتوں سے بہرہ ور نہ ہو۔

مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے:

**عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَیْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ اَنْ یُّغْفَرَلَهٗ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ اَدْرَکَ عِنْدَهٗ اَبَوَاهُ الْکِبَرَ اَوْاَحَدُهُمَا**





**فَلَمْ یُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ.** (مشکوٰۃ شریف ص ۸۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص کی ناک خاک آلود ہو کہ جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور مغفرت نہ کرا سکا یہاں تک کہ رمضان ختم ہو گیا اور اس کی ناک خاک آلود ہو جس نے اپنے ماں، باپ یا ان میں سے ایک کو اس حال میں پائے کہ ان پر بڑھاپا آئے اور ان کی خدمت کر کے جنت میں نہ جا سکے یعنی ان کی خدمت واطاعت نہ کی کہ جنت کا مستحق ہو جاتا۔

ردالمحتار میں ہے:۔

**قَالَ الْحَاکِمُ فِی الْمُسْتَدْرَکِ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ عَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُحْضُرُوْاالْمِنْبَرَ فَحَضَرْ نَا فَلَمَّا ارْتَقٰی دَرَجَةً قَالَ اٰمِیْنَ ثُمَّ ارْتَقٰی الدَّرَجَةَالثَّانِیَّةَ قَالَ اٰمِیْنَ ثُمَّ ارْتَقٰی الدَّرَجَةَالثَّالِثَةَ قَالَ: اٰمِیْنَ فَلَمَّانَزَلَ قُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! لَقَدْ سَمِعْنَا مِنْکَ الْیَوْمَ شَیْئاً مَاکُنَّا نَسْمَعُهٗ؟ قَالَ اِنَّ جِبْرَئِیْلَ عَرَضَ لِیْ فَقَالَ بَعُدَمَنْ اَدْرَکَ رَمَضَانَ فَلَمْ یُغْفِرْلَهٗ قُلْتُ: اٰمِیْنَ فَلَمَّا رَقِیْتُ الثَّانِیَّةَ قَالَ بَعُدَ مَنْ ذُکِرْتَ عِنْدَهٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیْکَ فَقُلْتَ: اٰمِیْنَ فَلَمَّا رَقِیْتُ الثَّالِثَةَ قَالَ: بَعُدَ مَنْ اَدْرَکَ اَبَوَیْهِ الْکِبَرُ عِنْدَهٗ اَوْ اَحَدَهُمَا فَلَمْ یُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ فَقُلْتُ: اٰمِیْنَ.** (ردالمحتار/ الترغیب الترهیب جلد دوم صفحه ۹۳/۹۲)

حاکم نے مستدرک میں کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب لوگ منبر کے پاس حاضر ہوں، ہم حاضر ہوئے، جب حضور ﷺ منبر کے پہلے زینے پر چڑھے کہا آمین، دوسرے زینے پر چڑھے کہا آمین، تیسرے زینے پر چڑھے کہا آمین جب منبر سے تشریف لائے ہم نے عرض کی آج ہم نے حضور ﷺ سے ایسی بات سنی جو کبھی نہ سنتے تھے، فرمایا جبرئیل علیہ السلام نے آکر عرض کی کہ وہ شخص دور ہو جس نے رمضان پایا اور اپنی مغفرت نہ کرائی، میں نے کہا آمین، جب میں دوسرے زینے پر چڑھا تو کہا کہ وہ شخص دور ہو جس

کے پاس میرا ذکر ہو اور مجھ پر درود نہ بھیجے میں نے کہا آمین، جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا کہا کہ وہ شخص دور ہو جس کے ماں باپ یا ایک کو بڑھاپا آئے اوران کی خدمت کرکے جنت میں نہ جائے، میں نے کہا آمین۔

ترمذی شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

**عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَفْطَرَ یَوْمًامِنْ رَمْضَانَ مِنْ غَیْرِ رُخْصَةٍ وَلَامَرَضٍ لَمْ یَقْضِ عَنْهُ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلُّهُ وَاِنْ صَامَهُ۔** (ترمذی ج/ا ص ۱۵۴)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے رمضان کے ایک دن کا روزہ بلا رخصت ومرض افطار کیا تو زمانہ بھر کا روزہ اس کی قضا نہیں ہوسکتا اگرچہ رکھ بھی لے۔

یعنی وہ فضیلت جو رمضان میں روزہ رکھنے کی تھی کسی طرح حاصل نہیں کرسکتا تو جب روزہ نہ رکھنے پر یہ وعیدیں ہیں تو توڑ دینا تو اس سے سخت تر ہے، جس کے تصور سے جسم کے رونگٹے رونگٹے لرز اٹھتے ہیں، دل دھڑکنے لگتا ہے، اس کی ہولنا کیوں کو خیال کرکے کلیجہ منہ کو آتا ہے، اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہمیں روزہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور نفس امارہ کے مکروفریب سے ہمیں محفوظ ومامون رکھے۔ آمین

## ان چیزوں کا بیان جن سے روزہ نہیں جاتا:۔

مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اگر کوئی شخص بھول کر کھا، پی لے تو اس کا روزہ نہیں جاتا۔ الفاظ یہ ہیں:

**عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ نَسِیَ وَهُوَ صَائِمٌ فَاَكَلَ اَوْشَرِبَ فَلْیُتِمَّ صَوْمَهُ فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ.** (مسلم شریف ج/ ا ص ۳۶۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس روزہ دار نے بھول کر کھایا، پیا وہ اپنے روزہ کو پورا کرے کیوں کہ اسے اللہ عزّ وجل نے کھلایا اور پلایا۔





ترمذی شریف کے الفاظ یہ ہیں:

**عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَكَلَ اَوْشَرِبَ نَاسِیًا فَلَایُفْطِرُ فَاِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ .** (ترمذی شریف ج/ ا ص ۱۵۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بھول کر کھا، پی لے تو وہ روزہ نہ توڑے کیوں کہ یہ ایسا رزق ہے جو اللہ عزّ وجل نے اسے دیا ہے۔

ایسے ہی اگر کسی شخص نے بھول کر جماع کرلیا تو اس کا روزہ بھی نہ جائے گا۔

درمختار میں ہے:

**اِذَااَكَلَ الصَّائِمُ اَوْشَرِبَ اَوْجَامَعَ نَاسِیًا فِیْ الْفَرْضِ وَالنَّفْلِ لَمْ یُفْطِرْ .** (درمختار جلد سوم صفحہ ۳۶۵)

بھول کر کھایا یا پیا یا جماع کیا روزہ فاسد نہ ہوا خواہ وہ روزہ فرض ہو یا نفل۔

**عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ اِحْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَاحْتَجَمَ وَهُوَصَائِمٌ. متفق علیه** (مشکوٰۃ شریف صفحہ۱۷۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے احرام اور روزہ کی حالت میں پچھنا لگوایا۔

**عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ ذَرَعَهُ الْقَیْءُ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَیْسَ عَلَیْهِ قَضَاءٌ وَمَنِ اسْتَقَاءَ عَمَدًا فَلْیَقْضِ.** (مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا روزے کی حالت میں قی نے جس پر غلبہ کیا اس پر قضا نہیں اور جس نے قصداً قی کیا تو چاہیے کہ وہ قضا کرے۔

**عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِیْعَةَ قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ مِمَّا لَااُحْصِیْ یَتَسَوَّكُ وَهُوَصَائِمٌ .**

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۷٦)

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو روزے کی حالت میں اتنی بار مسواک کرتے ہوئے دیکھا جس کو میں شمار نہیں کرسکتا۔

عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِی قَالَ سُئِلَ اَنَسُ بْنِ مَالِکٍ کُنْتُمْ تَکْرَهُوْنَ الْحِجَامَةَ لِلصَّائِمِ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا اِلَّا مِنْ اَجْلِ الضُّعْفِ. (مشکوٰۃ ص ۱۷۷)

حضرت ثابت بنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے دور میں روزہ دار کے لیے پچھنا کو ناپسند کرتے تھے، آپ نے فرمایا نہیں، مگر کمزوری کی وجہ سے۔

ترمذی شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرمہ لگانے سے روزہ نہیں جاتا۔ الفاظ یہ ہیں:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِشْتَکَتْ عَیْنِیْ اَفَاَکْتَحِلُ وَاَنَا صَائِمٌ قَالَ نَعَمْ. (ترمذی شریف ج/۱ ص ۱۵۴)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میری آنکھ میں درد ہے تو کیا روزے کی حالت میں میں سرمہ استعمال کرسکتا ہوں، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں استعمال کرسکتے ہو۔

اسی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ پچھنا، قے اور احتلام سے روزہ نہیں جاتا ہے۔ حدیث شریف کے الفاظ یوں ہیں:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلٰثٌ لَا یُفْطِرْنَ الصَّائِمَ اَلْحِجَامَةُ وَالْقَیُّ وَالْاِحْتِلَامُ. (ترمذی شریف ج/۱ ص ۱۵۲)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں روزہ نہیں توڑتیں، پچھنا، قے اور احتلام۔





البتہ قے میں کچھ قیدیں ہیں بعض صورتوں میں مطلقاً نہیں ٹوٹتا اور بعض صورتوں میں مطلقاً ٹوٹ جاتا ہے اور بعض میں اگر لوٹائے گا تو روزہ جاتا رہے گا۔ جن کی تفصیل یہ ہے کہ اگر قصداً منہ بھر قے کی اور روزہ ہونا یاد ہو تو روزہ جاتا رہا اور اس سے کم کی تو نہیں۔

درمختار میں ہے "اِنْ اِسْتَقَاءَ عَامِدًا اَیْ مُتَذَکِّرًا لِصَوْمِهٖ اِنْ کَانَ مِلْاَ الْفَمِ فَسَدَ بِالْاِجْمَاعِ مُطْلَقًا وَاِنْ قَلَّ لَا. (درمختار ج/۳ ص ۳۹۳)

اگر بلا اختیار قے ہوگئی تو بھر منہ ہے یا نہیں اور بہر تقدیر وہ لوٹ کر منہ میں چلی گئی یا اس نے خود لوٹائی یا نہ لوٹائی تو اگر منہ بھر نہ ہو تو روزہ نہ گیا اگرچہ لوٹ گئی یا اس نے خود لوٹائی اور اگر بھر منہ ہے اور اس نے لوٹائی اگرچہ اس میں سے صرف چنے برابر حلق سے اتری ہو تو روزہ جاتا رہا ورنہ نہیں۔

درمختار میں ہے " اِنْ ذَرَعَهُ الْقَیْءُ وَخَرَجَ وَلَمْ یَعُدْ لَا یُفْطِرُ مَلْاً اَوْ لَا فَاِنْ عَادَ بِلَا صُنْعِهٖ وَلَوْ هُوَ مَلْاُ الْفَمِ مَعَ تَذَکُّرِهٖ لِلصَّوْمِ لَا یَفْسُدُ خِلَافًا لِلثَّانِی وَاِنْ عَادَ اَوْ قَدْرَ حِمَّصَةٍ مِنْهُ فَاَکْثَرَ حَدَادِیْ اَفْطَرَ اِجْمَاعًا وَلَا کَفَّارَةَ. (درمختار ج/۳ ص ۳۹۲)

ردالمحتار میں یوں ان کو واضح کیا ہے: اَلْمَسْأَلَةُ تَتَفَرَّعُ اِلٰی اَرْبَعٍ وَّعِشْرِیْنَ صُوْرَةً لِاَنَّهٗ اِمَّا اَنْ یَقِیْءَ اَوْ یَسْتَقِیْ وَفِیْ کُلٍّ اِمَّا اَنْ یَمْلَاَ الْفَمَ اَوْ دُوْنَهٗ وَکُلٌّ مِّنَ الْاَرْبَعَةِ اِمَّا اِنْ خَرَجَ اَوْ عَادَ اَوْ اَعَادَهٗ وَکُلٌّ اِمَّا ذَاکِرًا الِصَوْمِهٖ اَوْ لَا وَلَا فَطَرَ عَلٰی الْاَصَحِّ اِلَّا فِی الْاِعَادَةِ وَالْاِسْتِقَاءُ بِشَرْطِ الْمَلَاِ مَعَ التَّذَکُّرِ. (ردالمحتار ج/۳ ص ۳۹۲)

درمختار میں ہے کہ غیر سبیلین میں جماع کیا تو جب تک انزال نہ ہو روزہ نہ ٹوٹے گا، یوں ہی ہاتھ سے منی نکالنے سے اگرچہ یہ سخت حرام ہے اور حدیث میں ایسے شخص کو ملعون فرمایا گیا ہے: فرماتے ہیں "اِذَا جَامَعَ فِیْمَا دُوْنَ الْفَرْجِ وَلَمْ یُنْزِلْ یَعْنِیْ فِیْ غَیْرِ السَّبِیْلَیْنِ لَمْ یُفْطِرْ وَکَذَا الْاِسْتِمْنَاءُ بِالْکَفِّ وَاِنْ کُرِهَ تَحْرِیْمًا لِحَدِیْثِ نَاکِحُ الْیَدِ مَلْعُوْنٌ".

(درمختار ج/۳ ص ۳۷۰/۳۷۱)

عالمگیری میں ہے کہ حقنہ لیا یا نتھنوں سے دوا چڑھائی یا کان میں تیل ڈالا یا تیل چلا گیا روزہ جاتا رہا اور پانی کان میں چلا گیا یا ڈالا تو نہیں۔ رقمطراز ہیں ''وَمَنْ اِحْتَقَنَ اَوِاسْتَعَطَ اَوْاَقْطَرَ فِیْ اُذُنِهٖ اَفْطَرَ وَلَا کَفَّارَةَ عَلَیْهِ وَلَوْدَخَلَ الدُّهْنُ بِغَیْرِ صُنْعِهٖ فَطَرَهٗ وَلَوْاَقْطَرَ فِیْ اُذُنِهٖ الْمَاءَ لَایَفْسُدُ صَوْمُهٗ''. (عالمگیری ج/ ۱ ص ۲۰۴)

درمختار، عالمگیری وغیرہ میں ہے کہ مکھی یا دھواں یا غبار حلق میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا خواہ وہ غبار آٹے کا ہو یا چکی سے پیسنے یا آٹے چھاننے میں اڑتا ہو یا غلہ کا غبار ہو یا ہوا سے خاک اڑی یا جانوروں کے کھر یا ٹاپ سے غبار اڑ کر حلق میں پہونچا اگرچہ روزہ دار ہونا یاد تھا اور اگر خود قصداً دھواں پہونچایا تو فاسد ہو گیا جب کہ روزہ دار ہونا یاد ہو خواہ وہ کسی چیز کا دھواں ہو اور کسی طرح پہونچایا ہو یہاں تک کہ اگر بتی وغیرہ کی خوشبو سلگتی تھی اس نے منہ قریب کر کے دھوئیں کو ناک سے کھینچا روزہ جاتا رہا، حقہ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اگر روزہ یاد ہو اور حقہ پینے والا اگر پیئے گا تو کفارہ بھی لازم آئے گا۔

درمختار میں ہے ''دَخَلَ حَلْقَهٗ غُبَارٌ اَوْذُبَابٌ اَوْدُخَانٌ وَلَوْذَاکِرًا لَمْ یُفْطِرْ اِسْتِحْسَانًا لِعَدَمِ اِمْکَانِ التَّحَرُّزِ عَنْهُ وَمَفَادُهٗ اَنَّهٗ وَلَوْاَدْخَلَ حَلْقَهُ الدُّخَانَ اَفْطَرَ اَیُّ دُخَانٍ کَانَ وَلَوْعُوْدًا اَوْعَنْبَرًا لَوْذَاکِرًا لِاِمْکَانِ التَّحَرُّزِ عَنْهُ''. (درمختار ج/ ۳ ص ۳۶۶)

ردالمحتار میں ہے ''لَوْاَدْخَلَ الدُّخَانَ'' کے تحت ہے ''بِاَیِّ صُوْرَةٍ کَانَ الْاِدْخَالُ حَتّٰی لَوْتَبَخَّرَ بِخُوْرًا فَآوَاهُ اِلٰی نَفْسِهٖ وَاشْتَمَّهٗ ذَاکِرًا لِصَوْمِهٖ اَفْطَرَ لِاِمْکَانِ التَّحَرُّزِ عَنْهُ هٰذَا مِمَّا یَغْفُلُ عَنْهُ کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ''. (ردالمحتار ج/ ۳ ص ۳۶۶)

عالمگیری میں ہے ''لَوْدَخَلَ حَلْقَهٗ غُبَارُ الطَّاحُوْنَةِ اَوْطُعْمُ الْاَدْوِیَةِ اَوْغُبَارُ الْهَرْسِ اَوْاَشْبَاهُهٗ اَوِالدُّخَانُ اَوْمَاسَطَعَ مِنْ غُبَارِ التُّرَابِ بِالرِّیْحِ اَوْبِحَوَافِرِ الدَّوَابِ وَاَشْبَاهُهٗ ذٰلِکَ لَمْ یُفْطِرْهُ'' یوں ہی فتاویٰ رضویہ حصہ چہارم ص ۵۸۸/ پر بھی





ہے ''من شاء فلیرجع''

جن کا کھانا مقصود نہیں ہوتا اور ان سے بچنا بھی مشکل ہوتا ہے جیسے مکھی وغیرہ اگر روزہ دار کے پیٹ میں چلی جائے روزہ نہ جائے گا، ہاں اگر پکڑ کر اسے بالقصد کھائے تو قضا واجب ہے۔

عالمگیری میں ہے ''وَمَالَیْسَ مَقْصُوْدٌ بِالْاَکْلِ وَلَایُمْکِنُ الْاِحْتَرَازُ عَنْهُ کَالذُّبَابِ اِذَا وَصَلَ اِلٰی جَوْفِ الصَّائِمِ لَمْ یُفْطِرْ وَلَوْاَخَذَ الذُّبَابَ وَاَکَلَهٗ یَجِبُ عَلَیْهِ الْقَضَاءُ دُوْنَ الْکَفَّارَةِ''. (عالمگیری جلداول صفحہ ۲۰۳)

احتلام ہوا یا غیبت کی تو روزہ نہ گیا اگرچہ غیبت سخت کبیرہ گناہ ہے، قرآن شریف میں غیبت کرنے کی نسبت فرمایا ''جیسے اپنے مردے بھائی کا گوشت کھانا'' اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ غیبت زنا سے بھی سخت تر ہے، ہاں غیبت سے روزہ کی نورانیت جاتی رہتی ہے۔

درمختار میں ہے ''اِحْتَلَمَ اَوْاِغْتَابَ مِنَ الْغِیْبَةِ لَمْ یُفْطِرْ'' (درمختار جلد سوم صفحہ ۳۶۷/ ۳۷۲)

جنابت کی حالت میں صبح کی بلکہ اگر سارے دن جنبی رہا روزہ نہ گیا مگر اتنی دیر تک قصداً غسل نہ کرنا کہ نماز قضا ہو جائے گناہ و حرام ہے، حدیث میں فرمایا کہ جنبی جس گھر میں ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے ہیں۔

درمختار میں ہے ''اِذَااَصْبَحَ جُنُبًا وَاِنْ بَقِیَ کُلَّ الْیَوْمِ لَمْ یُفْطِرْ (درمختار جلد سوم صفحہ ۳۷۲)

بھری سنگی لگوائی یا تیل یا سرمہ لگایا تو روزہ نہ گیا اگرچہ تیل یا سرمہ کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو بلکہ تھوک میں سرمہ کا رنگ بھی دکھائی دیتا ہو جب بھی روزہ نہیں ٹوٹا۔

درمختار میں ہے ''اِدَّهَنَ اَوْاِکْتَحَلَ اَوْاِحْتَجَمَ وَاِنْ وَجَدَ طُعْمَهٗ فِیْ حَلْقِهٖ وَکَذَا لَوْبَزَقَ فَوَجَدَلَوْنَهٗ فِی الْاَصَحِّ لَمْ یُفْطِرْ''. (درمختار جلد سوم صفحہ ۳۶۶)

**مسئلہ** :۔ بھول کر کھایا، پیا یا جماع کیا روزہ فاسد نہ ہوا خواہ روزہ فرض ہو یا نفل اور روزہ

کی نیت سے پہلے یہ چیزیں پائی گئیں یا بعد میں مگر جب یاددلانے پر یاد نہ آیا کہ روزہ دار ہے تو اب فاسد ہو جائے گا بشرطیکہ یاددلانے پر یہ افعال واقع ہوئے ہوں مگر اس صورت میں کفارہ لازم نہیں۔(درمختار، ردالمحتار بحوالۂ بہارشریعت حصہ پنجم ص۱۱۲)

**مسئلہ** :۔ کسی روزہ دار کو ان افعال میں دیکھے تو یاددلانا واجب ہے یاد نہ دلایا تو گنہگار ہوا مگر جب کہ روزہ دار بہت کمزور ہو کہ یاددلائے گا تو کھانا چھوڑ دے گا اور کمزوری اتنی بڑھ جائے گی کہ روزہ رکھنا دشوار ہوگا اور کھالے گا تو روزہ بھی اچھی طرح پورا کرے گا اور دیگر عبادتیں بھی بخوبی ادا کرے گا تو اس صورت میں یاد نہ دلانا بہتر ہے۔ بعض مشائخ نے کہا کہ جوان کو دیکھے تو یاددلادے اور بوڑھے کو تو یاد نہ دلانے میں حرج نہیں مگر یہ حکم اکثر کے لحاظ سے ہے کہ جوان اکثر قوی ہوتے ہیں اور بوڑھے اکثر کمزور اور اصل حکم یہ ہے کہ جوانی اور بوڑھاپے کا کوئی دخل نہیں بلکہ قوت وضعف کا لحاظ ہے، لہٰذا اگر جوان اس قدر کمزور ہو تو یاد نہ دلانے میں حرج نہیں اور بوڑھا قوی ہو تو یاددلانا واجب۔(ایضاً)

**مسئلہ** :۔ غسل کیا اور پانی کی خنکی اندر محسوس ہوئی یا کلی کی اور پانی بالکل پھینک دیا یا کچھ تری باقی رہ گئی تھی تھوک کے ساتھ نگل گیا یا دوا کوٹی حلق میں اس کا مزہ محسوس ہوا یا ہڑ چوسی اور تھوک نگل گیا یا تنکے سے کان کھجلایا اور اس پر کان کا میل لگا ہو پھر تنکا کان میں ڈالا اگرچہ چند بار کیا ہو یا دانت یا منہ میں خفیف چیز بے معلوم سی رہ گئی کہ لعاب کے ساتھ خود ہی اتر جائے گی اور وہ اتر گئی یا دانتوں سے خون نکل کر حلق تک پہونچا مگر حلق سے نیچے نہ اترا تو ان سب صورتوں میں روزہ نہ گیا۔(ایضاً)

**مسئلہ** :۔ روزہ دار کے پیٹ میں کسی نے نیزہ یا تیر بھونک دیا اگرچہ اس کی بھال یا پیکان پیٹ کے اندر رہ گئی یا اس کے پیٹ میں جھلی تک زخم تھا کسی نے کنکری ماری کہ اندر چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا اور اگر خود اس نے یہ سب کیا اور بھال یا پیکان اندر رہ گئی تو جاتا رہا۔(ایضاً)

**مسئلہ** :۔ بات کرنے میں تھوک سے ہونٹ تر ہو گئے اور اسے پی گیا یا منہ سے رال ٹپکی





مگر تار نہ ٹوٹا تھا کہ اسے چڑھا کر پی گیا یا ناک میں رینٹھ آگئی بلکہ ناک سے باہر ہو گئی مگر منقطع نہ ہوئی تھی کہ اسے چڑھا کر نگل گیا یا کھنکار منھ میں آیا اور کھا گیا اگرچہ کتنا ہی ہو روزہ نہ جائے گا، مگر ان سب باتوں سے احتیاط چاہیے۔(ایضاً)

**مسئلہ** :۔ بھولے سے کھانا کھا رہا تھا یاد آتے ہی فوراً لقمہ پھینک دیا یا صبح صادق سے پہلے کھا رہا تھا اور صبح ہوتے ہی اگل دیا روزہ نہ گیا اور نگل گیا تو دونوں صورتوں میں جاتا رہا۔ (عالمگیری)

**مسئلہ** :۔ تل یا تل کے برابر کوئی چیز چبائی اور تھوک کے ساتھ حلق سے اتر گئی تو روزہ نہ گیا مگر جب کہ اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو تو روزہ جاتا رہا۔(بہارشریعت حصہ پنجم صفحہ۱۱۴)

## ان چیزوں کا بیان جن میں صرف قضا لازم ہوتی ہے:۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَكُوْنُ عَلَيَّ الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَقْضِيَ اِلَّا فِيْ شَعْبَانَ. (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۷۸)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ مجھ پر رمضان کے روزے ہوتے تو میں روزوں کی قضا شعبان میں پورا کرتی۔

عَنْ مَعَاذَةِ الْعَدْوِيَّةِ اَنَّهَا قَالَتْ لِعَائِشَةَ مَابَالُ الْحَائِضِ تَقْضِيَ الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلٰوةَ قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ يُصِيْبُنَا ذٰلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلٰوةِ. (ایضاً)

حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ حائضہ کا کیا حال ہے کہ روزوں کی قضا کرتی ہے اور نماز کی قضا نہیں کرتی ہے؟ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا جب وہ (یعنی حیض) لاحق ہوتا تو ہمیں روزوں کی قضا کا حکم دیا جاتا اور نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔

درمختار میں ہے:

اِذَانـزَ عَ الْـمُجَامِعُ حَالَ كَوْنِهٖ نَاسِيًا فِيْ الْحَالِ عِنْدَ ذِكْرِهٖ لَمْ يُفْطِرُ وَكَذَا عِنْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ وَاِنْ اَمْنٰى بَعْدَ النَّزْعِ لِاَنَّهٗ كَالْاِحْتِلَامِ وَلَوْمَكَثَ حَتّٰى اَمْنٰى وَلَمْ يَتَحَرَّكْ قَضٰى فَقَطْ وَاِنْ حَرَّكَ نَفْسَهٗ قَضٰى وَكَفَّرَ كَمَا لَوْ نَزَعَ ثُمَّ اَوْلَجَ.
(درمختار جلد سوم صفحہ ۳۶۹/۳۷۰)

بھولے سے جماع کررہا تھا یاد آتے ہی الگ ہوگیا یا صبح صادق سے پیشتر جماع میں مشغول تھا صبح ہوتے ہی جدا ہوگیا روزہ نہ گیا اگرچہ دونوں صورتوں میں جدا ہونا یاد آنے اور صبح ہونے پر ہوا کیوں کہ جدا ہونے کی حرکت جماع نہیں ہے اور اگر یاد آنے یا صبح ہونے پر فوراً الگ نہ ہوا اگرچہ صرف ٹھہر گیا اور حرکت نہ کی روزہ جاتا رہا۔

عالمگیری میں ہے:

وَاِنْ تَمَضْمَضَ اَوِاسْتَنْشَقَ فَدَخَلَ الْمَاءُ جَوْفَهٗ اِنْ كَانَ ذَاكِرًا لِصَوْمِهٖ فَسَدَ صَوْمُهٗ وَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ ذَاكِرًا لَايَفْسُدُ صَوْمُهٗ وَعَلَيْهِ الْاِعْتِمَادُ وَلَوْرَمٰى رَجُلٌ اِلٰى صَائِمٍ شَيْئًا فَدَخَلَ حَلْقَهٗ فَسَدَ صَوْمُهٗ.(عالمگیری ج/۱ص ۲۰۲)

کلی کررہا تھا بلا قصد پانی حلق سے اتر گیا یا ناک میں چڑھایا اور دماغ کو چڑھ گیا روزہ جاتا رہا، مگر جب کہ روزہ ہونا بھول گیا ہو تو نہ ٹوٹے گا اگرچہ بلا قصد ہو، یوں ہی کسی نے روزے دار کی طرف کوئی چیز پھینکی وہ اس کے حلق میں چلی گئی روزہ جاتا رہا۔

اسی میں ہے:

لَوِابْتَلَعَ بُزَاقَ غَيْرِهٖ فَسَدَ صَوْمُهٗ بِغَيْرِ كَفَّارَةٍ وَاِنِ ابْتَلَعَ بُزَاقَ نَفْسِهٖ مِنْ يَدِهٖ فَسَدَ صَوْمُهٗ وَلَا تَلْزَمُهُ الْكَفَّارَةُ .(عالمگیری ج/۱ص ۲۰۳)

دوسرے کا تھوک نگل گیا یا اپنا ہی تھوک ہاتھ میں لے کر نگل گیا روزہ جاتا رہا۔

اَلدُّمُوْعُ اِذَادَخَلَتْ فَمَ الصَّائِمِ اِنْ كَانَ قَلِيْلًا كَالْقَطْرَتَيْنِ اَوْنَحْوَهَا لَايَفْسُدُ صَوْمُهٗ وَاِنْ كَانَ كَثِيْرًا حَتّٰى وَجَدَ مَلُوْحَتَهٗ فِيْ جَمِيْعِ فَمِهٖ وَاجْتَمَعَ شَيْءٌ كَثِيْرٌ





فَابْتَلَعَهٗ يَفْسُدُ صَوْمُهٗ وَكَذَا عَرَقُ الْوَجْهِ اِذَادَخَلَ فَمَ الصَّائِمِ .(ایضاً)

آنسو منہ میں چلا گیا اور نگل گیا اگر قطرہ دو قطرہ ہے تو روزہ نہ گیا اور زیادہ تھا کہ اس کی نمکینی پورے منہ میں محسوس ہوئی تو جاتا رہا، پسینہ کا بھی یہی حکم ہے۔

اِذَاقَبَّلَ اِمْرَأَتَهٗ وَاَنْزَلَ فَسَدَ صَوْمُهٗ مِنْ غَيْرِ كَفَّارَةٍ اَوْلَمَسَ وَالْمُبَاشَرَةُ وَالْمُصَافَحَةُ وَالْمُعَانَقَةُ كَالْقُبْلَةِ كَذَا فِيْ بَحْرِ الرَّائِقِ وَلَوْمَسَّ الْمَرْأَةَ وَرَاٰى ثِيَابَهَا فَاِنْ وُجِدَ حَرَارَةَ جِلْدِهَا فَسَدَ وَاِلَّا فَلَا كَذَا فِيْ مِعْرَاجِ الدَّرَايَةِ وَلَوْمَسَّتِ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا حَتّٰى اَنْزَلَ لَمْ يَفْسُدْ صَوْمُهٗ.(عالمگیری ج/۱ص ۲۰۱)

عورت کا بوسہ لیا، چھوا یا مباشرت کی یا گلے لگایا اور انزال ہوگیا تو روزہ جاتا رہا اور عورت نے مرد کو چھوا اور مرد کو انزال ہوگیا تو روزہ نہ گیا، عورت کو کپڑے کے اوپر سے چھوا اور کپڑا اتنا دبیز ہے کہ بدن کی گرمی محسوس نہیں ہوتی تو فاسد نہ ہوا اگرچہ انزال ہوگیا۔

صَائِمٌ عَمِلَ عَمَلَ الْاَبْرِيْسَمِ فَاَدْخَلَ الْاَبْرِيْسَمَ فِيْ فِيْهِ وَخَرَجَتْ مِنْهُ خُضْرَةُ الصَّبْغِ اَوْصُفْرَتُهٗ اَوْحُمْرَتُهٗ وَاخْتَلَطَ بِالرِّيْقِ فَصَارَ الرِّيْقُ اَخْضَرًا وَّاَصْفَرًا وَّاَحْمَرَ فَابْتَلَعَهٗ وَهُوَذَاكِرٌ صَوْمَهٗ فَسَدَ صَوْمُهٗ .(عالمگیری ج/۱ص ۲۰۳)

منہ میں رنگین ڈورا رکھا جس سے تھوک رنگین ہوگیا پھر تھوک نگل گیا روزہ جاتا رہا۔

## قضا کا بیان:۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهٗ متفق علیه .(مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۸)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو اس حال میں مرا کہ اس پر (فرض) روزے باقی ہوں اس کی طرف سے اس کا ولی روزہ رکھے۔

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ

فَلْيُطْعِمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِيْنًا ''.رواه الترمذی عن ابن عمر.(ایضاً)

نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں اور وہ نبی کریم ﷺ سے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو اس حال میں مرا کہ اس پر رمضان کے مہینے کے روزے ہوں تو اس پر ہر روزے کی جگہ روز آنہ ایک مسکین کا کھانا ہے۔

عَنْ مَالِكٍ بَلَغَهُ اَنَّ اِبْنَ عُمَرَ كَانَ يَسْأَلُ هَلْ يَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ اَوْيُصَلِّى اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ فَقَالَ لَايَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ وَلَايُصَلِّى اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ.(ایضاً)

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ ان کو یہ خبر پہونچی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سوال کیا جاتا تھا کہ کوئی کسی کی طرف سے روزہ رکھ سکتا ہے یا کسی کی طرف سے نماز پڑھ سکتا ہے؟ تو وہ فرماتے ہیں کہ نہ تو کوئی کسی طرف سے روزہ رکھے اور نہ کوئی کسی کی طرف سے نماز پڑھے۔

درمختار میں ہے:

اِنْ اَفْطَرَ خَطَأً كَاَنْ تَمَضْمَضَ فَسَبَقَهُ الْمَاءُ اَوْشَرِبَ نَائِمًا اَوْتَسَحَّرَ اَوْجَامَعَ عَلٰى ظَنِّ عَدَمِ الْخَبَرِ اَوْاُوْجِرَ مُكْرَهًا اَوْنَائِمًا قَضٰى فَقَطْ.(درمختار ج۳ص۳۷۴)

یہ گمان تھا کہ صبح نہیں ہوئی اور کھایا، پیا، جماع کیا بعد کو معلوم ہوا صبح ہوچکی تھے یا کھانے، پینے پر مجبور کیا گیا یعنی اکراہ شرعی پایا گیا اگرچہ اپنے ہاتھ سے پایا گیا تو صرف قضا لازم ہے یعنی اس روزے کے بدلے میں ایک روزہ رکھنا پڑے گا۔

اِنْ اَكَلَ اَوْجَامَعَ نَاسِيًا اَوْاحْتَلَمَ اَوْاَنْزَلَ بِنَظْرٍ اَوْذَرَعَهُ الْقَئُ فَظَنَّ اَنَّهُ اَفْطَرَ فَاَكَلَ عَمَدًا لِلشُّبْهَةِ قَضٰى فَقَطْ.(درمختار ج۳ص۳۷۵)

بھول کر کھایا، پیا یا جماع کیا یا نظر کرنے سے انزال ہوا یا احتلام یا قئ ہوئی اور ان سب صورتوں میں یہ گمان کیا کہ روزہ جاتا رہا اب قصداً کھالیا تو صرف قضا فرض ہے۔

اسی میں ہے:





مُسَافِرٌ اَقَامَ وَحَائِضٌ وَنُفَسَاءُ طَهُرَتَا وَمَجْنُوْنٌ اَفَاقَ وَمَرِيْضٌ صَحَّ وَمُفْطِرٌ وَلَوْمُكْرَهًا اَوْخَطَأً اَوْتَسَحُّرًا اَوْاَفْطَرَ بِظَنِّ الْيَوْمِ اِلَى الْوَقْتِ الَّذِىْ اَكَلَ فِيْهِ لَيْلاً وَالْحَالُ اَنَّ الْفَجْرَ طَالِعٌ وَالشَّمْسُ لَمْ تَغْرُبْ اَوْصَبِىٌّ بَلَغَ وَكَافِرٌ اَسْلَمَ قَضٰى فَقَطْ اِلَّا الْاٰخِرِيْنَ.(درمختار جلد سوم صفحہ ۳۸۰/۳۸۳/۳۸۴)

مسافر نے اقامت کی، حیض ونفاس والی عورت پاک ہوگئی، مجنون کو ہوش آ گیا، مریض تھا اچھا ہوگیا، جس کا روزہ جاتا رہا اگرچہ جبراً کسی نے توڑوادیا یا غلطی سے پانی وغیرہ کوئی چیز حلق میں جارہی تھی، نابالغ تھا بالغ ہوگیا، کافر تھا مسلمان ہوگیا، رات سمجھ کر سحری کھائی تھی حالاں کہ صبح ہوچکی تھی، غروب سمجھ کر افطار کردیا حالانکہ دن باقی تھا تو ان سب صورتوں میں جو کچھ دن باقی رہ گیا اسے روزے کے مثل گزارنا واجب ہے اور نابالغ جو بالغ ہوا یا کافر تھا مسلمان ہوا ان پر اس دن کی قضا واجب نہیں باقی سب پر واجب ہے۔

**مسئلہ** :۔کان میں تیل ٹپکایا پیٹ یا دماغ کی جھلّی تک زخم تھا اس میں دوا ڈالی کہ پیٹ یا دماغ تک پہونچ گئی یا حقنہ لیا یا ناک سے دوا چڑھائی یا پتھر، کنکری، مٹی، روئی، کاغذ، گھاس وغیرہ ایسی چیز کھائی کہ جس سے لوگ گھن کرتے ہیں یا رمضان میں بلانیت روزہ، روزہ کی طرح رہا یا صبح کو نیت نہیں کی تھی دن میں زوال سے پہلے نیت کی اور بعد نیت کھالیا یا روزہ کی نیت تھی مگر روزہ رمضان کی نیت نہ تھی یا اس کے حلق میں مینھ کی بوند یا اولا جارہا بہت سا آنسو یا پسینہ نگل گیا یا بہت چھوٹی لڑکی سے جماع کیا جو قابل جماع نہ تھی یا مردہ یا جانور سے وطی کی یا ران یا پیٹ پر جماع کیا یا بوسہ لیا یا عورت کے ہونٹ چوسے یا عورت کا بدن چھوا اگرچہ کوئی کپڑا حائل ہو مگر پھر بھی بدن کی گرمی محسوس ہوتی ہو ان سب صورتوں میں انزال بھی ہوگیا یا ہاتھ سے منی نکال لی یا مباشرت فاحشہ سے انزال ہوگیا یا ادائے رمضان کے علاوہ اور کوئی روزہ فاسد کردیا اگرچہ وہ رمضان ہی کی قضا ہو یا عورت روزہ دار سورہی تھی سوتے میں اس سے وطی کی گئی یا صبح کو ہوش میں تھی اور روزہ کی نیت کرلی تھی پھر پاگل ہوگئی اور اسی حالت میں اس سے وطی کی گئی یا دو شخصوں نے

شہادت دی کہ آفتاب ڈوب گیا اور دونے دن ہے اور اس نے روزہ افطار کرلیا بعد کو معلوم ہوا کہ غروب نہیں ہوا تھا ان سب صورتوں میں صرف قضا لازم ہے کفارہ نہیں۔ (درمختار، عالمگیری، بہارشریعت حصہ پنجم رصفحہ ۱۱۸)

**مسئلہ**:۔ بچہ کی عمر دس سال کی ہوجائے اور اس میں روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو اس سے روزہ رکھوایا جائے نہ رکھے تو مارا کر رکھوائیں، اگر پوری طاقت دیکھی جائے اور رکھ کر توڑ دیا تو قضا کا حکم نہ دیں گے اور نمازیں توڑیں تو پھر سے پڑھوائیں۔ (ایضاً)

**مسئلہ**:۔ حیض ونفاس والی عورت صبح صادق کے بعد پاک ہوگئی اگرچہ ضحوۂ کبریٰ سے پیشتر اور روزہ کی نیت کرلی تو آج کا روزہ نہ ہوا نہ فرض نہ نفل اور مریض یا مسافر نے نیت کی یا مجنون تھا ہوش میں آکر نیت کی تو ان سب کا روزہ ہوگیا۔ (ایضاً)

**مسئلہ**:۔ میت کے روزے قضا ہوگیے تھے تو اس کا ولی اس کی طرف سے فدیہ ادا کرے یعنی جب کہ وصیت کی اور مال چھوڑا ہو ورنہ ولی پر ضروری نہیں، کردے تو بہتر ہے۔ (ایضاً)

## ان صورتوں کا بیان جن سے کفارہ لازم ہوتا ہے:۔

**عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ اِذْجَاءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلَکْتُ قَالَ مَالَکَ قَالَ وَقَعْتُ عَلٰی اِمْرَأَتِیْ وَاَنَا صَائِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا قَالَ لَاقَالَ فَهَلْ تَسْتَطِیْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ قَالَ لَا قَالَ هَلْ تَجِدُ اِطْعَامَ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا قَالَ لَا قَالَ اِجْلِسْ وَمَکَثَ النَّبِیُّ ﷺ فَبَیْنَا نَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ اُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِعَرَقٍ فِیْهِ تَمْرٌ وَالْعَرَقُ الْمِکْتَلُ الضَّخْمُ قَالَ اَیْنَ السَّائِلُ قَالَ اَنَا قَالَ خُذْهٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ فَقَالَ الرَّجُلُ اَعَلٰی اَفْقَرَ مِنِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ مَابَیْنَ لَابَتَیْهَا یُرِیْدُ الْحَرَّتَیْنِ اَهْلُ بَیْتٍ اَفْقَرُ مِنْ اَهْلِ بَیْتِیْ فَضَحِکَ النَّبِیُّ ﷺ حَتّٰی بَدَتْ اَنْیَابُهٗ ثُمَّ قَالَ اَطْعِمْهُ اَهْلَکَ ،متفق علیه.**

**(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۷۶ /مسلم شریف کتاب الصوم صفحہ ۳۵۴)**





حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے تبھی ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں ہلاک ہوگیا، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تجھے کس چیز نے ہلاک کردیا تو اس نے عرض کیا کہ میں روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے مجامعت کربیٹھا ہوں، تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تمہارے پاس غلام ہے اسے آزاد کردو، اس نے عرض کیا میں غلام آزاد نہیں کرسکتا، پھر آپ نے فرمایا کیا تم دومہینوں کے متواتر روزے رکھنے کی طاقت رکھتے ہو، اس نے عرض کیا نہیں، آپ نے پوچھا کیا تم ساٹھ مسکین کو کھانا کھلا سکتے ہو، اس نے کہا نہیں، آپ نے ارشاد فرمایا بیٹھو اور نبی کریم ﷺ ہم لوگوں کے درمیان تشریف فرما رہے، اتنے میں کھجوروں کا ایک ٹوکرا پیش کیا گیا عرق، بڑی زنبیل، آپ نے فرمایا سائل کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا میں حاضر ہوں، آپ نے فرمایا ان کھجوروں کو لے لو اور صدقہ کردو، تو اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! خدا کی قسم مجھ سے اور میرے گھر والوں سے زیادہ مدینہ منورہ میں کوئی غریب نہیں، تو نبی کریم ﷺ مسکرائے یہاں تک کہ آپ کے سامنے کے دندان مبارک ظاہر ہوگیے، پھر ارشاد فرمایا اپنے گھر والوں کو اسے کھلادو۔

درمختار میں ہے:

**اِنَّ جَامَعَ الْمُکَلِّفُ آدَمِیًّا مُشْتَهًی فِیْ رَمَضَانَ اَدَاءً اَوْجُوْمِعَ اَوْ تَوَارَتِ الْحَشْفَةُ فِیْ اَحَدِ السَّبِیْلَیْنِ اَنْزَلَ اَوْلَا اَوْاَکَلَ اَوْشَرِبَ غِذَاءً اَوْدَوَاءً عَمَدًا اَوْ اِحْتَجَمَ اَیْ فَعَلَ مَالَا یَظُنُّ الْفِطْرَ بِهٖ کَفَصْدٍ وَکُحْلٍ وَلَمْسٍ وَجِمَاعِ بَهِیْمَةٍ بِلَا اِنْزَالٍ اَوْاِدْخَالِ اِصْبَعٍ فِیْ دُبُرٍ وَنَحْوِ ذٰلِکَ فَظَنَّ فِطْرَهٗ بِهٖ فَاَکَلَ عَمَدًا قَضٰی فِی الصُّوَرِ کُلِّهَا وَکَفَّرَ لِاَنَّهٗ ظَنَّ فِیْ غَیْرِ مَحَلِّهٖ.** (درمختار ج۳ رص ۳۸۷/۳۸۸)

رمضان میں روزہ دار مکلّف مقیم نے ادائے رمضان کی نیت سے روزہ رکھا اور کسی آدمی کے ساتھ جو قابل شہوت ہے اس کے آگے یا پیچھے کے مقام میں جماع کیا، انزال ہوا ہو یا نہیں یا اس

روزہ دار کے ساتھ جماع کیا گیا یا کوئی غذا یا دوا کھائی یا پانی پیا یا کوئی لذت کے لیے (کوئی چیز) کھائی یا پی یا کوئی ایسا فعل کیا جس سے افطار کا گمان کرلیا کہ روزہ جاتا رہا، پھر قصداً کھا، پی لیا مثلاً فصد یا پچھنا لیا یا سرمہ لگایا یا جانور سے وطی کی یا عورت کو چھوا یا بوسہ لیا یا ساتھ لٹایا یا مباشرت کی مگران سب صورتوں میں انزال نہ ہوا یا پاخانہ کے مقام میں خشک انگلی رکھی اب ان افعال کے بعد قصداً کھا پی لیا تو ان سب صورتوں میں روزہ کی قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔

عالمگیری میں ہے:

لَوْاَكَلَ فِیْ اَوَّلِ النَّهَارِ مُتَعَمِّداً ثُمَّ اَكْرَهَهُ السُّلْطَانُ عَلٰی السَّفَرِ لَاتَسْقُطُ عَنْهُ الْكَفَّارَةُ فِیْ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ .(عالمگیری ج/ ا ص ٢٠٦)

وہ کام جس سے کفارہ لازم ہوتا ہے اسے کیا پھر بادشاہ نے اسے سفر پر مجبور کیا تو کفارہ ساقط نہ ہوگا۔

بہارشریعت میں ہے:

کفارہ واجب ہونے کے لیے شکم سیر ہوکر کھانا ضروری نہیں تھوڑا سا کھانے سے بھی واجب ہوجائے گا۔

ردالمحتار میں ہے:

اِنْ اِدَّهَنَ ثُمَّ اَكَلَ كَفَّرَ لِاَنَّهُ مُتَعَمِّدٌوَلَمْ يَسْتَنِدْاِلٰی دَلِيْلٍ شَرْعِیٍّ لِاَنَّهُ لَايَعْتَمِدُ بِفَتْوٰی الْفَقِيْهِ وَكَذَا الْغِيْبَةُ .(ردالمحتار جلد سوم صفحہ ٣٨٩)

تیل لگایا یا غیبت کی پھر یہ گمان کرلیا کہ روزہ جاتا رہا اور اس نے کھا پی لیا جب بھی کفارہ لازم ہے۔

درمختار میں ہے:

اِنْ اَكَلَ مِثْلَ سِمْسِمَةٍ مِّنْ خَارِجٍ يَقْطَعُ وَيُكَفِّرُفِیْ الْاَصَحِّ .(ج/٣ص ٣٩٤)

تل برابر کھانے کی کوئی چیز باہر سے منہ میں ڈال کر بغیر چبائے نگل گیا تو روزہ جاتا رہا اور





کفارہ واجب ہے۔

عالمگیری میں ہے:

اِذَااَكَلَ الْخَلَّ الْمَرِیْ وَمَاءَ الْعُصْفُرِ وَمَاءَ الزَّعْفَرَانِ وَمَاءَ الْبَاقِلَّاءِ وَمَاءَ الْقِثَّاءِ وَالْقَنْدِ وَمَاءَ الزَّرْجُوْنَ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَالْكَفَّارَةُ .(ج/ ا ص ٢٠٥)

زعفران، کافور، سرکہ کھایا یا خربوزہ، تربوزہ، ککڑی، کھیرا، باقلا کا پانی پیا تو کفارہ واجب ہے۔

اسی میں ہے:

لَوْ اَنَّ رَجُلاً قُدِّمَ لِيُقْتَلَ فِیْ نَهَارِ رَمَضَانَ فَاسْتَسْقٰی رَجُلاً فَسَقَاهُ فَشَرِبَهُ ثُمَّ عُفِیَ عَنْهُ قَالَ الشَّيْخُ الْاِمَامُ ظَهِيْرُالدِّيْن تَجِبُ عَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ .(ج/ ا ص ٢٠٦)

رمضان میں روزہ دار قتل کے لیے لایا گیا، اس نے پانی مانگا، کسی نے اسے پانی پلا دیا پھر وہ چھوڑ دیا گیا تو اس پر کفارہ واجب ہے۔

روزے کے کفارہ کے متعلق ردالمحتار میں یوں فرمایا گیا ہے:

كَفَّرَ مِثْلَ كَفَّارَةِ الْمُظَاهِرِ فِیْ التَّرْتِيْبِ فَيُعْتِقُ اَوَّلاً فَاِنْ لَمْ يَجِدْ صَامَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ اَطْعَمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْناً لِحَدِيْثِ الْاَعْرَابِیِّ الْمَعْرُوْفِ فِیْ الْكُتُبِ السِّتَّةِ فَلَوْاَفْطَرَ وَلَوْلِعُذْرٍ اِسْتَانَفَ اِلَّالِعُذْرِ الْحَيْضِ .(ج/٣ص ٣٩٠)

روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ ممکن ہو تو رقبہ یعنی غلام یا باندی آزاد کرے اور اگر یہ نہ کر سکے مثلاً اس کے پاس نہ لونڈی، غلام ہوں اور نہ اتنا مال ہے کہ خرید سکے یا مال تو ہے مگر رقبہ میسر نہیں (جیسے آج کل یہاں ہندوستان میں) تو پے در پے ساٹھ روزے رکھے یہ بھی نہ کر سکے تو ساٹھ مسکینوں کو بھر پیٹ کھانا کھلائے اور روزے کی صورت میں اگر درمیان کا ایک دن بھی چھوٹ گیا تو اب سے ساٹھ روزے رکھے پہلے کے روزے شمار نہ کیے جائیں اگر انسٹھ رکھ چکا تھا اگرچہ بیماری وغیرہ کسی عذر کے سبب چھوڑا ہو، ہاں اگر عورت کو حیض آجائے تو حیض کی وجہ سے جتنے ناغے ہوئے یہ ناغے نہیں شمار کیے جائیں گے یعنی پہلے کے روزے اور حیض کے بعد والے

دونوں ملک کر ساٹھ ہوجانے سے کفارہ ادا ہوجائے گا۔

کفارہ لازم ہونے کے لیے چند شرطیں ہیں:

(۱) رمضان کے مہینے میں رمضان کا روزہ ادا کرنے کی نیت سے روزہ رکھا۔

(۲) روزہ دار مقیم ہو مسافر نہ ہو۔

(۳) مکلّف ہو (یعنی عاقل بالغ ہو) تو اگر بچے یا پاگل نے توڑا تو کفارہ نہیں۔

(۴) رات ہی سے روزہ رمضان کی نیت کی ہو (تو اگر اسی روزہ کی جسے توڑا دن میں نیت کی تھی تو اس کا کفارہ نہیں۔

(۵) روزہ توڑنے کے بعد کوئی ایسی بات اپنے اختیار سے نہ پائی گئی ہو جس بات کی وجہ سے روزہ چھوڑنے کی اجازت ہوتی ہے (حیض یا نفاس آگیا یا ایسی بیماری ہوگئی جس میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے تو کفارہ لازم نہیں آئے گا اور اگر روزہ توڑنے کے بعد کوئی ایسی چیز پائی گئی جس سے معذور ہوا لیکن یہ چیز اپنے اختیار سے پائی گئی جیسے اپنے آپ کو زخمی کرلیا کہ معذور ہوگیا روزہ رکھنے کے قابل نہ رہا یا مسافر ہوگیا تو کفارہ ساقط نہ ہوا اس لیے کہ یہ چیزیں اختیاری ہیں تو کفارہ لازم رہا۔ (قانون شریعت ص۲۰۴)

**مسئلہ**:۔ جن صورتوں میں روزہ توڑنے پر کفارہ لازم نہیں آتا ان میں شرط یہ ہے کہ ایک ہی بار ہوا ہو اور معصیت کا قصد نہ کیا ہو ورنہ ان کا کفارہ دینا ہوگا۔ (درمختار، بہار شریعت)

**مسئلہ**:۔ کچا گوشت کھایا اگرچہ مردار کا ہو تو کفارہ لازم ہے مگر جب کہ سڑا ہوا ہو یا اس میں کیڑے پڑ گیے ہوں تو کفارہ نہیں۔ (ایضاً)

**مسئلہ**:۔ مٹی کھانے سے کفارہ واجب نہیں مگر گل ارمنی یا وہ مٹی جس کے کھانے کی اسے عادت ہے کھائی تو کفارہ واجب ہے اور اگر نمک تھوڑا کھایا تو کفارہ واجب ہے زیادہ کھایا تو نہیں۔ (جوہرہ نیرہ، بہار شریعت حصہ پنجم ص۱۲۱)

**مسئلہ**:۔ چنے کا ساگ کھایا تو کفارہ واجب ہے یہی حکم درخت کے پتوں کا ہے جب کہ





کھائے جاتے ہوں ورنہ نہیں۔ (ایضاً)

**مسئلہ**:۔ خربوزہ یا تربوز کا چھلکا کھایا اگر خشک ہو یا ایسا ہو کہ لوگ اس کے کھانے سے گھن کرتے ہوں تو کفارہ نہیں ورنہ ہے کچے، چاول، باجرہ، مسور، مونگ کھائی تو کفارہ نہیں یہی حکم کچے جو کا ہے اور بھنے ہوئے ہوں تو کفارہ لازم۔ (عالمگیری، بہار شریعت حصہ پنجم ص۱۲۱)

**مسئلہ**:۔ باری سے بخار آتا تھا اور آج باری کا دن تھا اس نے یہ گمان کرکے کہ بخار آئے گا روزہ قصداً توڑ دیا تو اس صورت میں کفارہ ساقط ہے، یوں ہی عورت کو معین تاریخ پر حیض آتا تھا اور آج حیض آنے کا دن تھا اس نے قصداً روزہ توڑ دیا اور حیض نہ آیا تو کفارہ ساقط ہوگیا یوں ہی اگر یقین تھا کہ دشمن سے آج لڑنا ہے (یعنی دینی دشمن) اور روزہ توڑ ڈالا اور لڑائی نہ ہوئی تو کفارہ واجب نہیں۔ (درمختار، بہار شریعت حصہ پنجم ص۱۲۲)

**مسئلہ**:۔ اگر دو روزے توڑے تو دونوں کے لیے دو کفارے دے اگرچہ پہلے کا کفارہ ادا نہ کیا ہو۔ (ایضاً)

یعنی جب کہ دونوں دو رمضان کے ہوں اور اگر دونوں روزے ایک ہی رمضان کے ہوں تو ایک ہی کفارہ دونوں کے لیے کافی ہے۔ (جوہرہ نیرہ، بہار شریعت حصہ پنجم ص۱۲۲)

**مسئلہ**:۔ آزاد غلام مرد و عورت، بادشاہ، فقیر سب پر روزہ توڑنے سے کفارہ واجب ہوتا ہے یہاں تک کہ باندی کو اگر معلوم تھا کہ صبح ہوگئی اس نے اپنے آقا کو خبر دی کہ ابھی صبح نہ ہوئی اس نے اس کے ساتھ جماع کیا تو لونڈی پر کفارہ واجب ہوگا اور اس کے مولیٰ پر صرف قضا ہے کفارہ نہیں۔ (ردالمحتار، بہار شریعت حصہ پنجم ص۱۲۳)

## روزہ کے مکروہات:۔

لڑنے بھڑنے اور بے قراری ظاہر کرنے سے روزہ مکروہ ہوجاتا ہے، ان سے روزہ دار کو احتراز و اجتناب کرنا چاہیے، تھوڑی سی بات پر آپے سے باہر ہوجانا جیسا کہ آج کل رواج ہے یہ روزہ دار کی شان کے منافی ہے۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا کَانَ صَوْمٌ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَهٗ اَحَدًا اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْیُقُلْ اِنِّیْ اِمْرَءٌ صَائِمٌ. (بخاری شریف جلداوّل صفحہ ۲۵۵)

جب تم میں سے کوئی روزہ رکھے تو فحش باتیں نہ کرے نہ شور مچائے اور اگر کوئی شخص اسے گالی دے، جھگڑا کرے تو کہہ دے بھائی مجھے معاف کرو میں روزہ دار آدمی ہوں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِیَّ ﷺ عَنِ الْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ فَرَخَّصَ لَهٗ وَاَتَاهُ آخَرُ فَسَأَلَهٗ فَنَهَاهُ فَاِذَا الَّذِیْ رَخَّصَ لَهٗ شَیْخٌ وَاِذَا الَّذِیْ نَهَاهُ شَابٌّ. (ایضاً)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ سے روزہ دار کو مباشرت کرنے کے بارے میں سوال کیا، حضور ﷺ نے انھیں اجازت دے دی پھر ایک دوسرے صاحب نے حاضر ہوکر یہی سوال کیا تو انھیں منع فرمایا اور جن کو اجازت دی تھی بوڑھے تھے اور جن کو منع کیا تھا وہ جوان تھے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ کَمْ مِنْ صَائِمٍ لَیْسَ لَهٗ مِنْ صِیَامِهٖ اِلَّا الظَّمَأُ وَکَمْ مِنْ قَائِمٍ لَیْسَ لَهٗ مِنْ قِیَامِهٖ اِلَّا السَّهَرُ. (مشکوٰۃ ص ۱۷۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ انھیں روزہ سے سوا پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور بہت سے رات میں قیام کرنے والے ایسے ہیں کہ انھیں جاگنے کے سوا کچھ حاصل نہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلصِّیَامُ جُنَّةٌ مَالَمْ یَخْرِقْهَا بِکِذْبٍ اَوْ غِیْبَةٍ (کنز العمال جلد چهارم صفحه ۲۹۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا روزہ سپر ہے جب تک اسے پھاڑا نہ ہو جھوٹ یا غیبت سے۔

مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ





فِیْ اَنْ یَدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ. (بخاری شریف ج ۱ ص ۲۵۵ / مشکوٰۃ ص ۱۷۶)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس بات کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ کھانا، پینا چھوڑے رکھے۔

درمختار اور عالمگیری میں ہے:

کُرِهَ لِلصَّائِمِ ذُوْقُ شَیْءٍ وَکَذَا مَضْغُهٗ بِلَا عُذْرٍ وَمِنَ الْعُذْرِ فِی الْاَوَّلِ مَالَوْ کَانَ زَوْجُ الْمَرْأَةِ فَذَاقَتِ الْمَرْقَةَ وَمِنَ الْعُذْرِ فِی الثَّانِیْ اَنْ لَا تَجِدَ مِنْ یَمْضَغُ الطَّعَامَ لِصَبِیِّهَا مِنْ حَائِضٍ اَوْ نُفَسَاءَ اَوْ غَیْرِهَا مِمَّنْ لَا یَصُوْمُ وَلَمْ تَجِدْ طَبِیْخًا وَلَا لَیِّنًا حَلِیْبًا (درمختار جلداول صفحه ۳۹۵ / عالمگیری جلداول صفحه ۱۹۹)

روزہ دار کو بلا کسی عذر کسی چیز کا چکھنا یا چبانا مکروہ ہے، چکھنے کے لیے عذر یہ ہے کہ مثلاً عورت کا شوہر بدمزاج ہے کہ نمک کم وبیش ہوگا تو اس کی ناراضگی کا باعث ہوگا تو اس وجہ سے چکھنے میں حرج نہیں اور چبانے کے لیے عذر یہ ہے کہ اتنا چھوٹا بچہ ہے کہ روٹی نہیں کھا سکتا اور کوئی نرم غذا بھی نہیں جو اسے کھلائے نہ کوئی حیض ونفاس والی عورت ہے نہ ہی کوئی دوسرا بے روزہ دار ایسا ہے جو اسے چبا کر دے تو بچہ کے کھلانے کے لیے چبانا مکروہ نہیں۔

یہاں چکھنے کے وہ معنیٰ مراد نہیں ہیں جو آج کل کا محاورہ ہے یعنی کسی چیز کا مزہ دریافت کرنے کے لیے اس میں سے تھوڑا سا کھا لینا کہ یوں تو کراہت کیسی روزہ ہی جاتا رہے گا بلکہ کفارہ کے شرائط پائے جائیں تو کفارہ بھی لازم ہوگا، بلکہ چکھنا سے مراد یہ ہے کہ زبان پر کچھ رکھ کر مزہ دریافت کرلیں اور اسے تھوک دیں اس میں سے کچھ حلق میں جانے نہ پائے۔ (بہارشریعت حصہ پنجم صفحہ ۱۰۴)

نیز بہارشریعت میں ہے:

جھوٹ، غیبت، چغلی، گالی دینا، بیہودہ بات کسی کو تکلیف دینا کہ یہ چیزیں ایسے بھی ناجائز وحرام ہیں، روزہ میں اور زیادہ حرام اور ان کی وجہ سے روزہ میں کراہت آتی ہے۔ (بہارشریعت

حصہ پنجم صفحہ ۱۰۴)

درمختار وردالمحتار میں ہے:

**كُرِهَ قُبْلَةٌ وَلَمْسٌ وَمُعَانَقَةٌ اِنْ لَمْ يَأْمَنِ الْمُفْسِدَ وَاِنْ اَمَنَ لَابَاسَ وَجَزَمَ فِي السِّرَاجِ بِاَنَّ الْقُبْلَةَ الْفَاحِشَةَ بِاَنْ يَمْضَغَ شَفَتَيْهَا تُكْرَهُ عَلَى الْاِطْلَاقِ سَوَاءٌ اَمَنَ اَوْلَا وَكَذَا الْمُبَاشَرَةُ الْفَاحِشَةُ** ۔(ج/۳ص ۳۹۶)

عورت کا بوسہ لینا، گلے لگانا اور چھونا مکروہ ہے جب کہ یہ اندیشہ ہو کہ انزال ہوجائے گا یا جماع میں مبتلا ہوجائے گا اور ہونٹ وزبان چوسنا روزہ میں مطلقاً مکروہ ہے اور یوں ہی مباشرت فاحشہ بھی علی الاطلاق مکروہ ہے۔

عالمگیری میں ہے:

**لَابَاسَ بِالْحِجَامَةِ اِنْ اَمَنَ عَلَى نَفْسِهِ الضُّعْفَ اَمَّا اِذَا خَافَ فَاِنَّهُ يُكْرَهُ وَيَنْبَغِي لَهُ اَنْ يُؤَخِّرَ اِلَى وَقْتِ الْغُرُوْبِ** ۔(جلداول صفحہ ۲۰۰)

فصد لگوانا، پچھنے لگوانا مکروہ نہیں جب کہ ضعف کا اندیشہ نہ ہو اور اندیشہ ہو تو مکروہ ہے اسے چاہیے کہ غروب تک مؤخر کرے۔

عالمگیری میں ہے:

**تُكْرَهُ لِلصَّائِمِ الْمُبَالَغَةُ فِي الْمَضْمَضَةِ وَالْاِسْتِنْشَاقِ وَتَفْسِيْرُ ذَالِكَ فِي فَمِهِ وَيَمْلَأُ لَا اَنْ يُغَرْغِرَ ،تُكْرَهُ لِلصَّائِمِ الْمُبَالَغَةُ فِي الْمَضْمَضَةِ وَالْاِسْتِنْشَاقِ بِغَيْرِ وَضُوْءٍ وَكُرِهَ الْاِغْتِسَالُ وَصَبُّ الْمَاءِ عَلَى الرَّأْسِ وَالْاِسْتِنْقَاعُ فِي الْمَاءِ وَالتَّلَفُّفُ بِالثَّوْبِ الْمَبْلُوْلِ وَقَالَ اَبُوْيُوْسُفَ لَايُكْرَهُ وَهُوَ الْاَظْهَرُ كَذَا فِي مُحِيْطِ السَّرْخَسِيِّ** ۔(جلد اول صفحہ ۱۹۹)

روزہ دار کے لیے کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے، کلی میں مبالغہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ منہ بھر پانی لے اور اسے دیر تک منہ میں روکے رکھے، وضو وغسل کے





علاوہ میں ٹھنڈک پہونچانے کے لیے کلی کرنا یا ناک میں پانی چڑھانا یا ٹھنڈک کے لیے نہانا بلکہ بدن پر بھیگا کپڑا لپیٹنا مکروہ نہیں، ہاں اگر پریشانی ظاہر کرنے کے لیے بھیگا کپڑا لپیٹا تو مکروہ ہے کہ عبادت میں دل تنگ ہونا اچھی بات نہیں۔

اسی میں ہے:

**لَابَاسَ بِالسِّوَاكِ الرَّطْبِ وَالْيَابِسِ فِي الْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ عِنْدَنَا ،قَالَ اَبُوْيُوْسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى يُكْرَهُ الْمَبْلُوْلُ بِالْمَاءِ وَفِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ لَابَاسَ بِذٰلِكَ** ۔(ایضاً)

روزہ میں خشک یا تر مسواک اگرچہ پانی سے تر کی ہو زوال سے پہلے کرے یا بعد کسی وقت مکروہ نہیں۔

اسی میں ہے:

**يُكْرَهُ لِلصَّائِمِ اَنْ يَّجْمَعَ رِيْقَهُ فِي فَمِهِ ثُمَّ يَبْتَلِعُهُ** ۔(ایضاً)

منہ میں تھوک اکٹھا کرکے نگل جانا بغیر روزہ کے بھی ناپسندیدہ ہے اور روزہ میں مکروہ ہے۔

اسی میں یہ بھی ہے۔

**اَلتَّسَحُّرُ مُسْتَحَبٌّ ثُمَّ تَاخِيْرُ السُّحُوْرِ مُسْتَحَبٌّ وَيُكْرَهُ تَاخِيْرُ السُّحُوْرِ اِلٰى وَقْتٍ يَقَعُ فِيْهِ الشَّكُّ** ۔(ج/۱ص ۲۰۰)

سحری کھانا مستحب ہے اور تاخیر سے سحری کرنا مستحب ہے مگر اتنے وقت تک تاخیر کرنا کہ وقت کے ختم ہوجانے کا شک ہونے لگے تو یہ مکروہ ہے۔

**مسئلہ** :۔کوئی چیز خریدی اور اس کا چکھنا ضروری ہے کہ نہ چکھے گا تو نقصان ہوگا تو چکھنے میں حرج نہیں ورنہ مکروہ ہے۔(درمختار، بہار شریعت حصہ پنجم ص ۱۲۴)

**مسئلہ** :۔بلا عذر چکھنا جو مکروہ بتایا گیا ہے یہ فرض روزے کا حکم ہے، نفل میں کراہت نہیں جب کہ اس کی حاجت ہو۔(ایضاً)

**مسئلہ** :۔گلاب یا مشک وغیرہ سونگھنا داڑھی مونچھ میں تیل لگانا اور سرمہ لگانا مکروہ نہیں مگر

جب کہ زینت کے لیے سرمہ لگایا یا اس لیے تیل لگایا کہ داڑھی بڑھ جائے حالاں کہ ایک مشت داڑھی ہے تو یہ دونوں باتیں بغیر روزہ کے بھی مکروہ ہیں اور روزہ میں بدرجہ اولیٰ۔(ایضاً)

**مسئلہ**:۔رمضان کے دنوں میں ایسا کام کرنا جس سے ضعف آجائے کہ روزہ توڑنے کا غالب ظن ہو لہٰذا نانبائی کو چاہیے کہ دوپہر تک روٹی پکائے پھر باقی دن میں آرام کرے، یہی حکم معمار و مزدور اور مشقت کے کام کرنے والوں کا ہے زیادہ ضعف کا اندیشہ ہو تو کام میں کمی کردیں کہ روزے ادا کرسکیں۔(بہار شریعت حصہ پنجم ص ۱۲۵)

**مسئلہ**:۔اگر روزہ رکھے گا تو کمزور ہو جائے گا، کھڑے ہوکر نماز نہ پڑھ سکے گا تو حکم ہے کہ روزہ رکھے اور بیٹھ کر نماز پڑھے جب کہ کھڑے ہونے سے اتنا ہی عاجز ہو۔(ایضاً)

**مسئلہ**:۔افطار میں جلدی کرنا مستحب ہے مگر افطار اس وقت کرے کہ غروب کا غالب گمان ہو جائے جب تک غالب گمان نہ ہو افطار نہ کرے اگرچہ مؤذن نے اذان کہہ دی ہو اور ابر کے دنوں میں افطار میں جلدی نہ چاہیے۔(ایضاً)

**مسئلہ**:۔ایک عادل کے قول پر افطار کرسکتا ہے جبکہ اس کی بات سچی مانتا ہو اور اگر اس کی تصدیق نہ کرے تو اس کے قول پر افطار نہ کرے، یوں ہی مستور کے کہنے پر بھی افطار نہ کرے اور آج کل اکثر اسلامی مقامات میں افطار کے وقت توپ (گولے اور پٹاخے وغیرہ داغے جاتے ہیں) چلنے کا رواج ہے اس پر افطار کرسکتا ہے اگرچہ توپ چلانے والے فاسق ہوں جب کہ کسی عالم محقق توقیت داں (وقتوں کا علم رکھنے والا) محتاط فی الدین کے حکم پر چلتی ہو۔(ایضاً)

آج کل علما بھی اس فن سے ناواقف ہیں اور جو جنتریاں شائع ہوتی ہیں اکثر غلط ہوتی ہیں، ان پر عمل جائز نہیں۔

**مسئلہ**:۔سحری کے وقت مرغ کی اذان کا اعتبار نہیں کہ اکثر دیکھا گیا کہ صبح سے بہت پہلے اذان شروع کردیتے ہیں بلکہ جاڑے کے دنوں میں تو بعض مرغ دو بجے سے اذان کہنا شروع کردیتے ہیں حالانکہ اس وقت صبح ہونے میں بہت وقت باقی رہتا ہے، یوں ہی بول چال





اور روشنی دیکھ کر بولنے لگتے ہیں۔(ردالمحتار مع زیادہ بہار شریعت حصہ پنجم صفحہ ۱۲۶)

## سحری کا بیان:۔

رات کے پچھلے پہر صبح صادق سے قبل روزہ رکھنے کی نیت سے کھانے، پینے کو سحری کہا جاتا ہے، یہ وقت اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے، اسی وقت میں اللہ تعالیٰ کے نیک بندے عبادت کرتے ہیں، اس کی بارگاہ میں التجا کرتے ہیں اور اللہ کے محبوب پاک ﷺ کو بھی یہ وقت بہت پسند تھا، سرکار دوعالم ﷺ روزہ رکھنے کی نیت سے ضرور اس وقت کچھ تناول فرماتے تھے کیوں کہ سحری کھانے سے آسانی ہوتی ہے اور چستی و پھرتی باقی رہتی ہے اور بھوک و پیاس کا زیادہ غلبہ نہیں ہوتا، یہ آپ کا اپنی امت پر کرم بے پایاں ہے کہ سحری فرما کر ثواب کا ایک ذریعہ بنا دیا امت کا روزہ رکھنے کی نیت سے اس وقت کھانا، پینا سنت ہے۔

مسلم شریف میں نیز ابن ماجہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

**عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِیْ السُّحُوْرِ بَرْکَۃً. (مسلم ج/۱ ص ۳۵۰/ابن ماجہ ص ۱۲۱/نسائی ج/۱ ص ۲۳۳)**

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا سحری کرو کیوں کہ سحری میں برکت ہے، (نسائی شریف میں اس حدیث پاک کو متعدد طرق سے بیان کیا گیا ہے)

مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے:

**اَلسُّحُوْرُ کُلُّہٗ بَرْکَۃٌ فَلَا تَدَعُوْہُ. (ج/۳ ص ۱۲)**

سحری میں برکت ہی برکت ہے لہٰذا اسے ترک نہ کرو۔

صحیح مسلم شریف میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

**عَنْ عَمْرِوبْنِ عَاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ فَصْلُ مَابَیْنَ صِیَامِنَا وَصِیَامِ اَھْلِ الْکِتَابِ اَکْلَۃُ السَّحَرِ. (مسلم شریف ج/۱ ص ۳۵۰)**

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں سحری کھانے کا

فرق ہے۔(نیز ابوداؤد ص ۳۲۰/نسائی ج ۱/ص ۲۳۵/ میں قدرے اختلاف سے یہ حدیث موجود ہے۔

اس حدیث شریف سے پتہ چلتا ہے کہ روزہ رکھنے کے لیےسحری کھانا امت مسلمہ کا امتیازی وصف ہے جو اہل اسلام کو دیگر قوموں سے ممتاز کرتا ہے، کیوں کہ یہود ونصاریٰ اور دیگر اہل کتاب کے مذاہب میں سحری نہیں تھی۔

سنن ابن ماجہ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے:

**عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِسْتَعِيْنُوْا بِطَعَامِ السَّحُرِ عَلٰی صِيَامِ النَّهَارِ وَالْقَيْلُوْلَةِ عَلٰی قِيَامِ اللَّيْلِ. (ابن ماجه ص ۱۲۱)**

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تم دن کے روزے پر سحری کے کھانے سے مدد حاصل کرو اور قیلولہ سے رات کے قیام پر مدد حاصل کرو۔

سنن نسائی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے:

**عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ وَذٰلِكَ عِنْدَ السُّحُوْرِ يَا اَنَسُ اِنِّيْ اُرِيْدُ الصِّيَامَ اَطْعِمْنِيْ شَيْئًا فَاَتَيْتُهُ تَمَرٌ وَاَنَاءٌ فِيْهِ مَاءٌ وَذٰلِكَ بَعْدَ مَا اَذَّنَ بِلَالٌ فَقَالَ يَا اَنَسُ اُنْظُرْ رَجُلاً يَاكُلُ مَعِيْ فَدَعَوْتُ زَيْدَبْنِ ثَابِتٍ فَجَاءَ فَقَالَ اِنِّيْ قَدْشَرِبْتُ شَرْبَةَ سَوِيْقٍ وَاَنَا اُرِيْدُ الصِّيَامَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا اُرِيْدُ الصِّيَامَ فَتَسَحَّرَ مَعَهٗ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ. (نسائی ج/۱ ص ۲۳۵)**

رسول اللہ ﷺ نے سحری کے وقت ان سے کچھ کھانے، پینے کے لیے طلب کیا اور سرکار دوعالم علیہ الصلاۃ والسلام نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ دیکھو کوئی ہے جو کھانے میں میرے ساتھ شریک ہو، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ میں نے زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو بلایا انھوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں نے ستو کھایا ہے اور روزے کی نیت کرچکا ہوں، اس پر سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہم کو بھی روزہ رکھنا ہے، چنانچہ وہ بھی سرکار





دوعالم ﷺ کے ساتھ سحری میں شریک ہوگیے پھر سرکار دوعالم ﷺ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور نماز فجر ادا کرنے تشریف لے گیے۔

مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ سرکار علیہ الصلاۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ

**اَلسُّحُوْرُ بَرَكَةٌ فَلَاتَدَعُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الْمُتَسَحِّرِيْنَ. (جلد سوم صفحه ۱۲)**

سحری مکمل برکت ہی برکت ہے لہٰذا اسے ترک نہ کرو کیوں کہ اللہ تعالیٰ سحری کھانے والوں پر رحمت نازل فرماتا ہے اور اس کے فرشتے ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

سنن نسائی میں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مروی ہے:

**عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَيَدْعُوْاِلَى السُّحُوْرِ فِيْ شَهْرِ رَمْضَانَ قَالَ هَلُمُّوْااِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ. (نسائی ج/۱ ص ۲۳۵)**

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ ماہ رمضان میں سحری کی دعوت دے رہے تھے کہ آؤ برکت والے کھانے میں شریک ہوجاؤ۔

"الکامل لابن عدی" میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ افطار میں جلدی کرو اور سحری میں تاخیر کرو۔

**بَكِّرُوْا بِالْاِفْطَارِ وَاَخِّرُوا السُّحُوْرَ. (ج/۶ ص ۲۳)**

افطار میں جلدی کرو اور سحری میں تاخیر کرو۔

مجمع الزوائد میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "**تَسَحَّرُوْا مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ. (ج/۲ ص ۱۵۱)**

سحری رات کے آخری حصہ میں کیا کرو۔

## ان صورتوں کا بیان جن میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے:۔

**عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِالْخُدْرِی قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِستَّ عَشَرَةَ مَضَتْ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَمِنَّا مَنْ صَامَ وَمِنَّا مَنْ اَفْطَرَ فَلَمْ يَعِبْ الصَّائِمُ عَلٰى الْمُفْطِرِ وَلاَ الْمُفْطِرُ عَلٰى الصَّائِمِ .(مشکوٰۃ شریف کتاب الصوم ص ۱۷۷ / مسلم شریف کتاب الصوم صفحہ ۳۵۶)**

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا ہم سولھویں رمضان کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں گیے ہم میں سے بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے نہ رکھا تو روزہ داروں نے غیر روزہ داروں پر عیب لگایا اور نہ غیر روزہ داروں نے روزہ داروں پر۔

**عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرِو الْاَسْلَمِی قَالَ لِلنَّبِیِّ ﷺ اَصُوْمُ فِی السَّفَرِ وَكَانَ كَثِيْرَ الصِّيَامِ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ .(متفق علیہ) مشکوٰۃ شریف کتاب الصوم صفحہ ۱۷۷)**

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ حمزہ بن عمرو اسلمی بہت روزہ رکھتے تھے انھوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا سفر میں روزہ رکھنے کے بارے میں، تو آپ نے ارشاد فرمایا اگر چاہو روزہ رکھو اور چاہو افطار کرو۔ (یعنی روزہ نہ رکھو)

**عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكِ الْكَعْبِیْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلٰوةِ وَالصَّوْمَ عَنِ الْمُسَافِرِ وَعَنِ الْمُرْضِعِ وَالْحُبْلٰى .(مشکوٰۃ کتاب الصوم صفحہ ۱۷۸)**

حضرت انس بن مالک کعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدھی نماز معاف فرمادی (یعنی چار رکعت والی نماز دو پڑھے گا) اور مسافر دودھ پلانے والی اور حاملہ سے روزہ معاف فرمادیا (یعنی ان کو اجازت ہے کہ اس وقت نہ رکھیں بعد میں وہ مقدار پوری کرلیں)





**عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ سَفَرٍ فَرَاٰى زِحَاماً وَرَجُلاً قَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَاهٰذَا قَالُوْا صَائِمٌ فَقَالَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِی السَّفَرِ .(متفق علیہ) مشکوٰۃ شریف کتاب الصوم صفحہ ۱۷۷)**

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے تو بھیڑ میں ایک آدمی کو دیکھا کہ اس پر سایہ کیا گیا ہے، آپ نے پوچھا ان کو کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا روزہ سے ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا سفر میں روزے رکھنے میں کوئی بھلائی نہیں۔

**عَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فِی السَّفَرِ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ قَالَ فَنَزَلْنَا مَنْزِلاً فِیْ يَوْمٍ حَارٍّ اَكْثَرُنَا ظِلاًّ صَاحِبُ الْكِسَاءِ وَمِنَّا مَنْ يَّتَّقِی الشَّمْسَ بِيَدِهٖ قَالَ فَسَقَطَ الصُّوَّامُ وَقَامَ الْمُفْطِرُوْنَ فَضَرَبُوْا الْاَبْنِيَةَ وَسَقَوْا الرِّكَابَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَهَبَ الْمُفْطِرُوْنَ الْيَوْمَ بِالْاَجْرِ .(مسلم کتاب الصوم ص ۳۵۶)**

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا سفر میں ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، ہم میں سے کچھ لوگ روزہ دار تھے اور کچھ غیر روزہ دار، تو سخت گرمی کی حالت میں دن میں ایک جگہ قیام کیا ہم میں سے چادر والوں نے سایہ کرلیا اور ہم میں سے کچھ لوگوں نے دھوپ سے بچنے کے لیے اپنے ہاتھ سے سایہ کیے ہوئے تھے تو روزہ دار تو پست ہوگیے اور غیر روزہ دار چست رہے اور انھوں نے خیمے نصب کیے اور سواریوں کو سیراب کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج غیر روزہ دار اجر وثواب میں آگے بڑھ گیے۔

**عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِی وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالاَ سَافَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَصُوْمُ الصَّائِمُ وَيُفْطِرُ الْمُفْطِرُ فَلاَيَعِيْبُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ .(ایضاً)**

حضرت ابوسعید خدری اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا ہم نے رسول اللہ کے ساتھ سفر کیا تو روزہ رکھنے والوں نے روزہ رکھا اور روزہ نہ رکھنے

والوں نے روزہ نہ رکھا (یعنی روزہ رکھنا اور روزہ نہ رکھنا یہ لوگوں کی مرضی پر تھا) اور ان میں کا بعض بعض پر (روزہ رکھنے یا روزہ نہ رکھنے پر) عیب نہ لگاتا۔

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَافَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ رَمْضَانَ فَصَامَ حَتّٰی بَلَغَ عَسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِاِنَاءٍ فِیْهِ شَرَابٌ فَشَرِبَهٗ نَهَاراً لِیُرَاهُ النَّاسُ ثُمَّ اَفْطَرَ حَتّٰی دَخَلَ مَكَّةَ قَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍ فَصَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَفْطَرَ مَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ اَفْطَرَ. (ایضاً)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں سفر فرمایا تو روزہ رکھا یہاں تک کہ (مقام) عسفان پہونچ گیے پھر ایک برتن مانگا جس میں پینے کی کوئی چیز تھی تو آپ نے اسے دن میں پیا تا کہ لوگ اس کو دیکھ لیں پھر آپ نے روزہ نہ رکھا یہاں تک کہ مکہ مکرمہ پہونچ گیے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھا اور نہ بھی رکھا تو جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے روزہ نہ رکھے۔

مرض بڑھنے کے خوف سے یا سفر کی وجہ سے رمضان کے مہینے میں کوئی روزہ نہ رکھے تو جائز ہے لیکن جب کوئی مشقت و پریشانی نہ ہو تو سفر میں روزہ رکھنا ہی افضل ہے اور سفر یا مرض کی حالت میں جو روزے چھوڑے ہیں ان کی دوسرے مہینے میں قضا کرے اور اگر مسافر سفر میں اور مریض مرض (یعنی مریض صحت مند نہ ہو پائے اور مسافر قیام نہ کر پائے) میں مرجائے تو ان پر قضا لازم نہیں ہوگی اور اگر مریض شفا پا گیا یا مسافر نے قیام کرلیا پھر دونوں مرے تو ان پر قضا لازم ہے۔

قدوری میں ہے:

وَمَنْ كَانَ مَرِیْضًا فِیْ رَمْضَانَ فَخَافَ اِنْ صَامَ اِزْدَادَ مَرَضُهٗ اَفْطَرَ وَقَضٰی وَاِنْ كَانَ مُسَافِراً لَایَسْتَضِرُّ بِالصَّوْمِ فَصَوْمُهٗ اَفْضَلُ وَاِنْ اَفْطَرَ وَقَضٰی جَازَ وَاِنْ مَاتَ الْمَرِیْضُ اَوِالْمُسَافِرُ وَهُمَا عَلٰی حَالِهِمَا لَمْ یَلْزَمْهُمَا الْقَضَاءُ وَاِنْ صَحَّ الْمَرِیْضُ





اَوْاَقَامَ الْمُسَافِرُ ثُمَّ مَاتَا لَزِمَهُمَا الْقَضَاءُ بِقَدْرِ الصِّحَةِ وَالْاِقَامَةِ. (قدوری ص ۵۳)

جو رمضان میں بیمار ہو اور اسے ڈر ہو کہ اگر روزہ رکھے گا تو اس کا مرض بڑھ جائے گا وہ روزہ نہ رکھے اور قضا کرے اور اگر مسافر ہو اور روزہ سے تکلیف نہ ہوتی ہو تو روزہ رکھنا ہی افضل ہے اور روزہ نہ رکھا تو اس کی قضا لازم ہے اور اگر مریض اور مسافر اسی حال میں مرجائیں تو ان دونوں پر قضا لازم نہیں ہوگی اور اگر مریض صحت پا گیا یا مسافر نے اقامت کرلیا پھر دونوں مرے تو صحت اور اقامت کی مقدار سے ان دونوں پر قضا لازم ہے۔

**مسئلہ**: حمل والی اور دودھ پلانے والی کو اگر اپنی جان یا بچے کا صحیح اندیشہ ہے تو اجازت ہے کہ اس وقت روزہ نہ رکھے خواہ دودھ پلانے والی بچہ کی ماں ہو یا دائی اگرچہ رمضان میں دودھ پلانے کی نوکری کی ہو۔ (بہار شریعت حصہ پنجم ص ۱۲۹)

مگر ان دونوں (یعنی حاملہ اور دودھ پلانے والی) پر اس وقت کے روزوں کی قضا لازم ہوگی فدیہ نہیں جیسا کہ قدوری میں ہے:

وَالْحَامِلُ وَالْمُرْضِعُ اِذَاخَافَتَا عَلٰی وَلَدَیْهِمَا اَفْطَرَتَاوَقَضَتَا وَلَا فِدْیَةَ عَلَیْهِمَا. (قدوری صفحہ ۵۳)

**مسئلہ**: بھوک اور پیاس ایسی ہو کہ ہلاکت کا خوف صحیح یا نقصان عقل کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھے۔ (عالمگیری، بہار شریعت حصہ پنجم ص ۱۳۱)

**مسئلہ**: عورت کو حیض آ گیا تو روزہ جاتا رہا اور حیض سے پورے دس دن ورات میں پاک ہوئی تو بہر حال کل کا روزہ رکھے اور کم میں پاک ہوئی تو اگر صبح ہونے کو اتنا عرصہ ہے کہ نہا کر خفیف سا وقت بچے گا تو بھی روزہ رکھے اور اگر نہا کر فارغ ہونے کے وقت صبح ہو چکی تھی تو روزہ نہیں۔ (ایضاً)

**مسئلہ**: حیض و نفاس والی عورت کے لیے اختیار ہے کہ چھپ کر کھائے یا ظاہراً روزے کی طرح رہنا اس پر ضروری نہیں مگر چھپ کر کھانا اولیٰ ہے خصوصاً حیض والی کے لیے۔ (بہار

شریعت حصہ پنجم صفحہ ۱۳۰)

**مسئلہ**:۔سانپ نے کاٹا اور جان کا اندیشہ ہوتو اس صورت میں روزہ توڑ دیں۔(ایضاً)

**مسئلہ**:۔شیخ فانی یعنی وہ بوڑھا جس کی عمر ایسی ہوگئی کہ اب روز بروز کمزور ہی ہوتا جائے گا، جب وہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو یعنی اب نہ رکھ سکتا ہے نہ آئندہ اس میں اتنی طاقت آنے کی امید ہے کہ روزہ رکھ سکے گا اسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور ہر روزہ کے بدلے فدیہ یعنی بدلے میں صدقہ فطر کی مقدار مسکین کو دیدے۔(بہارشریعت حصہ پنجم ص ۱۳۱)

**مسئلہ** :۔اگر ایسا بوڑھا گرمیوں میں بوجہ گرمی کے روزہ نہیں رکھ سکتا ہے مگر جاڑوں میں رکھ سکے گا تو اب افطار کرے اور ان کے بدلے جاڑوں میں رکھنا فرض ہے۔(ایضاً)

**مسئلہ** :۔اگر فدیہ دینے کے بعد اتنی طاقت آگئی کہ روزہ رکھ سکے گا تو فدیہ صدقہ نفل ہو کر رہ گیا اور ان روزوں کی قضا رکھے۔(ایضاً)

**مسئلہ** :۔عیدین یا ایام تشریق میں روزہ نفل رکھا تو اس روزے کا پورا کرنا واجب نہیں نہ اس کے توڑنے سے قضا واجب ہے بلکہ اس روزے کا توڑ دینا واجب ہے اور اگر ان دنوں میں روزہ رکھنے کی منت مانی تو منت پورا کرنا واجب ہے مگر ان دنوں میں نہیں بلکہ اور دنوں میں۔(ردالمحتار، بہارشریعت حصہ پنجم صفحہ ۱۳۲)

**مسئلہ** :۔نفل روزہ قصداً شروع کرنے سے لازم ہو جاتا ہے (جس طرح نفل نماز شروع کرنے سے اس کا ادا کرنا لازم وضروری ہو جاتا ہے اور توڑنے سے قضا ضروری ہو جاتی ہے) کہ توڑے گا تو قضا واجب ہوگی اور یہ گمان کر کے کہ اس کے ذمہ کوئی روزہ نہیں شروع کیا بعد کو معلوم ہوا کہ نہیں ہے اب اگر فوراً توڑ دے تو کچھ نہیں اور یہ معلوم کرنے کے بعد نہ توڑا تو اب نہیں توڑ سکتا، توڑے گا تو قضا واجب ہوگی۔(ایضاً)

## رویت ہلال کا بیان:۔

بعض اسلامی احکام کی ادائے گی چاند کی تاریخوں پر موقوف ہے، چاند کی رویت کبھی کبھی





انتیس کو ہوتی ہے اور کبھی تیس کو، یہ اختلاف کبھی تو چاند کی سے وجہ ہوتا ہے اور کبھی مطلع کے صاف نہ ہونے کی وجہ سے مگر اس پیدا ہونے والے اختلاف کو رسول کریم ﷺ نے اپنے اقوال وافعال سے رفع فرمادیا کہ ان صورتوں میں چاند کس دن کا مانا جائے گا

اب چاند کے تعلق سے چند قرآنی آیات بینات اور احادیث کریمہ اور ان سے حاصل ہونے والے مسائل بیان کیے جاتے ہیں تاکہ مسلمان بھائی ان کو پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے ان پر عمل کرنے کی توفیق رفیق چاہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کتاب لاریب میں ارشاد فرماتا ہے:

**یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ**.(پ۲ سورۂ بقرہ ع ۲۳)

تم سے نئے چاند کو پوچھتے ہیں تم فرمادو وہ وقت کی علامتیں ہیں لوگوں اور حج کے لیے۔(کنز الایمان)

**یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَاءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ** .(پ۲۶ سورۂ حجرات ع۴)

اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کرلو کہ کہیں کسی قوم کو بے جانے ایذا نہ دے بیٹھو پھر اپنے کیے پر پچھتاتے رہ جاؤ۔(کنزالایمان)

**عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاتَصُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَاتُفْطِرُوْا حَتّٰی تَرَوْهُ فَاِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ فَاقْدُرُوْا لَهٗ**.(مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۴)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا روزہ نہ رکھو یہاں تک چاند دیکھ لو اور روزہ رکھنا بند نہ کرو یہاں تک چاند دیکھ لو اور اگر ابر ہو تو مقدار پوری کرلو۔

**عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَتَحَفَّظُ مِنْ شَعْبَانَ مَالَایَتَحَفَّظُ مِنْ غَیْرِهٖ ثُمَّ یَصُوْمُ لِرُؤْیَةِ رَمَضَانَ فَاِنْ غُمَّ عَلَیْهِ عَدَّ ثَلٰثِیْنَ یَوْماً ثُمَّ صَامَ**.(ایضاً)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ماہ

شعبان کی جس قدر حفاظت فرماتے اتنی اور کسی مہینے کی نہ فرماتے پھر رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھتے اور اگر ابر ہوتا تو تیس دن پورے کر کے روزہ رکھتے۔

عَنْ اِبْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَصُوْمُوْا وَاِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَافْطِرُوْا فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوْا لَهُ. (مسلم شریف کتاب الصوم ص ۳۴۷)

حضرت ابن شہاب سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا مجھ سے سالم بن عبداللہ نے حدیث بیان کی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جب تم اس کو (چاند) دیکھ لو تو روزہ رکھو اور جب تم اس کو دیکھ لو تو افطار کرو (یعنی روزہ رکھنا چھوڑ دو) اور اگر ابر ہو تو مقدار پوری کر لو۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُوْمُوْا وَاِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَافْطِرُوْا فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُوْمُوْا ثَلٰثِيْنَ يَوْمًا. (ایضاً)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم چاند دیکھ لو تو روزہ رکھو اور جب تم اس کو دیکھ لو تو افطار کرو اور اگر ابر ہو جائے تو تیس دن روزے رکھو۔

عَنْ كُرَيْبٍ اَنَّ اُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ بَعَثَتْهُ اِلٰى مُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ قَالَ فَقَدِمْتُ الشَّامَ فَقَضَيْتُ حَاجَتَهَا وَاسْتَهَلَّ عَلَيَّ رَمَضَانُ وَاَنَا بِالشَّامِ فَرَأَيْتُ الْهِلَالَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فِیْ آخِرِ الشَّهْرِ فَسَأَلَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ ثُمَّ ذَكَرَ الْهِلَالَ فَقَالَ مَتٰى رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَقُلْتُ رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ اَنْتَ رَأَيْتَهُ فَقُلْتُ نَعَمْ وَرَاٰهُ النَّاسُ وَصَامُوْا وَصَامَ مُعَاوِيَةُ فَقَالَ لٰكِنَّا رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ السَّبْتِ فَلَا نَزَالُ نَصُوْمُ حَتّٰى نُكَمِّلَ ثَلٰثِيْنَ اَوْ نَرَاهُ فَقُلْتُ اَوَلَا تَكْتَفِیْ بِرُؤْيَةِ مُعَاوِيَةَ وَصِيَامِهٖ فَقَالَ لَا هٰكَذَا اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَشَكَّ يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى فِیْ نَكْتَفِیْ اَوْ تَكْتَفِیْ.





(مسلم شریف کتاب الصوم ص ۳۴۸)

حضرت کریب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس شام بھیجا، انھوں نے کہا کہ میں شام آیا اور میں نے ان کی ضرورت کو پوری کیا اور میں شام ہی میں تھا کہ مجھ پر رمضان کا چاند طلوع ہو گیا، میں نے جمعہ کی رات میں چاند دیکھا، پھر مہینے کی آخر میں مدینہ منورہ آیا تو چاند کا ذکر چھڑ گیا تو مجھ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے پوچھا، تم لوگوں نے چاند کب دیکھا تو میں نے کہا ہم لوگوں نے اس کو جمعہ کی رات میں دیکھا، انھوں نے کہا تم نے بھی اس کو دیکھا، میں نے کہا ہاں اور لوگوں نے بھی اس کو دیکھا اور روزہ رکھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی روزہ رکھا، انھوں نے کہا لیکن ہم لوگوں نے اس کو سنیچر کی رات میں دیکھا اور ہم روزہ رکھنا نہیں چھوڑیں گے جب تک تیس روزے مکمل نہ کر لیں یا ہم اس کو (یعنی چاند کو) دیکھ لیں، میں نے کہا کیا حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دیکھنا اور ان کا روزہ رکھنا کافی نہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں، رسول اللہ ﷺ نے ہم کو اسی طرح کا حکم دیا ہے اور یحییٰ بن یحییٰ نے نکتفی اور تکتفی میں شک کیا۔

عَنْ اَبِی الْبَخْتَرِیْ قَالَ خَرَجْنَا لِلْعُمْرَةِ فَلَمَّا نَزَلْنَا بِبَطْنِ نَخْلَةَ قَالَ تَرَاَيْنَا الْهِلَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ لَيْلَتَيْنِ، قَالَ فَلَقِيْنَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْنَا اِنَّا رَأَيْنَا الْهِلَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ لَيْلَتَيْنِ فَقَالَ اَیُّ لَيْلَةٍ رَأَيْتُمُوْهُ قَالَ قُلْنَا لَيْلَةَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مُدَّةٌ لِلرُّؤْيَةِ فَهُوَ لِلَيْلَةٍ رَأَيْتُمُوْهُ. (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۷۵)

حضرت ابوالبختری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا ہم لوگ عمرہ کی غرض سے نکلے، جب بطن نخلہ میں پہونچے تو ہم میں سے چاند دیکھ کر کسی نے کہا کہ تین رات کا ہے اور کسی نے کہا دو رات کا ہے، انھوں نے کہا کہ ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

ملاقات کی اور ان سے واقعہ بیان کیا کہ ہم لوگوں نے چاند دیکھا تو بعض لوگوں نے کہا کہ چاند تین رات کا ہے اور بعض لوگوں نے کہا کہ دو رات کا، تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ تم نے اس کو کس رات میں دیکھا، ہم نے کہا فلاں رات میں، فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی مدت دیکھنے سے بیان فرمائی ہے لہٰذا اس رات کا قرار دیا جائے جس رات کو تم نے دیکھا۔

**عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلیٰ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ اِنِّی رَأَیْتُ الْهِلَالَ یَعْنِیْ هِلَالَ رَمْضَانَ فَقَالَ اَتَشْهَدُ اَنْ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَتَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ یَا بِلَالُ اَذِّنْ فِیْ النَّاسِ اَنْ یَصُوْمُوْا غَداً. (مشکوٰۃ شریف کتاب الصوم صفحہ ۱۷۴)**

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا ایک اعرابی (دیہاتی) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے، تو آپ نے فرمایا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس نے کہا ہاں، آپ نے کہا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، اس نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا بلال! لوگوں میں کل روزہ رکھنے کا اعلان کردو۔

**مسئلہ** :۔ پانچ مہینوں کا چاند دیکھنا واجب کفایہ ہے، شعبان، رمضان، شوال، ذی القعدہ، ذی الحجہ، شعبان کا اس لیے ہے کہ اگر رمضان کا چاند دیکھتے وقت ابر یا غبار ہو تو تیس پورے کرکے رمضان شروع کریں اور رمضان کا روزہ رکھنے کے لیے شوال کا روزہ ختم کرنے کے لیے اور ذی القعدہ کا ذی الحجہ کے لیے اور ذی الحجہ کا بقرعید کے لیے۔ (بہار شریعت حصہ پنجم صفحہ ۱۰۶)

**مسئلہ** :۔ شعبان کی انتیس کو شام کے وقت چاند دیکھیں، دکھائی دے تو کل روزہ رکھیں ورنہ شعبان کے تیس دن پورے کرکے رمضان کا مہینہ شروع کریں۔ (ایضاً)

**مسئلہ** :۔ کسی نے رمضان یا عید کا چاند دیکھا مگر اس کی گواہی کسی وجہ شرعی سے رد کردی گئی





مثلاً فاسق ہے یا عید کا چاند اس نے تنہا دیکھا ہے تو اسے حکم ہے کہ روزہ رکھے اگرچہ اپنے آپ عید کا چاند دیکھ لیا ہے، اس کو روزہ توڑنا جائز نہیں، مگر توڑے گا تو کفارہ لازم نہیں اور اس صورت میں اگر رمضان کا چاند تھا اور اس نے اپنے حسابوں تیس روزہ پورے کیے مگر عید کے چاند کے وقت پھر ابر یا غبار ہے تو اسے بھی ایک دن اور رکھنے کا حکم ہے۔ (ایضاً)

**مسئلہ** :۔ فاسق اگرچہ رمضان کے چاند کی شہادت دے اس کی گواہی قابل قبول نہیں، رہا یہ کہ اس کے ذمہ گواہی دینا لازم ہے یا نہیں؟ اگر امید ہے کہ اس کی گواہی قاضی قبول کرلے گا تو اسے لازم ہے کہ گواہی دے (مستور یعنی جس کا حال مطابق شرع ہے مگر باطن کا حال معلوم نہیں، اس کی گواہی بھی غیر رمضان میں قبول کرلی جائے گی اور فاسق کی گواہی تو کسی حال میں قابل قبول نہیں۔ (بہار شریعت حصہ۵ ص ۱۰۷)

**مسئلہ** :۔ رمضان کا چاند دکھائی نہیں دیا شعبان کے تیس دن پورے کرکے روزہ شروع کردیئے اٹھائیس روزہ رکھے تھے کہ عید کا چاند ہو گیا تو اگر شعبان کا چاند دیکھ کر تیس دن کا مہینہ قرار دیا تھا تو ایک روزہ قضا کا رکھیں اور شعبان کا چاند بھی دکھائی نہ دیا تھا بلکہ رجب کی تیس تاریخیں پوری کرکے شعبان کا مہینہ شروع کیا تو دو روزے قضا کے رکھیں۔ (عالمگیری، بہار شریعت حصہ۵ ص ۱۱)

**مسئلہ** :۔ مطلع ناصاف ہے تو علاوہ رمضان کے شوال و ذی الحجہ بلکہ تمام مہینوں کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیں سب عادل ہوں اور آزاد ہوں اور ان میں سے کسی پر تہمت زنا کی حد نہ قائم کی گئی اگرچہ وہ توبہ کرچکا ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ گواہ گواہی دیتے وقت یہ لفظ کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں۔ (بہار شریعت حصہ پنجم ص ۱۰۸)

**مسئلہ** :۔ اگر مطلع صاف ہو تو جب تک بہت سے لوگ شہادت نہ دیں چاند کا ثبوت نہیں ہوسکتا رہا یہ کہ اس کے لیے کتنے لوگ چاہیے یہ قاضی کے متعلق ہے جتنے گواہوں سے اسے غالب گمان ہوجائے مگر جب کہ بیرون شہر یا بلند جگہ سے چاند دیکھنا بیان کرتا ہے تو ایک مستور کا قول

بھی رمضان کے چاند میں قبول کرلیا جائے گا۔

## چاند کے ثابت ہونے کے سات طریقے:۔

چاند کے ثبوت کے لیے فقہائے کرام نے سات طریقے بتائے ہیں، جن سے چاند کا ثبوت ہوتا ہے۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ان سات طریقوں پر اپنے رسالہ "طرق اثبات ھلال" میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے کہ کس صورت میں کون سے طریقے سے چاند کا ثبوت ہوگا وہ ساتوں طریقے یہ ہیں۔

(۱) خود شہادت رویت (۲) شہادت علی الشہادت (۳) شہادت علی القاضی (۴) کتاب القاضی الی القاضی (۵) استفاضہ (۶) اکمال عدۃ (۷) علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے توپیں سننے کو بھی حوالی شہر کے دیہات والوں کے واسطے دلائل ثبوت ہلال سے گنا۔ (طرق اثبات ہلال)

لیکن چاند کے بارے میں ایک بات اور عوام میں مشہور ہوگئی ہے کہ وہ چاند کی ملک وعلاقے میں حد بندی کرتے ہیں کہ اگر فلاں جگہ چاند کا ثبوت ہوگیا تو فلاں جگہ پر بھی چاند مان لیا جائے گا اور اگر فلاں جگہ چاند نہیں ہوا تو وہاں پر بھی نہیں ہوگا، حالاں کہ شریعت اسلامیہ میں ایک چاند پورے عالم کے لیے ہوتا ہے، کسی ملک یا علاقے کے ساتھ خاص نہیں ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ اس طرح کے ایک استفتا کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

ہمارے ائمہ کے مذہب صحیح معتمد میں دربارۂ ہلال رمضان وعید فاصلہ بلاد کا اصلاً اعتبار نہیں، مشرق کی رویت مغرب والوں پر حجت ہے وبالعکس، ہاں دوسری جگہ کی رویت کا ثبوت بروجہ صحیح شرعی ہونا چاہیے، خط یا تار یا تحریر، اخبار، افواہ بازار یا حکایت امصار محض بے اعتبار بلکہ شہادت شرعیہ یا استفاضۂ شرعیہ درکار۔ (فتاویٰ رضویہ مترجم ج ۱۰/ص ۴۴۶)





## افطار کا بیان:۔

روزے میں سحری سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے باز رہنے کی اسلام نے پابندی عائد کی ہے، اس پابندی کے اٹھ جانے کے بعد روزہ کھولنے کو افطار سے تعبیر کیا جاتا ہے افطار کا مسنون طریقہ وقت غروب آفتاب ہے۔

**عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَايَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَّا عَجَّلُوْا الْفِطْرَ.** (مسلم شریف کتاب الصوم صفحہ ۳۵۰)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس وقت تک لوگ بھلائی پر قائم رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کریں گے۔

**عَنْ اَبِیْ عَطِيَّةَ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَمَسْرُوْقٌ عَلٰی عَائِشَةَ فَقُلْنَا يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَجُلَانِ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ اَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْاِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلٰوةَ، وَالْاٰخَرُ يُؤَخِّرُ الْاِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ الصَّلٰوةَ قَالَتْ اَيُّهُمَا الَّذِیْ يُعَجِّلُ الْاِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلٰوةَ قَالَ قُلْنَا عَبْدُ اللّٰهِ يَعْنِیْ ابْنَ مَسْعُوْدٍ قَالَتْ كَذٰلِكَ كَانَ يَصْنَعُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ.** (مسلم شریف کتاب الصوم صفحہ ۱۵۱)

حضرت ابوعطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں اور مسروق ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گیے تو ہم نے کہا اے ام المومنین! محمد ﷺ کے اصحاب میں سے دو شخص ایسے ہیں کہ ان میں ایک افطار اور نماز میں جلدی کرتے ہیں اور دوسرے افطار و نماز میں تاخیر کرتے ہیں، انھوں نے پوچھا ان دونوں میں افطار اور نماز میں جلدی کون کرتا ہے، راوی نے کہا کہ ہم نے کہا وہ عبداللہ یعنی ابن مسعود ہیں، ام المومنین نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کرتے تھے۔

**عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰی تَمْرٍ فَاِنَّهٗ بَرَكَةٌ فَاِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰی مَاءٍ فَاِنَّهٗ طَهُوْرٌ.** (مشکوٰۃ شریف کتاب

الصوم صفحه ۱۷۵)

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی افطار کرے تو اسے چاہیے کہ کھجور سے افطار کرے وہ برکت ہے اور اگر نہ پائے تو چاہیے کہ پانی سے افطار کرے تو وہ پاک ہے۔

**عَنْ زَيْدِبْنِ خَالِدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا اَوْجَهَّزَ غَازِيًّا فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ. (ایضاً)**

حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے کسی روزہ دار کو افطار کرایا یا کسی غازی کے لیے سامان فراہم کیا تو اس کے لیے اسی کے مثل ثواب ہے۔

**عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَايَزَالُ الدِّيْنُ ظَاهِراً مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ لِاَنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى يُؤَخِّرُوْنَ. (ایضاً)**

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا دین اس وقت تک غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے اس لیے کہ یہود ونصاریٰ تاخیر کرتے ہیں۔

بخاری شریف میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

**قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَااَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هٰهُنَا وَاَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هٰهُنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ. (بخاری شریف ج/۱ ص ۲۶۲/مسلم ج/۱/ص ۳۵۱)**

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب رات اس طرف سے آئے اور دن اس طرف سے چلا جائے اور سورج غروب ہوجائے تو روزہ افطار کرے۔

## ضروری تنبیہ:۔

ہمارے پورے ہندوستان میں یہ رواج عام ہوگیا ہے کہ رمضان المبارک میں افطار کے لیے





طرح طرح کی چیزیں لے کر لوگ مسجد میں جاتے ہیں، سورج ڈوبتے ہی اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں اذان ہوتی رہتی ہے اور لوگ کھاتے رہتے ہیں، اذان کا جواب بھی نہیں دیتے، اذان ختم ہونے کے بعد بھی دیر تک کھاتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے جماعت میں تاخیر ہوجاتی ہے، بلکہ اگر کوئی خداترس امام اذان کے بعد جماعت شروع کردے تو اس پر طعن بھی کرتے ہیں حالانکہ رمضان میں بھی دو رکعت کے مقدار مغرب میں تاخیر مکروہ ہے، اس میں تین شرعی نقص ہیں، اذان کا جواب واجب ہے اسے ترک کرتے ہیں، مغرب کی نماز میں تاخیر کرکے کراہت کا ارتکاب کرتے ہیں اور اعتکاف کی نیت کیے بغیر مسجد میں کھاتے ہیں اور کھانوں سے مسجد کو آلودہ کرتے ہیں مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس سے بچیں، افضل یہی ہے کہ چند کھجوریں کھا کر پانی پی لیں یا مختصر سی چیز کھالیں اور اذان ختم ہوتے ہی جماعت قائم کریں اور جب تک اذان ہوتی رہے نہ کچھ کھائیں نہ پئیں، اذان کا جواب دیں، مسجد میں داخل ہوتے ہی اعتکاف کی نیت کرلیں اس کا پورا خیال رکھیں کہ مسجد کھانے اور شربت وغیرہ سے آلودہ نہ ہو۔ (نزہۃ القاری جلد پنجم صفحہ ۵۲/۵۳)

ترمذی شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

**قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَحَبُّ عِبَادِیْ اِلَیَّ اَعْجَلُهُمْ فِطْرًا.**
**(ترمذی شریف ج/۱ ص ۸۸)**

معجم کبیر میں ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا انبیاء علیہم السلام کو یہ حکم دیا گیا کہ افطار میں جلدی کریں، سحری میں تاخیر کریں اور نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھیں۔

المستدرک میں حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ افطار فرمانے کے بعد ہی نماز مغرب ادا فرماتے۔ الفاظ اس طرح ہیں:

**مَارَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰی صَلاَةَ الْمَغْرِبِ حَتّٰى يُفْطِرَ وَلَوْكَانَ عَلٰى**

شَرْبَةِ مَاءٍ . (المستدرک)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ افطار کے بغیر نماز مغرب ادا کی ہو اگر چہ پانی ہی کیوں نہ پیا ہو۔

## افطار میں رزق حلال:۔

افطار میں رزق حلال کا خاص خیال رکھا جائے یوں تو ہر مسلمان کو ہر وقت رزق حرام سے بچنا چاہیے لیکن افطار میں رزق حلال کا خاص خیال رکھنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ پورے دن جو روزہ رکھتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی تمام برکتوں اور سعادتوں سے محروم کر دیا جائے اور دوسروں کو بھی رزق حلال ہی سے افطار کرایا جائے کیوں کہ اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔

کنز العمال میں ہے:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے بھی کسی روزے دار کو اپنی حلال کمائی سے کھانا یا مشروب پیش کیا تو فرشتے رمضان بھر اس پر درود بھیجتے ہیں اور حضرت جبرئیل علیہ السلام شب قدر میں اس کے لیے دعا کرتے ہیں۔

## افطار کس چیز سے شروع کریں:۔

سرکار دو عالم ﷺ کھجور یا پانی اور کبھی کبھی دودھ سے افطار فرماتے، تر کھجوریں دستیاب نہ ہوں تو چھوہاروں پر ہی اکتفا کیا جائے ان سے افطار کرنا بھی مسنون ہے۔

ابو داؤد شریف میں حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

**عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰى التَّمْرِ فَاِنْ لَمْ يَجِدِ التَّمْرَ فَعَلٰى الْمَاءِ فَاِنَّ الْمَاءَ طَهُوْرٌ.** (ابو داؤد ج/ ۱ ص ۳۲۱)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی افطار کرے تو کھجور سے افطار کرے اور اگر کھجوریں نہ پائے تو پانی سے افطار کرے کیوں کہ پانی پاک ہے۔





ابو داؤد میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

**عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِىِّ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُفْطِرُ عَلٰى رُطَبَاتٍ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّىَ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ فَعَلٰى تَمَرَاتٍ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ فَحَسَا حَسَوَاتٍ مِّنْ مَاءٍ.** (ابو داؤد ج/ ۱ ص ۳۲۱)

رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے سے قبل تر کھجوروں سے افطار فرماتے اور اگر تر نہ ملتیں تو خشک کھجوروں سے اور اگر وہ بھی نہ ملتیں تو پانی کے چند گھونٹ پی لیا کرتے تھے۔

## دعائے افطار:۔

حضور ﷺ سے افطار کے وقت پڑھی جانے والی جو دعائیں مروی ہیں ان میں سے چند کو یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

سنن ابو داؤد میں ہے:

**اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ.** (کتاب الصیام ج/ ۱ ص ۳۲۲)

اے اللہ! میں نے تیری خوشنودی کے لیے روزہ رکھا اور تیرے دیئے ہوئے رزق سے افطار کیا۔

دار قطنی اور ابو داؤد میں ہے:

**كَانَ النَّبِىُّ ﷺ اِذَا اَفْطَرَ قَالَ ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ.** (دار قطنی جلد اول صفحہ ۲۴۰/ ابو داؤد جلد اول صفحہ ۳۲۱)

رسول اللہ ﷺ افطار کے وقت یہ دعا پڑھتے "ذَهَبَ الظَّمَأُ، الخ" پیاس چلی گئی، رگیں تر ہو گئیں اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اجر حاصل ہو گا۔

الامالی للشجری میں ہے:

**بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ تَقَبَّلْ مِنِّىْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ.**

(جلد/ دوم صفحہ ۲۵۹)

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، تمام تعریفیں اللہ عزّ وجل کے لیے، اے اللہ! میں نے تیری خوشنودی کے لیے روزہ رکھا، تیرے عطا کردہ رزق سے افطار کیا اور تجھ پر بھروسہ کیا، تیری ذات پاک ہے اور تیری ہی حمد ہے، میری دعا قبول فرما، بیشک تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔

**عمل الیوم واللیلۃ** میں ہے:

**اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَعَانَنِیْ فَصُمْتُ وَرَزَقَنِیْ فَاَفْطَرْتُ ۔(ص ۴۷۳)**

تمام تعریفیں اللہ عزّ وجل کے لیے جس نے مجھے توفیق بخشی تو میں نے روزہ رکھا اور مجھے رزق عطا فرمایا تو میں نے افطار کیا۔

## افطار کے وقت دعائیں قبول ہوتی ہیں:۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تضرع وزاری، التجا وافتقار اور ذل وانکسار کے ساتھ دعا کرنا امر مستحسن اور امر مرغوب ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے اے محمد ﷺ! ہمارے بندے ہماری بابت سوال کرتے ہیں، تو آپ ان کو بتا دیجیے " **نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ** " ہم ان کی شہ رگ سے زیادہ ان کے قریب ہیں " **اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَادَعَانِ** " جب بھی ہم کو کوئی پکارتا ہے تو ہم اس کی دعا کو قبول کرتے ہیں۔

ماہ رمضان المبارک کو اللہ تعالیٰ نے اپنا مہینہ فرمایا جو اس ماہ مبارک کی فضیلت اور عظمت کا ثبوت ہے اور اس ماہ میں بالخصوص دعا کرنا قبولیت سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔

**عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ثَلاثَۃٌ لا تُرَدُّ دَعْوَتُھُمُ الصَّائِمُ حَتّٰی یُفْطِرَ الْاِمَامُ الْعَادِلُ وَدَعْوَۃُ الْمَظْلُوْمِ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ دُوْنَ الْغَمَامِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَتُفْتَحُ لَھَا اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَیَقُوْلُ بِعِزَّتِیْ لَاَنْصُرَنَّکَ وَلَوْبَعْدَ حِیْنٍ .(ابن ماجہ ص ۱۲۵ / مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۹۵)**

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین آدمیوں کی دعائیں رد نہیں کی جاتی ہیں (۱) عدل کرنے والا حاکم (۲) روزہ دار بوقت افطار (۳) اور مظلوم، اللہ تعالیٰ اسے اجابت اور قبول تک





پہونچا دیتا ہے اور اس کی دعا کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور رب ارشاد فرماتا ہے مجھے اپنی عزت کی قسم میں تیری مدد ضرور کروں گا اگرچہ کچھ وقفہ سے ہی سہی۔

ابن ماجہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

**اِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِہٖ دَعْوَۃٌ لا تَرُدُّ.(ابن ماجہ ص ۱۲۵)**

روزہ دار کی دعا افطار کے وقت رد نہیں کی جاتی ہے۔

## افطار میں دعا کب پڑھیں:۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس موضوع پر ایک رسالہ مسمّٰی بہ "**العروس المعطار فی زمن دعوۃ الافطار**" تحریر فرمایا ہے جو فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۶۵۳ / پر موجود ہے اس میں آپ نے دلائل وبراہین کی روشنی میں اس امر کو عیاں کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا معمول افطار کے بعد دعا کرنے کا تھا، چنانچہ آپ ایک جگہ یوں رقمطراز ہیں:

مقتضائے دلیل یہ ہے کہ یہ دعا روزہ افطار کر کے پڑھے۔(فتاویٰ رضویہ ج ۴ / ص ۶۵۳)

بعض لوگوں نے قبل افطار کا ادعا کرتے ہوئے لکھا کہ "یہاں افطار سے مراد ارادۂ افطار ہے، امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کا رد کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:

**فَحَمْلُ "اَفْطَرَ" عَلٰی مَعْنٰی اِرَادَۃِ الْاِفْطَارِ صَرْفٌ عَنِ الْحَقِیْقَۃِ مِنْ دُوْنِ حَاجَۃٍ اِلَیْہِ وَاِذْلایَجُوْزُ وَھٰکَذَا فِیْ "اَفْطَرْتُ".(فتاویٰ رضویہ ج ۴ / ص ۶۵۴)**

لفظ "اَفْطَرَ" کو بلا ضرورت ارادۂ افطار کے معنی پر محمول کرنا اس کے معنی حقیقی کو ترک کرنا ہے اور یہ جائز نہیں اور یہی حال لفظ "افطرت" کا بھی ہے۔

اعلیٰ حضرت اس رسالہ کے اختتام پر یوں رقمطراز ہیں:

یہ اس مسئلہ میں آخر کلام ہے امید کرتا ہوں یہ تحقیق وتفصیل اس تحریر کے غیر میں نہ ملے۔

(ایضاً)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس تحقیق انیق سے معلوم ہوا کہ دعائے افطار بعد افطار پڑھنا افضل واعلیٰ ہے اوراسی وقت پڑھنا چاہیے۔

## افطار کے آداب:۔

رمضان المبارک میں دوسروں کوافطار کرانے کے بے شمار فضائل وارد ہیں ،مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

**اَفْطَرَ نَامَرَّةً مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَبُوْا اِلَيْهِ زَيْتًا فَاَكَلَ وَاَكَلْنَا حَتّٰى فَرَغَ قَالَ اَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلٰئِكَةُ وَاَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ.**

**(مسند امام احمد بن حنبل جلد سوم صفحہ ۱۳۸)**

ہم لوگوں نے ایک بار رسول اللہ ﷺ کے ساتھ افطار کیا تو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں زیتون پیش کیا گیا تو آپ نے کھایا اور ہم نے بھی کھایا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہ دعائیہ کلمات ارشاد فرمائے ،تمہارا کھانا نیکوں نے کھایا ،تمہارے لیے فرشتوں نے دعا کی اور روزے داروں نے تمہارے پاس افطار کیا۔

ایک روایت میں ہے کہ جو حلال کمائی سے رمضان میں روزہ افطار کرائے رمضان کی تمام راتوں میں فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں اور شب قدر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام اس سے مصافحہ کرتے ہیں۔(بہار شریعت ج ۵/ص ۱۰۸)

لیکن افسوس آج افطار کے نام پر لوگ دولت کی نمائش کرتے ہیں اس میں بڑے بڑے لیڈروں اور غیر مسلموں کو مدعو کرتے ہیں اور ان میں اکثر بے روزہ دار ہوتے ہیں ’’الامان والحفیظ‘‘ افطار کرانے کا مقصد اللہ عزّ وجل اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی ہونا چاہیے نہ کہ دولت کی نمائش ،ایسی محفلوں میں خوش عقیدہ مسلمانوں ،بے سہارا نادار اور مسافروں کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔





## عاشورہ کا روزہ:۔

**عَنْ نَافِعٍ اَخْبَرَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَنَّ اَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوْا يَصُوْمُوْنَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَامَهُ وَالْمُسْلِمُوْنَ وَقَبْلَ اَنْ يُّفْتَرَضَ رَمْضَانَ فَلَمَّا اُفْتُرِضَ رَمَضَانُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ عَاشُوْرَاءَ يَوْمٌ مِنْ اَيَّامِ اللّٰهِ فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ.(مسلم شریف کتاب الصوم ص ۳۵۸)**

حضرت نافع سے روایت ہے انھیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے خبر دی کہ اہل جہالت عاشورا کے دن کا روزہ رکھتے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے اس کا روزہ رکھا رمضان کے فرض ہونے سے پہلے اور جب رمضان کے روزے فرض کردیئے گیے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بیشک عاشورا اللہ کے دنوں سے ہے تو جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے ترک کرے۔

**عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ قُرَيْشٌ تَصُوْمُ عَاشُوْرَاءَ فِى الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُهُ فَلَمَّا هَاجَرَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ صَامَهُ وَ اَمَرَ بِصِيَامِهٖ فَلَمَّا فُرِضَ شَهْرُ رَمَضَانَ قَالَ مَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ.(مسلم کتاب الصوم ص ۳۵۷)**

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا قریش زمانۂ جاہلیت میں عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے اور رسول اللہ ﷺ اس کا روزہ رکھتے تھے تو جب مدینہ منورہ آپ نے ہجرت فرمائی اس کا روزہ رکھا اور اس کے روزے کا حکم دیا اور جب رمضان کے روزے فرض کردیئے گیے ،تو آپ نے فرمایا جو چاہے اس کا روزہ رکھے اور جو چاہے چھوڑ دے۔

**عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ فَوَجَدَ الْيَهُوْدَ يَصُوْمُوْنَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَسُئِلُوْا عَنْ ذَالِكَ فَقَالُوْا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِىْ اَظْهَرَ اللّٰهُ فِيْهِ مُوْسٰى وَبَنِىْ اِسْرَائِيْلَ عَلٰى فِرْعَوْنَ فَنَحْنُ نَصُوْمُهُ تَعْظِيْمًا فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ نَحْنُ اَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنْكُمْ فَاَمَرَ بِصَوْمِهٖ.(مسلم کتاب الصوم صفحہ ۳۵۹)**

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے یہودیوں کو عاشورا کے دن کا روزہ رکھتے ہوئے پایا تو ان سے اس کے بارے میں پوچھا گیا، انھوں نے کہا یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون پر غلبہ عطا فرمایا، تو ہم اس کی تعظیم میں روزہ رکھتے ہیں، تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہم تم سے زیادہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے ہیں اور آپ نے اس روزے کے رکھنے کا حکم دیا۔

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ فَوَجَدَ الْیَھُوْدَ صِیَاماً یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَقَالَ لَھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَاھٰذَاالْیَوْمُ الَّذِیْ تَصُوْمُوْنَہٗ قَالُوْا ھٰذَا الْیَوْمُ عَظِیْمٌ اَنْجیٰ اللّٰہُ فِیْہِ مُوْسیٰ وَقَوْمَہٗ وَغَرَقَ فِرْعَوْنَ وَقَوْمَہٗ فَصَامَہٗ مُوْسیٰ شُکْراً فَنَحْنُ نَصُوْمُہٗ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ فَنَحْنُ اَحَقُّ وَاَوْلیٰ بِمُوْسیٰ مِنْکُمْ فَصَامَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَاَمَرَ بِصِیَامِہٖ. (ایضاً)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ (منورہ) تشریف لائے تو آپ نے یہودیوں کو عاشوراء کے دن کا روزہ رکھتے ہوئے پایا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا یہ کون سا دن ہے جس میں تم لوگ روزہ رکھتے ہو؟ انھوں نے کہا یہ بہت عظیم دن ہے جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے نجات بخشی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرقاب کردیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے شکریہ میں روزہ رکھا تو ہم بھی روزہ رکھتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تم سے زیادہ حقدار اور ماننے والے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اس کا روزہ رکھا اور اس کے روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَفْضَلُ الصِّیَامِ بَعْدَ رَمْضَانَ شَھْرُ اللّٰہِ الْمُحَرَّمُ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْفَرِیْضَۃِ صَلٰوۃُ اللَّیْلِ. (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے





ارشاد فرمایا رمضان کے بعد روزوں میں سب سے افضل اللہ کے مہینے محرم کے روزے ہیں اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل رات کی نماز ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حِیْنَ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَاشُوْرَاءَ اَمَرَ بِصِیَامِہٖ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اَنَّہٗ یَوْمٌ یُعَظِّمُہٗ الْیَھُوْدُ وَالنَّصَاریٰ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَئِنْ بَقِیْتُ اِلیٰ قَابِلٍ لَاَصُوْمَنَّ التَّاسِعَ. (مسلم شریف کتاب الصوم صفحہ ۳۵۹/مشکوٰۃ شریف کتاب الصوم صفحہ ۱۷۹)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا جس وقت رسول اللہ ﷺ نے عاشورا کا روزہ رکھا اور اس کے روزہ رکھنے کا حکم دیا، انھوں (یعنی صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! یہ ایسا دن ہے جس کی تعظیم یہود ونصاریٰ کرتے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر میں آنے والے سال تک بقید حیات رہا تو میں نویں کا روزہ ضرور رکھوں گا۔

رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے عاشورا کا روزہ فرض تھا یا مستحب۔ اس کے بارے میں فقہائے کرام کے درمیان اختلاف ہے۔

شارح مسلم علامہ نواوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ ھَلْ کَانَ صَوْمُ عَاشُوْرَاءَ وَاجِباً قَبْلَ اِیْجَابِ رَمْضَانَ اَمْ کَانَ الْاَمْرُ بِہٖ نُدْباً وَجْھَانِ لِاَصْحَابِ الشَّافِعِیِّ اَظْھَرُھُمَا لَمْ یَکُنْ وَاجِباً وَالثَّانِیُ کَانَ وَاجِباً وَبِہٖ قَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالیٰ عَلَیْہِ. (شرح صحیح مسلم ص ۳۰)

اور علما نے اختلاف کیا، کیا عاشورا کا روزہ رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے واجب تھا یا مستحب؟ اس میں اصحاب شافعی کے دو قول ہیں اور ان دونوں میں مشہور قول فرض نہ ہونے کا ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ وہ واجب تھا اور یہی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمایا ہے (یعنی رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے عاشورا کا روزہ واجب تھا)

لیکن رمضان شریف کے روزے فرض ہونے کے بعد کسی کے نزدیک بھی عاشوراء کا روزہ فرض نہیں رہا، اب سب کے نزدیک سنت ہے۔جیسا کہ شارح مسلم علامہ نواوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

**اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی اَنَّ صَوْمَ یَوْمِ عَاشُوْرَاءَ الْیَوْمَ سُنَّۃٌ لَیْسَ بِوَاجِبٍ .(شرح صحیح مسلم شریف صفحہ ۳۵۷)**

علما نے عاشورا کے دن کے روزے پر اتفاق کیا کہ اب وہ سنت ہے واجب نہیں ہے۔

صدرالشریعہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی قدس سرّہٗ نے نفل روزوں کی دو قسمیں بیان فرماتے ہوئے عاشوراء کے دن کے روزے کو نفل مسنون سے شمار فرمایا۔ بہار شریعت میں ہے:

نفل دو ہیں، نفل مسنون اور نفل مستحب جیسے عاشورا یعنی دسویں محرم کا روزہ اور اس کے ساتھ نویں کا بھی۔(بہار شریعت حصہ پنجم صفحہ۹۹)

## شوال کا روزہ:۔

**عَنْ عُمَرَ بْنِ ثَابِتِ بْنِ حَارِثِ الْخَزْرَجِی عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیْ اَنَّہٗ حَدَّثَہٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اتْبَعَہٗ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ کَانَ کَصِیَامِ الدَّھْرِ. (مسلم کتاب الصوم ص ۳۶۹/مشکوٰۃ شریف کتاب الصوم ص ۱۷۹)**

عمر بن ثابت بن حارث خزرجی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر ان کے بعد چھ دن شوال میں رکھے تو وہ ایسا ہے جیسے اس نے دہر کا روزہ رکھا۔

**عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلیٰ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَنَّہٗ قَالَ مَنْ صَامَ سِتَّۃَ اَیَّامٍ بَعْدَ الْفِطْرِ کَانَ تَمَامَ السَّنَۃِمَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِھَا .(ابن ماجہ صفحہ ۲۲۴)**

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے عیدالفطر کے بعد چھ روزے رکھے تو اس نے پورے سال کا روزہ رکھا کہ جو ایک نیکی لائے گا





اسے دس نیکیاں ملیں گی تو ماہ رمضان کا روزہ دس مہینے کے برابر ہے اور ان چھ دنوں کے بدلے پورے سال کے روزے ہو گیے۔

**رُوِیَ عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَاَتْبَعَہٗ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ .(الترغیب والترھیب ج۲/ ص ۱۱۱)**

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد چھ دن شوال میں رکھے تو گناہوں سے ایسے نکل گیا جیسے آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

افضل یہ ہے کہ عیدالفطر کے بعد صبح ہی سے یہ چھ روزے پے درپے رکھے ورنہ شوال کے مہینے میں جب بھی روزہ رکھنا چاہے رکھ سکتا ہے اس کو پے درپے روزہ رکھنے کا ثواب ملے گا۔جیسا کہ شرح مسلم نووی میں ہے:

**قَالَ اَصْحَابُنَا وَالْاَفْضَلُ اَنْ تُصَامَ السِّتَّۃُ مُتَوَالِیَۃً عَقَبَ یَوْمِ الْفِطْرِ فَاِنْ فَرَّقَھَا اَوَاخِرَ مَا عَنْ اَوَائِلِ شَوَّالٍ اِلیٰ اَوَاخِرَ حَصَلَتْ فَضِیْلَۃُ الْمُتَابِعَۃِ. (ج۱/ص۳۶۹)**

ہمارے اصحاب نے فرمایا افضل یہ ہے کہ بعد فوراً یہ چھ روزے رکھے اور اگر جدا جدا کر کے رکھا یا درمیان یا آخر شوال تک مؤخر کیا پھر بھی پے درپے ہی روزہ رکھنے کی فضیلت حاصل ہوگی۔

## یوم عرفہ اور یوم عاشورا کا روزہ:۔

**عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ اَنَّ رَجُلاً اَتیٰ اِلیٰ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ کَیْفَ تَصُوْمُ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مِنْ قَوْلِہٖ فَلَمَّا رَأَی عُمَرُ غَضَبَہٗ قَالَ رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْناً وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِ اللّٰہِ وَغَضَبِ رَسُوْلِہٖ فَیَجْعَلُ عُمَرُ یُرَدِّدُ ھٰذَا الْکَلَامَ حَتّٰی سَکَنَ غَضَبُہٗ فَقَالَ عُمَرُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ!کَیْفَ مَنْ یَصُوْمُ الدَّھْرَ کُلَّہٗ قَالَ لَاصَامَ وَلَااَفْطَرَ اَوْقَالَ لَمْ یَصُمْ وَلَمْ یُفْطِرْ قَالَ کَیْفَ مَنْ یَصُوْمُ یَوْمَیْنِ وَیُفْطِرُ قَالَ وَیُطِیْقُ ذٰلِکَ اَحَدٌ قَالَ کَیْفَ مَنْ یَصُوْمُ یَوْمًا وَیُفْطِرُ یَوْمًا قَالَ ذٰلِکَ صَوْمُ دَاؤُدَ**

قَالَ كَيْفَ مَنْ يَصُوْمُ يَوْمًا يُفْطِرُ يَوْمَيْنِ قَالَ وَدَدْتُ اِنِّیْ طُوِّقْتُ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلٰثٌ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَمْضَانَ اِلٰى رَمْضَانَ فَهٰذَا صِيَامُ الدَّهْرِ كُلَّهٗ صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ اِحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِیْ قَبْلَهٗ وَالسَّنَةُ الَّتِیْ بَعْدَهٗ وَصِيَامُ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ اِحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِیْ قَبْلَهٗ .(مشکوٰۃ شریف کتاب الصوم صفحہ ۱۷۹)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس نے کہا آپ کیسے روزے رکھتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ اس کی بات سے ناراض ہوگیے جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے آپ کے غضب کو دیکھا، تو انھوں نے کہا ہم اللہ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے سے راضی ہیں ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضگی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اس کلام کو بار بار کہتے رہے یہاں تک کہ آپ (ﷺ) کا غصہ ٹھنڈا ہوگیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے عرض کیا یارسول اللہ! جو ساری عمر روزہ رکھے وہ کیسا ہے؟ فرمایا نہ اس نے روزے رکھے نہ اس نے افطار کیا یا فرمایا نہ روزہ رکھ سکا اور نہ افطار کرسکا، عرض کیا جو دو دن روزے رکھے اور ایک دن افطار کرے وہ کیسا؟ فرمایا کیا کوئی اس کی طاقت رکھتا ہے، عرض کیا جو ایک دن روزہ اور ایک دن افطار کرے وہ کیسا؟ فرمایا یہ داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں، عرض کیا جو ایک دن روزہ رکھے اور دو دن افطار کرے وہ کیسا؟ فرمایا میری تمنا ہے مجھے یہ طاقت ملتی، پھر فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ہر ماہ میں تین دن کے روزے اور رمضان سے رمضان تک کے روزے ساری عمر کے روزے ہیں اور عرفہ کے دن کا روزہ، مجھے اللہ کے کرم پر امید ہے کہ ایک سال اگلے اور ایک سال پچھلے کا کفارہ ہوجائے اور عاشورہ کے دن کا روزہ مجھے اللہ کے کرم سے امید ہے کہ پچھلے سال کا کفارہ ہوجائے۔

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمَ عَرَفَةَ قَالَ يُكَفِّرُ السَّنَةَ





الْمَاضِيَةَ وَ الْبَاقِيَةَ.(مسلم کتاب الصوم ص ۱/۳۶۸ / ابن ماجہ ص ۱۲۵)

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ سے یوم عرفہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا یہ سال گزشتہ اور سال آئندہ کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَامَ يَوْمَ عَرَفَةَ غُفِرَلَهٗ ذَنْبُ سِنَتَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ.(مسند ابویعلیٰ ج/۶ ص ۵۰۵)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے عرفہ کے دن روزہ رکھا اس کے مسلسل دو سالوں کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔

عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ كَصِيَامِ اَلْفِ يَوْمٍ.(شعب الایمان حدیث نمبر ۳۷۶۴)

ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ عرفہ کے دن کے روزہ کا ثواب ہزار دن کے روزوں کے برابر ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَامِنْ اَيَّامٍ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ اَنْ يَّتَعَبَّدَ لَهٗ فِيْهَا مِنْ عَشَرِ ذِی الْحِجَّةِ يَعْدِلُ صِيَامُ كُلِّ يَوْمٍ مِنْهَا صِيَامَ سَنَةٍ وَقِيَامُ كُلِّ لَيْلَةٍ لَيْلَةَ الْقَدْرِ. (ترمذی ج/۱ ص ۹۴/ابن ماجہ ص ۱۲۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ عزّ وجلّ کو عشرۂ ذی الحجہ سے زیادہ کسی دن کی عبادت پسندیدہ نہیں، ان میں سے ہر دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور ہر شب کا قیام شب قدر کے برابر ہے۔

## عید وبقرعید کے روزے:۔

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیْ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے عیداور بقرعید کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔

**عَنْ قَزَعَةَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیْ قَالَ سَمِعْتُ مِنْهُ حَدِیْثاً فَاَعْجَبَنِیْ فَقُلْتُ لَهٗ اَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَاَقُوْلُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَالَمْ اَسْمَعْ قَالَ سَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ لَا یَصْلُحُ الصِّیَامُ فِیْ یَوْمَیْنِ یَوْمِ الْاَضْحٰی وَیَوْمِ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ. (مسلم شریف کتاب الصوم صفحہ ۳۶۰)**

قزعہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث سنی تو مجھے بہت پسند آئی، میں نے ان سے پوچھا کیا آپ نے یہ حدیث خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، انھوں نے کہا کیا میں رسول اللہ ﷺ کی طرف ایسی بات منسوب کرسکتا ہوں جو آپ نے نہ فرمائی ہو، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا دودنوں میں روزہ رکھنا جائز نہیں یوم اضحیٰ اور عیدالفطر میں۔

**عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنْ صِیَامِ یَوْمَیْنِ یَوْمِ الْاَضْحٰی وَیَوْمِ الْفِطْرِ. (ایضاً)**

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دودن عیداور بقرعید کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔

## جمعہ کے دن کا روزہ:۔

**عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِبْنِ جَعْفَرٍ سَاَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُوَیَطُوْفُ بِالْبَیْتِ اَنَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صِیَامِ یَوْمِ الْجُمُعَةِ فَقَالَ نَعَمْ وَرَبِّ هٰذَا الْبَیْتِ. (مسلم کتاب الصوم صفحہ ۳۶۰)**

حضرت محمد بن عباد بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا اور وہ کعبہ شریف کا طواف کررہے تھے کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے





دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا تو انھوں نے فرمایا ہاں! اس گھر کے رب کی قسم۔

**عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَصُمْ اَحَدُکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا اَنْ یَّصُوْمَ قَبْلَهٗ اَوْیَصُوْمَ بَعْدَهٗ. (ایضاً)**

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی جمعہ کے دن روزہ نہ رکھے مگر اس سے پہلے رکھے یا اس کے بعد رکھے۔

**عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَصُوْمُ مِنْ غُرَّةِ کُلِّ شَهْرٍ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ وَقَلَّمَا کَانَ یُفْطِرُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ. (مشکوٰۃ کتاب الصوم ص ۱۸۰)**

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ ہر مہینے کی سفیدی میں (یعنی ایام بیض میں) تین دن روزہ رکھتے تھے اور جمعہ کے دن کم ہی بغیر روزے کے ہوتے تھے۔

**عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَخْتَصُّوْا لَیْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِیَامٍ بَیْنَ اللَّیَالِیْ وَلَا تَخْتَصُّوْا یَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِیَامٍ مِنْ بَیْنَ الْاَیَّامِ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ فِیْ صَوْمٍ یَصُوْمُهٗ اَحَدُکُمْ. (مسلم کتاب الصوم ص ۳۶۱/مشکوٰۃ کتاب الصوم ص ۱۷۹)**

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا راتوں میں جمعہ کی رات کو قیام سے خاص نہ کرو اور دنوں میں جمعہ کے دن کو روزے سے خاص نہ کرو مگر جب کوئی کسی قسم کا روزہ رکھتا تھا اور جمعہ کا دن روزہ میں واقع ہوگیا تو حرج نہیں۔

جمعہ کے دن روزہ سے منع کی حکمت ومصلحت کے بارے میں شارحین کے مختلف اقوال ہیں۔بعض فرماتے ہیں کہ اس دن روزہ نہ رکھنے میں مصلحت یہ ہے کہ یہ دن اوراد ووظائف کا ہے اگر اس دن روزہ رکھے گا تو جسم میں کمزوری محسوس ہوگی تو صحیح طریقے سے اوراد ووظائف میں مشغول نہیں ہوسکے گا، اس لیے اس دن روزہ رکھنے سے منع کردیا گیا اور ایک قول یہ ہے کہ اس دن روزہ رکھنے سے اس لیے منع کردیا گیا کہ اس دن روزہ رکھنے میں اس کی تعظیم میں مبالغہ کا

خوف تھا اور لوگ اس دن کے روزے کو واجب سمجھ لیں اور فتنے میں مبتلا ہو جائیں جیسا کہ یہود و نصاریٰ سنیچر اور اتوار کے دن کی تعظیم میں مبالغہ کر کے فتنے میں مبتلا ہو گیے اور بھی اس سلسلے میں کئی اقوال ہیں جن کو کتب احادیث میں نقل کیا گیا ہے۔ جیسا کہ مشکوٰۃ شریف کے حاشیہ میں ہے

قَدْ ذَکَرُوْا لِلنَّهِیِّ عَنْ تَخَصُّصِ یَوْمِ الْجُمُعَةِ بِصَوْمٍ وُجُوْباً اَلْاَوَّلُ اَنَّهٗ نَهیٰ عَنْ صَوْمِهٖ وَظَائِفُ الْجُمُعَةِ وَاَوْرَادِهَا الثَّانِیُّ خَوْفٌ لِلْمُبَالَغَةِ فِیْ تَعْظِیْمِهٖ فَیَفْتَتِنُ کَمَا اِفْتَتَنَ الْیَهُوْدُ بِالسَّبْتِ وَالنَّصَارٰی بِالْاَحَدِ وَالثَّالِثُ اَنَّ سَبَبَ النَّهِیِّ خَوْفُ اِعْتِقَادِ وَجُوْبِهٖ وَالرَّابِعُ اَنَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ یَوْمُ الْعِیْدِ فَلَا صِیَامَ فِیْهِ وَقَدْ وَرَدَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ یَوْمَ عِیْدِکُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا یَوْمَ عِیْدِکُمْ یَوْمَ صِیَامِکُمْ وَهٰذَا الْوَجْهُ اَحْسَنُ الْوُجُوْهِ لِاَنَّهٗ مَنْطُوْقُ الْحَدِیْثِ (حاشیه مشکوٰة شریف ص ۱۷۹)

علمائے کرام جمعہ کے دن روزہ رکھنے کی نہی کی تخصیص کے بارے میں چند وجوہ ذکر کرتے ہیں۔ پہلی وجہ یہ ہے اس کے روزے سے روکا گیا تا کہ اس سے ضعف وکمزوری نہ پیدا ہو جمعہ کے دن کے قیام اور اوراد و وظائف سے نہ روک دے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس کی تعظیم میں مبالغہ کے خوف سے کہ لوگ فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں جیسا کہ یہود سنیچر کے دن اور نصاریٰ اتوار کے دن میں مبالغہ کرنے کی وجہ سے فتنے میں پڑ گیے اور تیسری وجہ یہ ہے کہ اس کے وجوب کے اعتقاد کے خوف سے۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ جمعہ کا دن عید کا دن ہے تو اس میں روزہ نہیں رکھا جائے گا اور وارد بھی ہوا ہے (یعنی حدیث میں) جمعہ کا دن تمہاری عید کا دن ہے تو تم اپنے عید کے دن کو اپنے روزے کا دن نہ بناؤ، ان توضیحوں میں یہ سب سے اچھی توضیح ہے اس لیے کہ حدیث کا یہی معنیٰ ہے۔

شرح مسلم میں ہے:

وَقَالَ الْعُلَمَاءُ وَالْحِکْمَةُ فِی النَّهْیِ عَنْهُ اَنَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ یَوْمُ دُعَاءٍ وَ ذِکْرٍ وَعِبَادَةٍ مِّنَ الْغُسْلِ وَالتَّبْکِیْرِ اِلَی الصَّلٰوةِ وَانْتِظَارِهَا وَاِسْتِمَاعِ الْخُطْبَةِ





وَاِکْثَارِ الذِّکْرِ بَعْدَهَا لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی "فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْکُرُوا اللّٰهَ کَثِیْراً" وَغَیْرِ ذَالِکَ مِنَ الْعِبَادَاتِ فِیْ یَوْمِهَا فَاسْتُحِبَّ الْفِطْرُ فِیْهِ لِیَکُوْنَ اَعْوَنَ لَهٗ عَلٰی هٰذِهِ الْوَظَائِفِ وَاَدَائِهَا بِنَشَاطٍ وَانْشِرَاحٍ لَهَا وَالتِّذَاذِبِهَا مِنْ غَیْرِ مَلَلٍ وَلَاسَامَةٍ وَهُوَ نَظِیْرُ الْحَاجِّ یَوْمَ عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ فَاِنَّ السُّنَّةَ لَهُ الْفِطْرُ. (شرح مسلم للنواوی ص ۳۶۱)

اور علمانے فرمایا اس دن (یعنی جمعہ کے دن) روزہ رکھنے کی نہی میں حکمت یہ ہے کہ جمعہ کا دن غسل کر کے دعا اور ذکر اور عبادت کرنے کا اور نماز کے ذریعہ بڑائی بیان کرنے اور نماز کا انتظار کرنے اور غور سے خطبہ سننے اور ذکر کی کثرت کرنے کا ہے، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے "تو جب تم نماز ادا کر چکو تو اللہ کی زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرو وغیرہ، تو ایسی اہم عبادتیں اس دن میں ہیں تو مستحب بغیر روزے کے رہنا ہے۔

## لیلۃ القدر:۔

عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ تَذَاکَرْنَا لَیْلَةَ الْقَدْرِ فَاَتَیْتُ اَبَا سَعِیْدِ الْخُدْرِیَّ وَکَانَ لِیْ صَدِیْقاً فَقُلْتُ اَلَا تَخْرُجُ بِنَا اِلَی النَّخْلِ فَخَرَجَ وَعَلَیْهِ خَمِیْصَةٌ فَقُلْتُ لَهٗ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَذْکُرُ لَیْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ نَعَمْ اِعْتَکَفْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعَشْرَ الْوُسْطٰی مِنْ رَمَضَانَ فَخَرَجْنَا صُبْحَةَ عِشْرِیْنَ فَخَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِنِّیْ اُرِیْتُ لَیْلَةَ الْقَدْرِ وَاِنِّیْ نَسِیْتُهَا اَوْنُسِّیْتُهَا فَالْتَمِسُوْهَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ کُلِّ وِتْرٍ وَ فَمَنْ کَانَ اِعْتَکَفَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلْیَرْجِعْ قَالَ فَرَجَعْنَا وَمَا نَرٰی فِی السَّمَاءِ قُزْعَةً قَالَ جَاءَتْ سَحَابَةٌ فَمُطِرْنَا حَتّٰی سَالَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ وَکَانَ مِنْ جَرِیْدِ النَّخْلِ وَاُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ فَرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَسْجُدُ فِی الْمَاءِ وَالطِّیْنِ قَالَ حَتّٰی رَاَیْتُ اَثَرَ الطِّیْنِ فِیْ جَبْهَتِهٖ. (مسلم ص ۳۷۰)

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگوں نے "لَیْلَةُ الْقَدْرِ" کا تذکرہ

کیا تو میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور وہ میرے دوست تھے، تو میں نے ان سے کہا کیا آپ ہمارے ساتھ کھجوروں کی طرف نہیں چلیں گے تو وہ چل پڑے اور ان پر چادر تھی میں نے ان سے کہا کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے لیلۃ القدر کے بارے میں سنا ہے، تو انھوں نے فرمایا ہاں! ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف کیا تو رسول اللہ ﷺ بیسویں صبح کو نکلے اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا تو آپ نے فرمایا بیشک مجھ کو لیلۃ القدر دکھائی گئی اور میں اس کو بھول گیا یا مجھے بھلا دی گئی تو تم لوگ اس کو آخری عشرہ کے ہر طاق میں تلاش کرو، تو وہ جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اعتکاف کیا تھا تو چاہیے کہ وہ لوٹ جائیں، انھوں (ابو سعید خدری) نے کہا کہ ہم لوگ لوٹ آئے اور آسمان میں کچھ بھی بادل نہیں تھا انھوں نے کہا اور بادل آ گیا تو ہم پر بارش ہوئی یہاں تک کہ مسجد کی چھت بہہ چلی اور وہ کھجور کی شاخ کی تھی اور نماز قائم ہوئی تو میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہے ہیں، انھوں نے کہا میں نے آپ کی پیشانی میں مٹی کا اثر دیکھا۔

**عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اُرِیْتُ لَیْلَةَ الْقَدْرِ ثُمَّ اَیْقَظَنِیْ بَعْضُ اَهْلِیْ فَنُسِّیْتُهَا فَالْتَمِسُوْهَا فِی الْعَشْرِ الْغَوَابِرِ وَقَالَ حَرْمَلَةُ فَنَسِیْتُهَا . (الصحیح مسلم کتاب الصوم صفحہ ۳۶۹)**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے "لَیْلَةُ الْقَدْرِ" دکھائی گئی پھر مجھے میرے بعض گھر والوں نے جگا دیا تو وہ مجھے بھلا دی گئی تو تم اس کو آخری عشرہ میں تلاش کرو اور حرملہ (یہ اس حدیث کے راوی ہیں) نے فَنَسِیْتُهَا کہا۔

**عَنْ عُقْبَةَ وَهُوَ ابْنُ حرَیْثٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلْتَمِسُوْهَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ یَعْنِیْ لَیْلَةَ الْقَدْرِ . (ایضاً)**

حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حریث کے بیٹے ہیں سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کہتے ہوئے سنا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس کو آخری





عشرہ میں تلاش کرو۔ (یعنی لیلۃ القدر)

**عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَحَیَّنُوْا لَیْلَةَ الْقَدْرِ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَقَالَ فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ . (ایضاً)**

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا لیلۃ القدر کو آخری عشرہ میں طلب کرو یا فرمایا آخری ساتوں میں۔

اللہ رب العزت نے امت رسول اللہ ﷺ پر بہت سے انعامات فرمائے انھیں انعاموں میں سے ایک انعام لیلۃ القدر بھی ہے، اس رات اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل وکرم بندوں پر بڑھ جاتا ہے اور فرشتوں کے لشکروں کو زمین پر اترنے کا حکم دیتا ہے اور ساتھ میں سردار ملائکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی اترتے ہیں اور فرشتے اس رات میں عبادت کرنے والوں کو سلام کرتے ہیں اور ان کے لیے توبہ واستغفار کرتے ہیں۔ جیسا کہ تنزیل مبین میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

**اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا اَدْرٰکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ.**

**ترجمہ** :- بیشک ہم نے قرآن کو (لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف) شب قدر میں اتارا اور تم نے کیا جانا کہ شب قدر (کا) کیا (رتبہ) ہے، شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے (یعنی اس رات نیک عمل کرنا ہزار راتوں کے عمل کرنے سے بہتر ہے) اس رات فرشتے اور جبریل اپنے پروردگار کے حکم سے ہر کام (سال بھر کے انجام دینے کے لیے زمین کی طرف) اترتے ہیں وہ رات (بلاؤں اور آفتوں سے) صبح طلوع ہونے تک سلامتی کی ہے۔ (تفسیر مظہر القرآن)

اس رات کو شب قدر کیوں کہتے ہیں اس میں اختلاف ہے، بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس رات میں سال بھر کے احکام نافذ کیے جاتے ہیں، اس میں فرشتوں کو پورے سال کے کاموں پر لگایا جاتا ہے، اس رات رزق بھی متعین کیا جاتا ہے، صدر الافاضل فخر الاماثل خلیفۂ اعلیٰ حضرت سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

شب قدر شرف و برکت والی رات ہے، اس کو شب قدر اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں سال بھر کے احکام نافذ کیے جاتے ہیں اور ملائکہ کو سال بھر کے وظائف وخدمات پر مامور کیا جاتا ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس رات کی شرافت وقدر کے باعث اس کو شب قدر کہتے ہیں اور یہ بھی منقول ہے کہ چونکہ اس شب میں اعمال صالحہ منقول ہوتے ہیں اور بارگاہ الٰہی میں ان کی قدر کی جاتی ہے اس لیے اس کو شب قدر کہتے ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان ص۸۷۲)

شارح صحیح مسلم علامہ نواوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

**قَالَ الْعُلَمَاءُ سُمِّيَتْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ لِمَا يُكْتَبُ فِيْهَا لِلْمَلائِكَةِ مِنَ الْاَقْدَارِ وَالْاَرْزَاقِ وَلْاٰجَالِ الَّتِیْ تَكُوْنُ فِیْ تِلْكَ السَّنَةِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰی فِيْهَا يُفَرَّقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ "مَعْنَاهُ يُظْهَرُ لِلْمَلائِكَةِ مَاسَيَكُوْنُ فِيْهَا وَيَامُرُهُمْ بِفِعْلِ مَاهُوَ مِنْ وَظِيْفَتِهِمْ وَكُلُّ ذٰلِكَ مِمَّاسَبَقَ عِلْمُ اللّٰهِ تَعَالٰی بِهٖ وَتَقْدِيْرُهٗ لَهٗ وَقِيْلَ سُمِّيَتْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ لِعَظْمِ قَدْرِهَا وَشَرَفِهَا.** (شرح مسلم للنواوی ص ۳۶۹)

علما نے فرمایا "لیلۃ القدر" نام اس لیے رکھا گیا کہ اس رات میں عمروں، رزقوں اور موتوں کو فرشتوں کے لیے لکھ کر دے دیا جاتا ہے جو اس سال میں ہونے والی ہوتی ہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان "اس میں ہر حکمت والا کام بانٹ دیا جاتا ہے" اور اللہ تعالیٰ کا فرمان "اس میں فرشتے اور جبرئیل اترتے ہیں اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لیے" اور اس کا معنیٰ یہ ہے کہ فرشتوں کے لیے وہ ظاہر کردیا جاتا ہے جو اس میں ہونے والا ہوتا ہے اور وہ اس کے کرنے کا حکم دیتا ہے جو ان کے ذمہ لگائے جاتے ہیں اور وہ سب ظاہر کیا جاتا ہے جو علم الٰہی میں مقدر ہو چکا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس رات کی شرافت وقدر کی وجہ سے اس کو شب قدر کہا جاتا ہے۔

یہ مبارک شب کس دن و تاریخ میں ہوتی ہے تو اس کے بارے میں بھی علما وصلحا کے مختلف اقوال ہیں جن میں سب سے زیادہ مشہور قول رمضان کے ستائیسویں شب کا ہے اور حضرت امام





اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی رجحان لیلۃ القدر کے بارے میں رمضان کی ستائیسویں ہی شب کا ہے جیسا کہ تفسیر خزائن العرفان میں ہے:

اور روایات کثیرہ سے ثابت ہے کہ وہ رمضان المبارک کے عشرہ اخیرہ میں ہوتی ہے اور اکثر اس کی بھی طاق راتوں میں سے کسی رات میں بعض علما کے نزدیک رمضان المبارک کی ستائیسویں رات میں شب قدر ہوتی ہے یہی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان ص۸۷۲)

## تراویح کا بیان:۔

رمضان شریف کے مہینہ میں بعد نماز عشا بیس رکعت تراویح سنت رسول اللہ ﷺ، سنت صحابہ اور عمل عامۃ المسلمین ہے، متعدد کتب معتبرہ مستندہ میں اس کی تفصیلی بحث موجود ہے۔

محدث علی الاطلاق حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "ماثبت من السنة" میں اس پر روشنی ڈالتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:

**ذُكِرَفِیْ بَعْضِ كُتُبِ الْفِقْهِيَّةِ لَوْتَرَكَ اَهْلُ الْبَلْدَةِ التَّرَاوِيْحَ قَاتَلَهُمُ الْاِمَامُ عَلٰی ذٰلِكَ.** (ماثبت من السنة ص ۱۵۸)

مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے:

**عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ.** (مسلم شریف ج/۱ ص ۲۵۹)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص صدق دل اور اعتقاد صحیح کے ساتھ رمضان میں قیام کرے یعنی تراویح پڑھے تو اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

بیہقی میں حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

**عَنْ سَائِبِ بْنِ يَزِيْدٍ قَالَ كُنَّا نَقُوْمُ فِیْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَالْوِتْرِ.** (بیہقی)

وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے زمانہ میں بیس رکعت (تراویح) اور وتر پڑھتے تھے۔

بدائع صنائع میں ملک العلماء امام علاؤالدین کاسانی فرماتے ہیں:

اَمَّا قَدْرُهَا اَیِ التَّرَاوِیحِ فَعِشْرُوْنَ رَكْعَةً فِیْ عَشَرِ تَسْلِیْمَاتٍ فِیْ خَمْسِ تَرْوِیْحَاتٍ كُلُّ تَسْلِیْمَتَیْنِ تَرْوِیْحَةٌ وَهٰذَا قَوْلُ عَامَّةِ الْعُلَمَاءِ وَقَالَ مَالِكٌ فِیْ قَوْلٍ سِتَّةٌ وَّثَلَاثُوْنَ رَكْعَةً وَفِیْ قَوْلٍ سِتَّةٌ وَّعِشْرُوْنَ رَكْعَةً وَالصَّحِیْحُ قَوْلُ الْعَامَّةِ لِمَا رُوِیَ اَنَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ جَمَعَ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ عَلٰی اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ فَصَلّٰی بِهِمْ فِیْ كُلِّ لَیْلَةٍ عِشْرِیْنَ رَكْعَةً وَلَمْ یُنْكِرْ عَلَیْهِ اَحَدٌ فَیَكُوْنُ اِجْمَاعًا عَلٰی ذٰلِكَ. (بدائع صنائع ج/۱ ص ۲۸۸)

تراویح کی مقدار دس سلاموں، پانچ ترویحوں کے ساتھ بیس رکعت ہے اور ہر دو سلام کے بعد بیٹھنے کو ترویحہ کہتے ہیں یہی عامۂ علماء کا قول ہے، امام مالک کا ایک قول ہے کہ چھتیس (۳۶) رکعت ہے اور ایک قول یہ ہے کہ چھبیس (۲۶) رکعت ہے، البتہ صحیح عامۂ علماء کا قول ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مروی ہے کہ انھوں نے رمضان کے مہینہ میں صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے پاس اکٹھا کیا، چنانچہ وہ روزانہ صحابۂ کرام کو بیس رکعت پڑھاتے تھے اور صحابۂ کرام میں سے کسی نے انکار نہ کیا۔

علامہ کاسانی کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ بیس رکعت پر صحابۂ کرام کا اجماع ہو چکا ہے۔

عمدۃ القاری شرح بخاری جلد پنجم صفحہ ۳۵۵/ پر ہے:

قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَهُوَقَوْلُ جُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ وَبِهٖ قَالَ الْكُوْفِیُّوْنَ وَالشَّافِعِیُّ وَاَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ وَهُوَ الصَّحِیْحُ عَنْ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ مِنْ غَیْرِ خِلَافٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ. (جلد پنجم صفحہ ۳۵۵)

علامہ ابن عبد البر نے فرمایا کہ (بیس رکعت) جمہور علما کا قول ہے علمائے کوفہ، امام شافعی





اور اکثر فقہا یہی فرماتے ہیں اور یہی صحیح ہے اور ابی بن کعب سے منقول ہے اور اس میں صحابہ کرام کا اختلاف نہیں ہے۔

مرقات میں ہے:

اَجْمَعَ الصَّحَابَةُ عَلٰی اَنَّ التَّرَاوِیْحَ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً. (ج/۲ ص ۱۷۵)

صحابۂ کرام کا اس پر اجماع ہے کہ تراویح بیس رکعت ہے۔

شامی میں ہے:

هِیَ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً وَهُوَقَوْلُ الْجُمْهُوْرِ وَعَلَیْهِ عَمَلُ النَّاسِ شَرْقًا وَّغَرْبًا. (جلد دوم صفحہ ۴۹۵)

تراویح بیس رکعت ہے، یہی جمہور علماء کا قول ہے اور شرق وغرب میں ساری دنیا کے مسلمانوں کا اسی پر عمل ہے۔

ترمذی شریف باب قیام شہر رمضان میں ہے:

اَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰی مَارُوِیَ عَنْ عَلِیٍّ وَعُمَرَ وَغَیْرِهِمَا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ عِشْرِیْنَ رَكْعَةً وَهُوَ قَوْلُ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِیِّ وَقَالَ الشَّافِعِیُّ هٰكَذَا اَدْرَكْتُ بِبَلْدَةِ مَكَّةَ یُصَلُّوْنَ عِشْرِیْنَ رَكْعَةً. (ص ۱۶۶)

اور اکثر اہل علم کا اس روایت پر عمل ہے جو حضرت عمر و علی اور دیگر صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے منقول یعنی بیس رکعت تراویح اور یہی سفیان ثوری، ابن مبارک اور حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا فرمان ہے حضرت امام شافعی نے فرمایا کہ ہم نے مکہ والوں کو بیس رکعت تراویح پڑھتے پایا۔

بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت کی ہے:

اَنَّ عَلِیَّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ دَعَا الْقُرَّاءَ فِیْ رَمْضَانَ وَاَمَرَ رَجُلًا یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ خَمْسَ تَرْوِیْحَاتٍ عِشْرِیْنَ رَكْعَةً وَكَانَ عَلِیٌّ یُوْتِرُ بِهِمْ.

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے رمضان میں قاریوں کو بلایا پھر ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعت پڑھاؤ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انھیں وتر پڑھاتے تھے۔

ان سب مذکورہ بالا عبارتوں سے پتہ چلتا ہے کہ تراویح بیس رکعت ہے اور اسی پر ہمارے اسلاف کرام عامل رہے اور جو لوگ آٹھ رکعت تراویح کا موقف رکھتے ہیں، ان کا موقف سلف وصالحین عظام کے موقف سے ہٹ کر ہے اور مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے بزرگان دین کے نقش قدم پر چلیں، قرآن حکیم نے انھیں ہی کے راستے کو صراط مستقیم قرار دیا ہے۔

## رمضان میں اعتکاف بیٹھنا سنت ہے:۔

مسجد میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا کے لیے نیت کے ساتھ ٹھہرنے کو اعتکاف کہتے ہیں۔

بیسویں رمضان کو سورج ڈوبنے کے وقت بہ نیت اعتکاف مسجد میں داخل ہو اور تیسویں کے غروب آفتاب کے بعد یا انتیس کو چاند ہونے کے بعد نکلے، یہی عشرہ اخیرہ اعتکاف کے ایام ہیں اور یہی سنت ہے، لہٰذا اگر بیسویں کو بعد نماز مغرب نیت اعتکاف کی تو سنت مؤکدہ ادا نہ ہوئی نیز یہ سنت مؤکدہ کفایہ ہے یعنی شہر یا گاؤں میں ایک شخص بھی معتکف ہو گیا تو سب بری الذمہ ہو گیے اور اگر کوئی ایک بھی اعتکاف نہ بیٹھے تو سب سے مواخذہ ہوگا، آج جب کہ غفلت و بے توجہی پیدا ہو چکی ہے اور لوگوں کو سنت تو سنت فرائض کی بھی پرواہ نہیں ہوتی، دیکھا جاتا ہے کہ اذان ہو رہی ہے اور جناب باتوں میں مشغول ہیں، یہاں تک کہ نماز کا وقت ختم ہو جاتا ہے، رمضان کا مہینہ آتا اور کھلے عام کھاتے پھرتے ہیں اور بنتے ہیں مسلمان، کیا یہی مسلمان کی شناخت ہے، ہرگز نہیں تم اپنی شناخت قائم کرو، اپنے آپ کو سنبھالو! کہ مسلمان شہر یا گاؤں میں کم از کم ایک نیک شخص کو ضرور اعتکاف میں بٹھا دیں ورنہ سب پر وبال ہوگا۔

مشکوٰۃ شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

**عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ.** (ص ۱۸۳)





نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ (اسی طریقہ پر) وصال فرمایا۔ ابوداؤد میں توفاہ کی جگہ قبضہ ہے۔

اشعۃ اللمعات جلد دوم میں ہے۔

اعتکاف درظاہر مذہب حنفیہ سنت مؤکدہ است از جہت مواظبت رسول اللہ ﷺ برآں تا آنکہ گزشت ازیں عالم۔ (ج ۲/ص ۱۱۸)

ظاہر مذہب حنفیہ میں اعتکاف سنت مؤکدہ ہے اس لیے کہ حضور ﷺ ہمیشہ اعتکاف فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ دنیا سے تشریف لے گیے۔

## فضیلت اعتکاف:۔

رسول اللہ ﷺ نے اعتکاف ومعتکف کے فضائل متعدد مواقع سے ارشاد فرمائے ہیں اور خود آپ ﷺ نے اس کی پابندی فرمائی ہے، کتب احادیث وفقہ اس کے بیان سے مالا مال ہیں۔

چنانچہ ابن ماجہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

**عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي الْمُعْتَكِفِ هُوَ يَعْكِفُ الذُّنُوْبَ وَيَجْرِيْ لَهٗ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا.** (ص ۱۲۷)

رسول اللہ ﷺ نے معتکف کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا کہ وہ گناہوں سے باز رہتا ہے اور نیکیوں سے اسے اس قدر ثواب ملتا ہے کہ جیسے اس نے تمام نیکیاں کی ہوں۔

مشکوٰۃ شریف میں یعکف کی جگہ یعتکف اور یجری کی یجزی ہے۔ (ص ۱۸۳)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اعتکاف میں بیٹھنے سے معتکف کو دو فائدے حاصل ہوتے ہیں، ایک تو وہ گناہوں سے محفوظ رہتا ہے، دوسرے یہ کہ جس نیک کام میں وہ اعتکاف کی وجہ سے شریک نہیں ہو پاتا اس کا پورا ثواب مسجد میں بیٹھے بیٹھے ہی پاتا ہے۔

ابوداؤد شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

**عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتِ السُّنَّةُ عَلَى الْمُعْتَكِفِ اَنْ لَا يَعُوْدَ مَرِيْضًا وَلَا يَشْهَدَ**

جَنَازَةً وَلاَيَمُسَّ امْرَأَةً وَلاَيُبَاشِرَهَا وَلاَيَخْرُجَ لِحَاجَةٍ اِلَّالِمَا لاَبُدَّ مِنْهُ وَلاَ اِعْتِكَافَ اِلَّابِصَوْمٍ وَلاَاِعْتِكَافَ اِلَّافِیْ مَسْجِدٍ جَامِعٍ .(ص ۳۳۵)

انھوں نے فرمایا کہ معتکف پر سنت (یعنی حدیث سے ثابت) یہ ہے کہ نہ مریض کی عیادت کو جائے، نہ جنازہ میں حاضر ہو، نہ عورت کو ہاتھ لگائے، نہ اس سے مباشرت کرے اور نہ حاجت کے لیے جائے مگر اس حاجت کے لیے جاسکتا ہے جو ضروری ہے اور اعتکاف بغیر روزہ کے نہیں اور اعتکاف مسجد میں کرے۔

اعتکاف کے لیے مسجد جامع ہونا شرط نہیں بلکہ مسجد جماعت میں بھی ہوسکتا ہے، مسجد جماعت وہ ہے جس میں امام ومؤذن مقرر ہوں اگرچہ اس میں پنجگانہ جماعت نہ ہوتی ہو، البتہ آسانی اس میں ہے کہ مطلقاً ہر مسجد میں اعتکاف صحیح ہے اگرچہ وہ مسجد جماعت نہ ہو، اس کی طرف اس سے اشارہ ملتا ہے کہ علامہ شامی نے مسجد جامع کی دو قسمیں کی ہیں، ایک تو وہ جس میں جماعت ہوتی ہو اور دوسری وہ جس میں جماعت نہ ہوتی ہو اور مطلقاً دونوں میں اعتکاف کی صحت پر اتفاق ہے ،اس سے معلوم ہوا کہ اعتکاف کے لیے مسجد جماعت ہونا کوئی ضروری نہیں اور اسی میں آسانی ہے۔صاحب درمختار تحریر فرماتے ہیں ”اَلْاِعْتِكَافُ هُوَالْمَكْثُ فِیْ مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ هُوَ مَالَهُ اِمَامٌ وَمُؤَذِّنٌ اُدِّیَتْ فِیْهِ الْخَمْسُ اَوْلاَ(اِلٰی ان قَالَ) صَحَّحَهُ السَّرُوْ جِی وَهُوَ اَیْسَرُ خُصُوْصاً فِیْ زَمَانِنَا فَیَنْبَغِیْ اَنْ یُعَوَّلَ عَلَیْهِ “.(ج/۳ص/ ۴۲۹)

نیز اسی میں ہے ”وَاَمَّا الْجَامِعُ فَیَصِحُّ فِیْهِ مُطْلَقاً اِتِّفَاقاً “.(ج/۳ ص/ ۴۲۹)

علامہ شامی ”مُطْلَقاً “ کے تحت فرماتے ہیں ”مُطْلَقاً اَیْ وَاِنْ لَمْ یُصَلُّوْا فِیْهِ الصَّلٰوةَ كُلَّهَا ،عَنِ الْبَحْرِ وَفِیْ خُلاَصَةٍ وَغَیْرِهَا“.(ردالمحتار ج/۳ص/ ۴۲۹)

## صدقۂ فطر:۔

اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِیْنَ .(سورۂ توبہ) صدقات فقراومساکین کا ہی حق ہے۔





روزہ دار کو لغو، مہمل فحش اور بدکلامی کی آلودگی سے پاک وصاف ہو کر مسرت وخوشی کے ساتھ روزے کی تکمیل کا شکریہ بجالاتے ہوئے، غربا ومساکین کی اعانت ودستگیری کا خیال رکھتے ہوئے شارع علیہ السلام کے حکم کے موافق صدقۂ فطر کا ادا کرنا واجب وضروری ہے محتاجوں، یتیموں، بیواؤں اور فقیروں کی عید تو اسی وقت ہوسکتی ہے کہ عید کے دن انھیں اس قدر صدقۂ فطر سے مال دے دیا جائے کہ سوال کرنے کی ضرورت باقی نہ رہے، قدرت واستطاعت کے باوجود صدقۂ فطر نہ ادا کرنا نہایت نازیبا ہے، اسی بنا پر کہا گیا ہے ”مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَلَمْ یُوَدِّ نِصْفَ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ كَانَ صِیَامُهُ مُعَلَّقاً بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ “. یعنی جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور استطاعت کے باوجود پونے دوسیر گندم صدقہ میں نہ دے تو اس کے روزے آسمان وزمین کے درمیان یوں ہی لٹکتے رہیں گے۔(عصر حاضر کے پیمانے سے علمائے کرام نے اس کا وزن تقریباً دوکلوسینتالیس گرام گیہوں بیان کیا ہے) صدقۂ فطر ایک قسم کی خیرات ہے، اس کی ادائے گی سے روزے کا ثواب اور اس کی مقبولیت بڑھ جاتی ہے اور روزے دار کی لغزشیں معاف ہوجاتی ہیں۔

## مسائل صدقۂ فطر:۔

ہر مسلمان پر صدقۂ فطر واجب ہے جو ضروریات زندگی کے علاوہ ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کا مالک ہو، زیور ہو یا مال تجارت، جائداد یا کسی بھی قسم کا مال ہو اگر اس کی قیمت ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی ہو تو یہ شخص مالک نصاب ہے، صدقۂ فطر کی ادائے گی کے لیے موجودہ حال پر سال بھر گزرنا ضروری نہیں اور اگر کسی کے پاس مال تو ہو لیکن اس پر قرض اس قدر ہو کہ اگر ادا کیا جائے تو ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کا مال باقی نہیں رہتا تو اس پر صدقۂ فطر واجب نہیں، صاحب نصاب کو اپنی اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے حتی کہ جو ننھا بچہ عید کے دن صبح صادق سے پہلے پیدا ہوا ہے اس کا صدقۂ فطر بھی ادا کرنا پڑے گا ”وَیُخْرَجُ عَنِ الْاَوْلاَدِ الصِّغَارِ“ (ہدایہ اولین ص ۲۰۸) ہر

شخص کی طرف سے صدقۂ فطر میں دو کلو سینتالیس گرام گیہوں یا اس کی قیمت صدقۂ فطر میں دینی پڑے گی، ایک ہی آدمی کئی آدمیوں کا صدقۂ فطر لے سکتا ہے، اسی طرح ایک آدمی کا صدقۂ فطر تھوڑا تھوڑا کر کے کئی محتاجوں کو دینا بھی جائز ہے، عید کی نماز سے پہلے ہی صدقۂ فطر ادا کر دینا چاہیے، بعض صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے عید سے پہلے رمضان ہی میں صدقۂ فطر ادا کرنا ثابت ہے، بخاری شریف میں ہے ''کَانُوْا یُعْطُوْنَ قَبْلَ الْفِطْرِ بِیَوْمٍ اَوْیَوْمَیْنِ''. (بخاری شریف ج ۱/ص ۲۰۵)

جس شخص نے کسی عذر سے یا مالک نصاب نے شامت اعمال اور غفلت سے روزہ ہی نہیں رکھا اس پر بھی صدقۂ فطر واجب ہے، جن محتاجوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے انھیں کو صدقۂ فطر بھی دینا چاہیے، مؤذن وامام وغیرہ کو اجرت کا لحاظ کر کے صدقۂ فطر کا مال دینا درست نہیں ہے۔ ہدایہ میں ہے ''لَا یُبْنیٰ بِهَا مَسْجِدٌ وَلَا یُکَفَّنُ بِهَا مَیِّتٌ لِاِنْعِدَامِ التَّمْلِیْکِ'' (ہدایہ اولین ص ۲۰۵) یعنی صدقۂ فطر کے مال سے تعمیر مسجد اور میت کی تجہیز وتکفین کرنا درست نہیں کیوں کہ اس صورت میں تملیک نہیں پائی جا رہی ہے۔

## عید الفطر:۔

عید کا دن فرحت ومسرت، خوشی وشادمانی اور نہایت لطف افزا ومسرت انگیز ہے، اس دن کا چاند نظر آتے ہی ہر دل خوشی سے مچل اٹھتا ہے، تمام مسلمان فرحاں وشاداں گلے ملتے ہیں، صدائے تکبیر سے پورا محلّہ گونجنے لگتا ہے، اخوت ومساوات کا جذبہ انگڑائیاں لینے لگتا ہے اور باری تعالیٰ کی رحمت وبرکت اس دن اس کے نیک بندوں پر عود کرتی ہے، گنہگار بندے روزے کی ریاضت، تراویح ونفل کی ادائے گی کے بعد پاک وصاف دل ہوکر فرحاں وشاداں، خوشی بخوشی اپنے مولائے کریم، رؤف ورحیم کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ازراہ شفقت ورحمت اس رجوع اور انابت الی اللہ کے صلہ میں عید کے دن اپنے بندوں پر بے حساب انعام واکرام فرماتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس دن کو عید کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔





عید کے دن اللہ رب العزت اظہار مسرت کے طور پر فرشتوں سے اپنے نیک بندوں کی بابت دریافت فرماتا ہے ''اے فرشتو! جس مزدور نے اپنا کام پورا کرلیا ہو اس کا بدلہ کیا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں، اے پروردگار! اس کے کام کی پوری پوری مزدوری دی جائے، پھر اللہ رب العزت فرشتوں کو گواہ بناتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! میں تمھیں گواہ بناتا ہوں کہ روزے رکھنے والوں اور تراویح ونوافل میں قیام کرنے والوں کا بدلہ میں نے اپنی رضا مندی ومغفرت کو بنایا، کیوں کہ انھوں نے میرا فرض ادا کیا ہے اور نماز عید اور دعا کے شوق میں ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ'' کہتے ہوئے گھروں کو چھوڑ کر میدان عیدگاہ کی طرف نکل کھڑے ہوتے ہیں، لہٰذا مجھے اپنی عزت وجبروت کی قسم ہے کہ ان کی خطاؤں سے درگزر کرتے ہوئے ان کی پردہ پوشی کروں، ان کے حق میں ان کی جائز دعاؤں کو بھی قبول کروں ''فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ'' پھر اللہ تبارک وتعالیٰ گنہگار بندوں کی طرف توجہ خاص مبذول فرما کر ارشاد فرماتا ہے ''اِرْجِعُوْا فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ وَبَدَّلْتُ سَیِّئَاتِکُمْ حَسَنَاتٍ'' اے میرے بندو! واپس گھر جاؤ میں نے تمھیں بخش دیا اور تمہاری خطائیں نیکیوں سے بدل ڈالیں، اس پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مسلمان اپنے گھروں کو اس حالت میں واپس ہوتے ہیں کہ ان کے گناہ معاف ہوچکے ہوتے ہیں۔ (بیہقی)

عید کا دن یہ اللہ کی جانب سے بندوں کے لیے ایک عظیم نعمت ہے اور جاہلیت کے ایام کا بدل ہے، آقائے کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جسے ابوداؤد نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے:

**عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ الْمَدِیْنَةَ وَلَهُمْ یَوْمَانِ یَلْعَبُوْنَ فِیْهِمَا فَقَالَ مَا هٰذَانِ الْیَوْمَانِ قَالُوْا کُنَّا نَلْعَبُ فِیْهِمَا فِی الْجَاهِلِیَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَبْدَلَکُمْ بِهِمَا خَیْرًا مِنْهُمَا یَوْمَ الْاَضْحیٰ وَیَوْمَ الْفِطْرِ۔** (ابوداؤد ج ۱/ص ۱۶۱)

رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے اس وقت اہل مدینہ سال میں دو دن خوشی کرتے تھے (مہرگان، ونیروز) آپ نے فرمایا کہ یہ کیا دن ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا زمانہ جاہلیت میں ہم ان دنوں میں خوشی کرتے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلے میں ان سے بہتر دو دن تمھیں دیئے ہیں، عید الاضحیٰ و عید الفطر کے دن۔

اس روز سعید میں زیادہ سے زیادہ نیک عمل کرنا چاہیے، کیوں کہ رحمت خداوندی بندوں کی طرف متوجہ ہوتی ہے، توبہ کرنا، تقویٰ و پرہیزگاری اور ترک معاصی کی باری عزاسمہٗ سے توفیق طلب کرنا، غربا و مساکین، اپاہج و درماندہ مسکینوں اور بیواؤں کی کفالت و دستگیری کرنا اور نہایت تضرع وزاری اور خشوع و خضوع سے صراط مستقیم پر چلنے کی دعا کرنا چاہیے لیکن آج تو معاملہ اس کے بالکل برعکس نظر آتا ہے اور حالات ہوش ربا حد کو پہونچ چکے ہیں، پُر تکلف کپڑے زیب تن کر لیے، غریبوں کو کون دیکھتا ہے، لباس فاخرہ میں ملبوس ہیں، یتیموں کا کون خیال کرتا ہے، عطر و گلاب کی بارش ہو رہی ہے، بیواؤں کی جانب نظر بھی نہیں اٹھتی، نہایت شان و شوکت کے ساتھ عیدگاہ رواں دواں ہیں، مسکینوں کا چارہ گر کون ہے، شور مچاتے ہوئے چلے جا رہے ہیں، تکبیر کسے یاد ہے، لغوخرافات اور باطل رسم و رواج میں مشغول ہیں، دینی حدود کا کسے پاس و لحاظ ہے، سنیما بینی، ہلڑ بازی، مجالس قہقہہ کا انعقاد، تو جزء لاینفک کی حیثیت اختیار کر چکا ہے اور اسی کو عید سمجھ رکھا ہے، بڑا، بوڑھا، بچہ، جوان ہر کوئی اس میں ملوث ہے۔ مسلمانو! یہ شیوۂ اغیار ترک کرو اور اس دن کو واقعی عید کا دن بناؤ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں:

لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ لَبِسَ الْجَدِیْدَ
اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ خَافَ الْوَعِیْدَ

**ترجمہ**:۔ عید اس کی نہیں جو نئے کپڑے زیب تن کرے بلکہ عید تو اسی کی ہے جو وعید الٰہی سے خائف ہو۔

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ نیا کپڑا پہننا ممنوع ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ لباس فاخرہ پہننے





کے بعد غرور کے شکار نہ ہوں، بلکہ کمال بندگی کا اظہار کریں، اچھے لباس پہننا تو حضور ﷺ سے ثابت ہے پھر یہ ممنوع کیوں کر ہو سکتا ہے۔

ردالمحتار میں بحوالہ بیہقی جلد دوم صفحہ ۱۹۸/ پر مذکور ہے: اِنَّهٗ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كَانَ یَلْبَسُ یَوْمَ الْعِیْدِ بُرْدَةً حَمْرَاءَ. (ردالمحتار جلد دوم صفحہ ۴۸)

رسول اللہ ﷺ عید کے دن سرخ جوڑا زیب تن فرماتے تھے۔

## مسائل عید:۔

عید کے دن یہ باتیں مسنون ہیں، مسواک کرنا، غسل کرنا، اچھا لباس پہننا، خوشبو لگانا، عید الفطر کی نماز کے لیے جانے سے پہلے کھجوریں یا میٹھی چیز کھانا، عدد کا طاق یعنی تین، پانچ، سات یا کم و بیش مگر طاق ہوں، نماز عید ادا کرنے جانے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا، پیدل جانا، ایک راستہ سے جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا، عیدگاہ جلد جانا، عیدین کی نماز سے پہلے گھر میں یا عیدگاہ میں نفل نماز نہیں پڑھنی چاہیے، صبح کی نماز مسجد محلّہ میں پڑھنا، خوشی ظاہر کرنا، کثرت سے صدقہ دینا، عیدگاہ کو اطمینان و وقار اور نیچی نگاہ کیے جانا اور آپس میں مبارکباد دینا اور آہستہ آہستہ تکبیر یعنی "اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ" پڑھنا، درمختار میں ہے "نُدِبَ یَوْمَ الْفِطْرِ اَكْلُهٗ حُلْوًا وِتْرًا وَلَوْ قَرَوِیًّا قَبْلَ خُرُوْجِهٖ اِلٰی صَلَاتِهَا وَاسْتِیَاكُهٗ وَاغْتِسَالُهٗ وَتَطَیُّبُهٗ بِمَا لَهٗ رِیْحٌ لَا لَوْنٌ وَلُبْسُهٗ اَحْسَنَ ثِیَابِهٖ وَلَوْ غَیْرَ اَبْیَضَ وَاَدَاءُ فِطْرَتِهٖ ثُمَّ خُرُوْجُهٗ مَاشِیًا اِلَی الْمُصَلّٰی الْعَامِ وَالْخُرُوْجُ اِلَیْهَا لِصَلَاةِ الْعِیْدِ سُنَّةٌ وَاِنْ وَسِعَهُمُ الْمَسْجِدُ الْجَامِعُ هُوَ الصَّحِیْحُ". (درمختار جلد سوم صفحہ ۴۷/۴۸/۴۹)

عالمگیری میں ہے:

یُسْتَحَبُّ یَوْمَ الْفِطْرِ لِلرَّجُلِ الْاِغْتِسَالُ وَالسِّوَاكُ وَلُبْسُ اَحْسَنِ ثِیَابِهٖ جَدِیْدًا كَانَ اَوْ غَسِیْلًا وَالتَّخَتُّمُ وَالتَّطَیُّبُ وَالتَّكْبِیْرُ وَالْمُسَارَعَةُ اِلَی الْمُصَلّٰی وَاَدَاءُ

صَدَقَةِ الْفِطْرِ قَبْلَ صَلاَةٍ وَصَلاَةُ الْغَدَاءِ فِیْ مَسْجِدٍ وَالْخُرُوْجُ اِلیٰ الْمُصَلّٰی مَاشِیًّا وَلاَبَاسَ بِالرُّکُوْبِ فِیْ الْجُمُعَةِ وَالْعِیْدَیْنِ وَالْمَشْیُ اَفْضَلُ فِیْ حَقٍّ مَّنْ یَقْدِرُعَلَیْهِ وَاسْتُحِبَّ فِیْ عِیْدِ الْفِطْرِ اَنْ یَّاکُلَ قَبْلَ الْخُرُوْجِ اِلیٰ الْمُصَلّٰی تُمَیْرَاتِ ثَلاَ ثاً اَوْخَمْساً اَوْسَبْعاً اَوْاَقَلَّ اَوْاَکْثَرَ بَعْدَ اَنْ یَّکُوْنَ وِتْراً وَاِلَّا مَاشَاءَ مِنْ اَیِّ حُلْوٍ کَانَ.(عالمگیری ج/۱ ص/۱۴۹/۱۵۰)

## عیدین کی نماز کا طریقہ:۔

نماز عید دو رکعت ہر مسلمان، بالغ، مقیم غیر معذور پر واجب ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی نیت کر کے کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے یعنی پہلی تکبیر میں ہاتھ باندھ لے، اس کے بعد دو تکبیروں میں ہاتھ لٹکائے، پھر چوتھی تکبیر میں ہاتھ باندھ لے، اس کو یوں یاد رکھیے کہ جہاں تکبیر کے بعد کچھ پڑھنا ہے وہاں ہاتھ باندھ لیے جائیں اور جہاں پڑھنا نہیں وہاں ہاتھ چھوڑ دیئے جائیں، پھر امام تعوذ و تسمیہ آہستہ پڑھ کر جہر کے ساتھ سورۂ فاتحہ و سورت پڑھے گا، پھر رکوع کرے، دوسری رکعت میں پہلے سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھے، پھر تین بار کان تک ہاتھ لے جا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ نہ باندھے اور چوتھی بار بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے، اس سے معلوم ہوا کہ عیدین میں زائد تکبیریں چھ ہیں، تین پہلی قرأت سے پہلے اور تکبیر تحریمہ کے بعد اور تین دوسری میں قرأت کے بعد اور تکبیر رکوع سے پہلے اور ان چھوؤں تکبیروں میں ہاتھ اٹھائے جائیں گے اور ہر دو تکبیروں کے درمیان تین تسبیح کی قدر سکتہ کرے اور عیدین میں مستحب یہ ہے کہ پہلی میں سورۂ جمعہ اور دوسری میں سورۂ منافقون پڑھے یا پہلی میں ''سَبِّحِ اسْمَ'' اور دوسری میں ''هَلْ اَتٰکَ''.

(بہار شریعت چہارم صفحہ ۹۵)





## عیدین کا خطبہ:۔

عیدین کی نماز کے بعد امام کھڑا ہو کر خطبہ پڑھے اور تمام نمازی خاموش بیٹھے ہوئے سنتے رہیں، کیوں کہ خطبہ سننا واجب ہے، اگر امام کے دور ہونے کی وجہ سے آواز نہ آئے تو بہ نیت ثواب چپ چاپ بیٹھا رہے، کیوں کہ نزدیکی اور دوری دونوں کا ثواب یکساں ہے، عیدین میں بھی دو خطبے پڑھنا اور دونوں کے درمیان بیٹھنا مسنون ہے، اگر کسی کو ایک رکعت ملی تو وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد الحمد اللہ شریف، پھر سورت پڑھے بعد ازاں تکبیرات زوائد کہے، الحمد سے پیشتر تکبیرات زوائد نہ کہے اگرچہ یہ قضا پہلی رکعت کی ہے اور اگر مقتدی امام کو رکوع میں پائے اور تکبیرات کہہ کر رکوع میں شامل ہو سکتا ہو تو تکبیرات کہہ لے ورنہ صرف تکبیر تحریمہ یعنی تکبیر افتتاح کہہ کر رکوع میں چلا جائے، تینوں تکبیروں کو رکوع میں کہہ لے اور ہاتھ نہ اٹھائے، پھر اگر تسبیح کہنے کی گنجائش ہو تو کہے ورنہ ترک کر دے، اگر رکوع میں تکبیر نہ کہہ سکا اور امام نے سر اٹھا لیا تو امام کی پیروی کرے اس مقتدی کے سر سے تکبیرات ساقط ہو گئیں۔

العبد الفقیر الیٰ ربه القدیر
محمد نظام الدین قادری رضوی برکاتی عفی عنہٗ

## مصنف کامختصر تعارف

# نگہ بلند،سخن دل نواز، جان پرسوز..............

ازقلم:مولاناضیاءالمصطفیٰ نظامی

دامن انسانیت کسی بھی دور میں عبقری اور انقلاب آفرین شخصیات سے خالی نہیں رہا۔اس کے ہرشعبۂ زندگی میں شخصیتیں پیدا ہوتی رہتی ہیں جن کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ قومی وملی زندگی میں پیش آنے والے مختلف قسم کے بگاڑ کی اصلاح کا کام لیتا ہے۔حضور خطیب البراہین کی شخصیت بھی برصغیر ہندوپاک کی ان نامور شخصیات میں سے ایک ہے جن کی زندگی حیات ملی کاایک مستقل باب اور جن کی سیرت وکردار درس وتدریس سے وابستہ اساتذہ اورمیدان خطابت کے شہسواروں کے لیے مینارۂ نور کی حیثیت رکھتا ہے۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۵جنوری ۱۹۲۸ء کوتیہ اجیار کے مشہور ومعروف گاؤں اگیا میں ہوئی۔والدہ عابدہ زاہدہ تلاوت قرآن پاک کے ساتھ ساتھ دلائل الخیرات کی تلاوت کی پابند تھیں۔تہجد گزاروالدہ کی دعاے سحر گاہی کا مظہر بن کر آپ کی شخصیت جلوہ افروز ہوئی۔آپ بچپن ہی سے متبع شریعت رہے۔ابتدائی تعلیم کے ساتھ ساتھ فارسی کی چندابتدائی کتابیں آپ نے دارالعلوم تدریس الاسلام میں حاصل کی پھر۱۹۴۷ء میں اپنے دوساتھیوں کے ساتھ مدرسہ اسلامیہ اندرکوٹ میرٹھ کارخ کیا۔وہاں پرسال بھراپنے روحانی مربی حضرت علامہ حاجی مبین الدین محدث امروہوی اور امام النحو حضرت علامہ غلام جیلانی میرٹھی سے اکتساب فیض کرتے رہے پھر۱۹۴۸ء میں ملک کی عظیم دانش گاہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور میں داخلہ لیا اوراساتذہ اشرفیہ بالخصوص حضور حافظ ملت کی درسگاہ سے علم کی لازوال نعمتوں کو حاصل کرتے رہے۔
۱۹۵۲ء میں حضور حافظ ملت اور دیگر علماومشائخ نے آپ کے سرپر دستارفضیلت باندھ کرخدمت





دین متین کی ذمہ داریوں پر مامور کیا۔آپ نے ان ذمہ داریوں کو کچھ اس طرح نبھائی کہ آج دنیا آپ کوخطیب البراہین،محدث بستوی، محی السنہ،مفتی صاحب اورصوفی صاحب جیسے مہتم بالشان القابات سے یاد کررہی ہے۔

الجامعۃ الاشرفیہ سے فراغت کے بعد بچوں کو تعلیم دے کر عالم بنانا اور جلسوں میں تقریر کے ذریعہ قوم مسلم کے فکرافکار ونظریات کے اصلاح کو اپنامحبوب ترین مشغلہ بنایا۔آپ کی ذات نے جہاں ایک طرف اساتذہ،مفکرین،ادبا اور دانشوروں کی ایک عظیم دستہ قوم کو عطا کیا وہیں پراپنی تقریروتحریر کے ذریعہ دشمنان اسلام کودعوت فکر دیتے رہے۔آپ کے اس مجاہدانہ کردار کو دیکھ کر خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کے سجادہ نشین حضور احسن العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان نے آپ کو خلافت سے نوازا۔

آپ نے مختلف وقتوں میں دارالعلوم فیض الاسلام قصبہ مہنداول ضلع سنت کبیرنگر،دارالعلوم شاہ عالم احمد آباد گجرات،دارالعلوم فضل رحمانیہ پچپڑوا میں مسند تدریس کے شہنشاہ بنے رہے اور سب سے آخر میں آپ نے دارالعلوم تنویرالاسلام امرڈوبھا کا انتخاب کیا اور پھروہیں کے ہوکررہ گیے۔جہاں پرآپ ۲۰۰۹ء تک طالبان علوم نبویہ کو درس بخاری دیتے رہے۔فی الوقت جامعہ برکاتیہ حضرت صوفی نظام الدین لہرولی میں فیوض وبرکات تقسیم فرمارہے ہیں۔

آپ زمانہ طالب علمی ہی سے نہایت ہی پرہیزگار اور تقوی شعار رہے۔آپ کے تقوی شعاری کا عالم یہ تھا کہ آپ کے ساتھی آپ کوصوفی صاحب کہنے لگے۔اس کی شکایت جب آپ نے بارگاہ حافظ ملت میں کی تو حافظ ملت نے ارشاد فرمایا!جی ہاں ہم بھی آپ کوصوفی صاحب کہتے ہیں۔آپ صوفی صاحب ہیں اسی لیے تولوگ آپ کوصوفی صاحب کہتے ہیں۔

اس مردحق شناس کے منھ سے نکلے ہوئے جملے بارگاہ رب العزت میں اس قدر مقبول ہوئے کہ آج دنیا آپ کوصوفی صاحب ہی کے خطاب سے جانتی پہچانتی ہے۔آپ نے اصلاح معاشرہ کے لیے مختلف موضوعات پرمضامین تحریر کیے جومختلف رسالوں میں شائع ہوکر مقبول انام ہوئے

۔دلائل وبراہین سے لبریز آپ کے مضامین اصلاح معاشرہ کے موضوع پر بہت اہمیت رکھتے ہیں۔آپ کے چند مضامین کو کتابی شکل دے کر دارالقلم لہرولی بازار سنت کبیرنگر سے شائع بھی کیا گیا ہے اور آنے والے وقتوں میں مزید پڑے ہوئے مضامین کو کتاب کی شکل میں شائع کیے جانے کی تیاری کی جارہی ہے تاکہ ایک عالم دین کی فکر کو عوام تک پہنچایا جاسکے۔

**آپ کی وہ تصانیف جودارالقلم سے شائع ہوچکی ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔**

(۱) داڑھی کی اہمیت (۲) کھانے پینے کا اسلامی طریقہ (۳) برکات مسواک (۴) اختیارات امام النبیین (۵) فلسفہ قربانی (۶) برکات روزہ (۷) حقوق والدین (۸) فضائل مدینہ (۹) فضائل تلاوت قرآن مبین (۱۰) فضائل درود (۱۱) خطبات خطیب البراہین آپ کی شخصیت پر شائع ہونے والی کتابیں مندرجہ ذیل ہیں ۔(۱) دوعظیم شخصیتیں (۲) خطیب البراہین ایک منفرد المثال شخصیت (۳) آئینہ محدث بستوی (۴) خطیب البراہین اپنے خطبات کے آئینے میں (۵) خطیب البراہین آئینہ اشعار میں (۶) محدث بستوی سنت رسول کے آئینے میں (۷) خطیب البراہین کی محدثانہ بصیرت۔

میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا گو ہوں کہ وہ حضورﷺ کے صدقے آپ کی عمر دراز فرمائے اور آپ کا سایۂ کرم ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے آمین۔





# محدث بستوی ریسرچ سینٹر اینڈ ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ

فتنوں کے اس نازک دور میں جب کہ ہر طرف اسلام اور مسلمانان عالم پر یلغار کی جارہی ہے، اسلام دشمن عناصر جدید ذرائع ابلاغ کو استعمال کر کے اسلامی تعلیمات کے خلاف زبردست پروپیگنڈہ کررہے ہیں قسم قسم کے داخلی وخارجی فتنوں کا ایک سیل رواں ہے جو رکتا ہوا نظر نہیں آتا، ایسے نازک دور میں ملت اسلامیہ کرب واضطراب کے ساتھ مخلص افراد کی متلاشی ہے اور اس کو ایسے بافیض متدین علما کی اشد ضرورت ہے جو عالمانہ بصیرت رکھتے ہوں، جن کے علم میں گہرائی ہو، جو دشمنوں کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر انہیں چیلنج کرسکتے ہوں، مذکورہ اسباب وعوامل کے ساتھ عالمی منظرنامہ پر رونما ہونے والی برق رفتار تبدیلیوں نے حضرت حبیب العلما صاحب قبلہ کو ایسے ادارہ کی تاسیس پر آمادہ کیا جس سے عصری چیلنجوں کا سدباب کیا جاسکے۔ان شاء اللہ العزیز عن قریب ہی محدث بستوی ریسرچ سینٹر اینڈ ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کا قیام عمل میں آنے والا ہے جس میں مدارس عربیہ کے فارغین طلبا کو کہنہ مشق اور ذی صلاحیت علما ومحققین کی تربیت میں ریسرچ کرنے اور ٹیکنیکل تعلیم حاصل کرنے کا موقع فراہم کیا جائے گا۔اپیل: مذکورہ منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے حبیب العلما کے قدم سے قدم ملا کر شانہ بشانہ چلیں اور حضور پیر طریقت صاحب قبلہ کے مشن کو فروغ دینے کے لیے تیار رہیں، آل انڈیا بزم نظامی کی ضروریات کو دیکھتے ہوئے اس کا دل کھول کر مالی تعاون فرمائیں اور اس مشن کو آگے بڑھانے کے لیے مفید مشوروں سے نوازیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم سے نوازے اور ہر طرح کی ترقیات سے سرفراز کرے۔آمین

**آل انڈیا بزم نظامی رجسٹرڈ**

**چیک یا ڈرافٹ بنام**

ALL INDIA BAZME NIZAMI
A/C. NO. S.B.I. 31182648690
BANK CODE NO. 09303

## دارالقلم کی مطبوعات

# DARUL QALAM

Nizami Market, Lohrauli Bazar,
Post Hatwa, Distt. S.K.Nagar-272125 (U.P.)
Mobile No.:09450570152,9415672306

Rs./-